مقالات

www.KitaboSunnat.com

رمضان المبارک

تفضیل احمد ضیغم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

مقالات

تفضیل احمد ضیغم

طیبہ قرآن محل
مدینہ سنٹر گلی نمبر 5 قریشی محلہ
امین پور بازار فیصل آباد
041-2629292,041-2624007,0333-6574758

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب **مقالات رمضان المبارک**

باہتمام ---------------- حافظ عمر فاروق

طبع اول ---------------- اپریل 2021ء

تعداد ---------------- 1100

قیمت ---------------- /-

طیبہ قرآن محل مکہ سنٹر گلی نمبر 5 نشی محلہ امین پور بازار فیصل آباد
041-2624007,0345-7709626

اسٹاکسٹ

مکتبہ محمدیہ النور سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
Mob.: 0300- 4826023 ,0334-4842982
E:mail: maktabahmuhammadia@gmail.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فہرست

نمبر شمار		صفحہ
❁	**رمضان کی تیاری میں اہم باتیں**	17
◇	نیکی کا شوق پیدا کرنا	21
◇	عزم وہمت	21
◇	نیکی کیلئے منصوبہ بندی	25
◇	وقت کی اہمیت	28
❁	**روزہ نفس کے خلاف جہاد**	33
◇	ایمانی قوت	36
◇	رمضان کا حقیقی استقبال	40
◇	سکتہ کا مریض اور روزہ	42
◇	رمضان کا مطلب	43
◇	صوم کی وضاحت	44
◇	روزے کا مقام	45
◇	خیر وبرکات کی بارش	50
◇	پہلے اللہ کا بندہ ہوں پھر ملازم	52
❁	**رمضان اور دعاء ومناجات**	59
◇	دعا کبھی رائیگاں نہیں جاتی	64

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

⁘	دعا کو مزین کرنے والی چیزیں	65
⁘	کامل امید سے دعا	65
◇	دل لگا کر دعا کرنا	67
◇	پختہ ارادے سے دعا کرنا	68
◇	اسباب اللہ کے محتاج ہیں	69
◇	اپنے گناہوں کا اعتراف	70
◇	دعا میں وسیلہ	71
◇	نیک عمل کا وسیلہ	71
◇	اسماء حسنیٰ کا وسیلہ	73
◇	نیک آدمی کی دعا کا وسیلہ	78
◇	جامع ترین دعائیں	78
◇	افضل ترین دعا	79
◇	تمام غموں اور گناہوں کا کفارہ	80
❁	**معافی کے الہامی اصول**	83
◇	معافی میں چار الہامی اصول	89
◇	گناہوں کی معافی	89
◇	گناہوں پر پردہ	90
◇	گناہوں کا وزن میں ہلکا ہو جانا	91
◇	گناہوں کا نیکیاں بن جانا	93
◇	پوشیدہ گناہ کرنے والے لوگ	99
◇	گناہ ظاہر کرنے والے لوگ	101

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

❁	**الصوم لی کے معانی و معارف**	105
◇	نیت کو متاثر کرنے والی چیزیں	116
◇	دنیاوی مقاصد	116
◇	ریاکاری	117
◇	شہرت کیلئے عبادت	122
◇	ہر عمل اللہ کی خاطر	123
◇	کامیابی کیلئے تین چیزیں	130
◇	اخلاص نیت	130
◇	سیدھا چلنا	131
◇	محنت	135
◇	دنیاوی کاموں کی انجام دہی میں چار چیزیں	138
◇	اخلاص نیت	138
◇	مشاورت	141
❁	**محبت روزہ اور لوگوں کے مراتب**	147
◇	پہلا مرتبہ	151
◇	دوسرا مرتبہ	154
◇	تیسرا مرتبہ	154
◇	روزہ چھوڑنے کی رخصت چار افراد کیلئے	155
◇	مریض	155
◇	حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتیں	157
◇	مخصوص کیفیت کی شکار خواتین	157

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

158	مسافر	◇
163	بچہ اور دیوانہ	◇
163	جان بوجھ کر روزہ چھوڑنے والے	◇
167	**رمضان میں تقویٰ کا حصول کیسے...؟**	◇
170	صدقہ وخیرات تیز آندھی کی مانند	◇
178	رمضان میں عمرہ	◇
179	رمضان میں عمرہ حج کے برابر	◇
183	حفاظت زبان	◇
184	دل اور زبان کا کردار	◇
191	**رمضان اور حفاظت زبان**	◇
194	مذاق کیلئے بولے جانے والے الفاظ	◇
194	استہزاء	◇
196	تضحیک	◇
197	تمسخر	
197	مذاق اور مزاح میں فرق	◇
200	اہل ایمان کا مذاق اُڑانا	◇
206	عقائد کا مذاق اُڑانا	◇
210	مذاق میں الزام اور تہمت	◇
213	**رمضان کی لذتیں**	◇
217	نیکیوں کی لذت	◇
220	روزے کی لذت میدان محشر میں	◇

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

◇	ڈھال	222
◇	بے مثل عبادت	226
◇	افطاری کی لذت	227
◇		
❁	**رمضان کی راتوں کا قیام**	229
◇	قرآن پاک کی تلاوت	232
◇	راتوں کا قیام	235
◇	قیام اللیل کی فضیلت تین اعتبار سے	236
◇	جگہ کے اعتبار سے	236
◇	کیفیت کے اعتبار سے	237
◇	وقت کے اعتبار سے	237
◇	اعتراض (تراویح کا ثبوت نہیں)	238
◇	اعتراض (قیام صرف تین راتوں کا ہے)	242
◇	اعتراض (تراویح کے بغیر روزہ)	243
❁	**رمضان اور صبر**	249
◇	صبر کی تین قسمیں	251
◇	الصبر علی الطاعۃ	253
◇	صبر کے تین درجات	254
◇	پہلا درجہ	254
◇	صبر اور شکر کا تعلق	257
◇	جنگ احد اور صبر و ہمت کی مثالیں	260

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۞	صبر کا دوسرا درجہ	265
۞	صبر کا تیسرا درجہ	267
۞	مصیبت کی دو وجہیں	268
۞	گناہوں کے سبب	268
۞	اللہ کا امتحان	269
۞	صبر کے امتحانات	271
۞	ذات پر اعتراض	271
۞	بیٹیوں سے امتحان	272
۞	صبر کی قوت کیسے پیدا کی جائے	274
۞	سبق آموز واقعہ	278
۞	**نفلی روزوں سے رمضان کی مشق**	287
۞	ایک روزے کا ثواب	289
۞	سال بھر میں نفلی روزوں کا شیڈول	290
	مختلف دنوں کے روزے	294
۞	ممنوعہ نفلی روزے	299
۞	نفلی روزوں کے کچھ مسائل	303
۞	**رمضان کے امتیازی فضائل**	309
۞	رمضان اور آسمان کے دروازے	311
۞	رمضان اور جنت کے دروازے	318
۞	جنت میں درجات بڑھانے والا مہینہ	333
۞	**رمضان اور بھوک کا احساس**	341

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

◇	بھوکوں کو کبھی تنہا نہ چھوڑا	349
❁	**رمضان کا آخری عشرہ**	355
◇	عبادت کیلئے تیاری	358
◇	شب بیداری	359
◇	گھر والوں کو عبادت میں شامل کرنا	361
◇	اعتکاف کرنے والے اللہ کے مہمان	364
◇	اعتکاف کے مسائل	365
◇	کیا عورت گھر میں اعتکاف کر سکتی ہے؟	368
◇	عورت کے گھر میں اعتکاف پر دلائل اور رد	370
◇	اعتکاف کی فضیلت	373
◇	لیلۃ القدر کی فضیلت	373
◇	آپ ﷺ کے زمانہ میں لیلۃ القدر	377
◇	لیلۃ القدر کی علامات	384
❁	**مقالات عید الفطر**	387
●	رمضان کے اسباق	387
●	عید اور حقوق العباد کا درس	399
●	رمضان اور مساکین سے محبت کا درس	409
●	رمضان سے محبت الٰہی کا حصول	415
●	رمضان سے خوف الٰہی کا حصول	427

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عرضِ ناشر

تبلیغی میدان میں جہاں لسانی قوت اپنا کردار ادا کرتی ہے وہاں قلم بھی روشنیوں کا نقیب ثابت ہوتا ہے۔ قلم اگر محقق کے ہاتھ میں ہو تو تحقیق کے ترازو کو متوازن کر دیتا ہے۔ اگر مؤرخ کے ہاتھ میں ہو تو تاریخ کے جھروکوں کی نقاب کشائی کرتا ہے۔ یہی قلم اگر ادیب کے ہاتھ میں ہو تو لفظوں کی مالا پرو دیتا ہے۔ اسی قلم کی سیاہی کبھی مبلغ کو زبان اور خطیب کو بیان کی قوت سے نوازتی ہے۔ خطیب اور مبلغ کا تعلق منبر و محراب سے ہے اور منبر و محراب کا رشتہ عوام سے جڑا ہوا ہے۔ عوام سے معاشرہ ترکیب پاتا ہے اور معاشرہ کی تطہیر میں منبر اہم کردار ادا کرتا ہے۔ بعض ناقدین عموماً شکوہ کناں نظر آتے ہیں کہ اسلاف کا منبر علم و عمل کا پاسبان ہوتا تھا اور تحقیق و تدقیق کے لعل و گہر لُٹاتا تھا وہ لعل و گہر جن کی تابناکی آج میں بھی ماند نہیں ہوئی، پرانے وقتوں کے سامعین جب کبھی ماضی کی چادر پر ستاروں کی مانند بکھرے ہوئے اصحاب علم کا تذکرہ کرتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اسلاف کا منبر قرونِ اولیٰ کا امین تھا، جہاں کبھی خطیب صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمت بیان کرتا تو دندان شکن دلائل سے ناقدین کا تار و پود بکھیر دیتا، توحید بیان کرتا تو باری تعالیٰ کی ہیبت دلوں میں سما جاتی اور یوں محسوس ہوتا جیسے شرک و بدعت کی تاریکی پر بجلی کوندر رہی ہو۔ خوفِ الٰہی کا تذکرہ کرتے تو دلوں کی سیاہی ڈھل جاتی اور سرد آنکھوں سے ٹپ ٹپ برستے آنسو ندامت کی جھڑیاں لگا دیتے۔ رمضان کے خطبات میں لگتا جیسے ایمان و ایقان کی خوشبو بکھرتی چلی جا رہی ہو اور جہاد بیان کرتے تو تن بدن میں ولولہ بیدار ہو جاتا اور ذہن کے نگار خانہ میں جیسے عرب کے ریگزاروں کا منظر اُبھرنے لگتا، الفاظ کے طاقچوں سے بدر و احد کی تلواریں چمکتی دکھائی دیتیں اور گھوڑوں کی ٹاپوں سے اُڑنے والے گرد و غبار میں حق و باطل کی جنگ کا منظر دکھائی دیتا ہاں وہ ایسے ہی خطیب تھے جن کے بارے میں شورش کاشمیری نے کہا تھا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خطیب اعظم عرب کا نغمہ عجم کی لے میں سنا رہا ہے
سرچمن چھپا رہا ہے، سر وغا مسکرا رہا ہے

کہاں گئے وہ میدان خطابت کے شہسوار جو نفرتوں کے دشمن اور محبتوں کے سوداگر تھے؟ جن کی زبان میں تلخی نہیں، شہد کی حلاوت تھی جو آنکھ کی بجائے دل سے روتے تھے جو کان کی بجائے دل اور روح پر دستک دیتے تھے۔ جو ایک طرف علم و تحقیق کے شہسوار تھے تو دوسری طرف روحوں کی تشنگی بجھا دیا کرتے تھے۔ وہ جو علمی مسندوں کے امین تھے جو دن کو مبلغ اور رات کو عابد و زاہد بلکہ راہب ہوا کرتے تھے یقیناً وہ گوہر نایاب تھے جو مٹی میں سو گئے۔

یا رب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے
جو قلب کو گرما دے جو روح کو تڑپا دے

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم مل کر اپنے اسٹیج کو اسلاف کا نمونہ بنانے کی کوشش کریں، اس تحریک میں ناشرین اہم کردار ادا کر سکتے ہیں، نو آموز خطیب کتب خانوں میں ایسی کتابوں کی تلاش میں رہتے ہیں جن سے انہیں تقریر کا اچھا مواد مل سکے۔ اگر ہم انہیں باحوالہ اور مستند روایات پر مبنی لٹریچر فراہم کریں تو منبر و محراب میں علمی اور تحقیقی ماحول پیدا کر سکتے ہیں۔ ''مقالاتِ رمضان'' کے نام سے جو کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس سلسلہ کی کڑی ہے میں نے جھیل کے ساکن پانی میں ایک پتھر پھینکا ہے تا کہ کچھ لہریں پیدا ہوں اور دیگر ناشرین کو بھی تحریک ملے، ایک ایک چراغ جلاتے جائیں گے تو ان شاء اللہ روشنیوں کی کہکشاں بن جائے گی۔

شکوۂ ظلمت شب سے تو کہیں بہتر تھا
اپنے حصے کی کوئی شمع جلاتے جاتے

حافظ عمر فاروق

۲۰۲۱-۳-۳

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

رمضان المبارک کے روحانی اور ایمانی اثرات میں ایک یہ چیز بھی شامل ہے کہ اس ماہ مبارک میں مساجد کی رونق بڑھ جاتی ہے۔ تلاوت قرآن اور نوافل کی ادائیگی کے مناظر روح پرور ماحول پیدا کر دیتے ہیں اور بالخصوص جمعہ کے اجتماعات میں مساجد تنگیٔ داماں کا شکار ہو جاتی ہیں۔ کثیر تعداد میں لوگ جمعہ پڑھنے کے لئے آتے ہیں۔ ایسے میں خطباء کی ذمہ داری بھی بڑھ جاتی ہے آنے والے حضرات کی ایمانی تربیت کرنا انہیں ایمان وعمل سے روشناس کرانا اور دل کی سرزمین میں تقویٰ کی آبیاری کرنا بھی خطیب کی ذمہ داری ہے۔ چنانچہ رمضان المبارک میں خطباء حضرات کو زیادہ مطالعہ اور تیاری سے جمعہ پڑھانا پڑتا ہے یہ کتاب جو مقالات رمضان کے نام سے آپ لوگوں کے ہاتھوں میں ہے دراصل میرے مختلف سالوں میں رمضان المبارک میں دیئے جانے والے خطبات کا مجموعہ ہے۔ ان کو لکھنے کا سبب میرے وہ دوست احباب بنے ہیں جن کا رمضان المبارک میں تقاضہ ہوتا تھا کہ آپ جو جمعہ کا لیکچر دینا چاہیں وہ لکھ کر انہیں بھی ارسال کر دیا جائے تا کہ وہ بھی اپنی مساجد میں اسی عنوان پر جمعہ پڑھالیں۔ اہل علم دوست زندگی کا سرمایہ ہوتے ہیں۔ ان کی بات کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ میں جو بھی جمعہ پڑھاتا اسے لکھ لیتا اور پھر احادیث کے حوالہ جات درج کر کے دوستوں کی طرف بھیج دیتا۔ چند سالوں میں اس کی متعدد فائلیں جمع ہو گئیں اور مدیر مکتبہ طیبہ قرآن محل برادر اصغر حافظ عمر فاروق صاحب سے ایک دن یونہی ان مضامین پر بات ہوئی تو انہوں نے ان مضامین کو کتابی شکل میں تیار کرنے کا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مشورہ دیا۔عمر بھائی بڑے نفیس اور ملنسار انسان ہیں۔ان کی حوصلہ افزائی سے قلم و قرطاس سے رشتہ جڑا رہتا ہے اور حقیقی بات یہ ہے کہ قلم میں حوصلہ افزائی کا تیل جلتا ہے اللہ تعالیٰ انہیں آباد و شاد رکھے۔وہ مجھ ناچیز کی تحریروں کو طیبہ قرآن محل کی زینت بنا دیتے ہیں۔''مقالات رمضان'' بھی انہی کی توجہ اور کاوش کا نتیجہ ہے۔زیر نظر مقالات میں بعض جگہ احادیث کا کچھ تکرار مل سکتا ہے۔یہ مختلف اعتبار سے استدلال کرنے کی وجہ سے ہے اور ایسا بہت کم جگہ پر ہے اور میں سمجھتا ہوں رمضان المبارک سے متعلقہ بہت سارے مضامین کا میں احاطہ نہیں کر سکا اگر آئندہ خطبات کا یہ سلسلہ چلتا رہا تو ان شاء اللہ بہت جلد اس کی دوسری جلد آپ لوگوں کے ہاتھوں میں ہوگی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو قبولیت عطا فرمائے اور اسے خطباء اور عوام کے لئے نفع بخش اور تبلیغ میں ممد و معاون بنا دے۔

تفضیل احمد ضیغم

۲۲/۲/۲۰۲۱

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

رمضان کی تیاری میں اہم باتیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رمضان المبارک کا مہینہ چند دنوں بعد اپنی روحانی خیر و برکات کے ساتھ جلوہ گر ہونے والا ہے یہ ایک ایسا مہمان ہے جو سال بعد آتا ہے اور جیسے ہی یہ مہمان داخل ہوتا ہے اللہ کی طرف سے اس کا استقبال کیا جاتا ہے۔ اس مہمان کی آمد پر جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے کسی اور مہینہ یا دن کا ایسا استقبال نہیں کیا جاتا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إِذَا كَانَتْ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ، وَمَرَدَةُ الْجِنِّ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ، فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ، وَفُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ، وَنَادَى مُنَادٍ يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ أَقْبِلْ، وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ، وَلِلَّهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ، وَذَلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ"[1]

"جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیطان اور سرکش جن زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، اور اس کا کوئی بھی دروازہ کھلا ہوا نہیں رہتا، جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور اس کا کوئی بھی دروازہ بند نہیں رہتا، منادی پکارتا ہے: اے بھلائی کے چاہنے والے! بھلائی کے کام پہ آگے بڑھ، اور اے برائی کے چاہنے والے! اپنی برائی سے رک جا اور لوگوں کو اللہ جہنم کی آگ سے آزاد کرتا ہے اور یہ (رمضان کی) ہر رات میں ہوتا ہے۔"

جس مہینہ کا اللہ خود استقبال کرے اس کی شان کس قدر عظیم اور اس کی خیر و

[1] صحیح ۔ سنن ابن ماجہ للالبانی، کتاب الصیام، باب ما جاء فی فضل شہر رمضان، رقم: ۱۶۴۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

برکات کس قدر وسیع ہوں گی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ رمضان کی آمد پر فرمایا تھا:

إِنَّ هَذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ وَفِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ، مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ، وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا إِلَّا مَحْرُومٌ[1]

''یہ مہینہ آ گیا اور اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو اس سے محروم رہا وہ ہر طرح کی خیر (بھلائی) سے محروم رہا، اور اس کی بھلائی سے محروم وہی رہے گا جو (واقعی) محروم ہو۔''

روزہ وہ عظیم عبادت ہے جس کے بارے میں حدیث قدسی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

الصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ يَدَعُ شَهْوَتَهُ، وَأَكْلَهُ وَشُرْبَهُ مِنْ أَجْلِي، وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ حِينَ يُفْطِرُ، وَفَرْحَةٌ حِينَ يَلْقَى رَبَّهُ، وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ[2]

''روزہ خالص میرے لیے ہوتا ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دیتا ہوں۔ بندہ اپنی شہوت، کھانا پینا میری رضا کے لیے چھوڑتا ہے اور روزہ گناہوں سے بچنے کے لئے ڈھال ہے اور روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی اس وقت جب وہ افطار کرتا ہے اور ایک خوشی اس وقت جب وہ اپنے رب سے ملے گا اور روزہ دار کے منہ کی بو، اللہ کے نزدیک مشک وعنبر کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔''

حضرات! اگر ہم چاہتے ہیں کہ رمضان کی ساعتوں سے بھرپور فائدہ اٹھائیں اور نیکیوں کے بیلنس میں اضافہ کریں تو اس کے لئے چند اہم باتوں پر عمل کرنا ہوگا:

---

[1] حسن صحیح۔ سنن ابن ماجہ للالبانی، کتاب الصیام، باب ماجاء فی فضل شہر رمضان، رقم: ۱۶۴۴

[2] صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ، یریدون ان یبدلوا کلام اللہ، رقم: ۷۴۹۲

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نیکی کا شوق پیدا کرنا:

پہلی چیز ہے دل میں نیکی کا شوق پیدا کرنا جب تک دل میں نیکی کا شوق نہ ہو بندہ نیکی کی حقیقی لذت سے محروم رہتا ہے دنیا میں کسی بھی کام کے لئے محنت صرف دو وجہوں سے کی جاتی ہے۔ شوق سے یا پھر خوف سے مثال کے طور پر ایک آدمی دولت کمانے کے لیے محنت کرتا ہے تو اس لئے کہ اسے بڑا آدمی بننے کا شوق ہے یا پھر یہ خوف ہے کہ کہیں ناکام نہ ہو جاؤں، ایک مومن آدمی کے دل میں نیکی کمانے میں بھی یہی دو کیفیات ہوتی ہیں۔ اسے اللہ کی رضا، اس کے قرب اور جنت کا شوق ہے اور یہ خوف بھی ہے کہ کہیں اپنی سستی اور غفلت سے آخرت میں ناکام نہ ہو جاؤں نیکی کا شوق دل میں نیکی کی قوت جگا دیتا ہے اور جب نیکی کی قوت بیدار ہوتی ہے بندے کے لئے نیکی کرنی آسان ہو جاتی ہے۔ حضرت ثابت انصاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ صحابی رسول، سیدنا سوید بن غفلۃ رضی اللہ عنہ کی عمر ۱۲۰ برس تھی اور سخت بڑھاپا کا زمانہ تھا انہیں نیکی کا اس قدر شوق تھا کہ وہ رمضان کے مہینہ میں ہمارے ساتھ قیام کیا کرتے تھے۔[1]

جب دل میں نیکی کا شوق ہو تو یہ شوق مقناطیس کی طرح نیکی کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور اللہ کی طرف سے نیکی کی توفیق بھی مل جاتی ہے رمضان المبارک کا مہینہ چند دن بعد شروع ہونے والا ہے۔ اگر ہم اس مہینہ میں برسنے والی رحمتوں سے اپنی جھولیاں بھرنا چاہتے ہیں تو ہمیں دل میں نیکی کا شوق پیدا کرنا ہوگا جب یہ شوق پیدا ہو گیا تب روزے ہمارے لئے مشکل نہیں رہیں گے۔

عزم و ہمت:

دوسری چیز ہے نیکی کے لئے عزم اور ہمت پیدا کرنا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[1] لطائف بن دقائق المعارف لابی موسیٰ المدینی، رقم: ۷۶۱

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ، وَفِي كُلٍّ خَيْرٌ احْرِصْ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ، وَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ، وَلَا تَعْجَزْ، فَإِنْ أَصَابَكَ شَيْءٌ، فَلَا تَقُلْ: لَوْ أَنِّي فَعَلْتُ كَذَا، وَكَذَا، وَلَكِنْ قُلْ: قَدَّرَ اللّٰهُ، وَمَا شَاءَ فَعَلَ، فَإِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ"[1]

''طاقتور مومن اللہ تعالیٰ کے نزدیک کمزور مومن سے بہتر اور پیارا ہے دونوں میں سے ہر ایک میں خیر ہے، ہر اس چیز کی حرص کرو جو تمہیں نفع دے، اور اللہ سے مدد طلب کرو، دل ہار کر نہ بیٹھ جاؤ، اگر تمہیں کوئی نقصان پہنچے تو یہ نہ کہو: کاش کہ میں نے ایسا ویسا کیا ہوتا تو ایسا ہوتا، بلکہ یہ کہو: جو اللہ نے مقدر میں لکھا تھا اور جو اس نے چاہا کیا، اس لیے کہ ''اگر مگر'' شیطان کے عمل کے لیے راستہ کھول دیتا ہے۔''

''اگر'' کا کلمہ شیطان کے لئے راستہ کھول دیتا ہے جیسے کسی کا کہنا اگر گرمی نہ ہوتی میں روزے ضرور رکھتا اگر میرا کام مشقت والا نہ ہوتا میں روزے نہ چھوڑتا، نیکی کے کام میں اگر مگر نہ کرو بلکہ وَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَلَا تَعْجَزْ اللہ سے مدد مانگو اور کمزوری نہ دکھاؤ اللہ توفیق خود دے دے گا یہاں یہ بات واضح رہے نیکی کی قوت کوئی دودھ، گھی استعمال کرنے سے نہیں پیدا ہوتی بلکہ نیکی کی قوت ایمان کو مضبوط کرنے سے پیدا ہوتی ہے خیبر کی جنگ میں جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا مرحب سے مقابلہ ہوا تو مرحب جنگی ہتھیاروں سے لیس میدان میں للکارتے ہوئے کہنے لگا:

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي مَرْحَبُ
شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ
إِذَا الْحُرُوبُ أَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ

''سارا خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں، اسلحہ بند، بہادر اور تجربہ کار ہوں جب جنگیں شعلے اڑاتے ہوئے آتی ہیں۔''

[1] حسن سنن ابن ماجہ للالبانی، کتاب افتتاح الکتاب فی الایمان، باب فی القدر، رقم: ۷۹

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

أَنَا الَّذِی سَمَّتْنِی أُمِّی حَیْدَرَہْ... کَلَیْثِ غَابَاتٍ کَرِیہِ الْمَنْظَرَہْ
أُوفِیهِمُ بِالصَّاعِ کَیْلَ السَّنْدَرَہْ[1]

''میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا۔مثل اس شیر کے جو جنگلوں میں ہوتا ہے نہایت ڈراؤنی صورت (کہ اس کے دیکھنے سے خوف پیدا ہو) میں لوگوں کو ایک صاع کے بدلے سندرہ دیتا ہوں۔ (سندرہ صاع سے بڑا پیمانہ ہے یعنی وہ تو میرے اوپر ایک خفیف حملہ کرتے ہیں اور میں ان کا کام ہی تمام کر دیتا ہوں)۔''

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک ہی وار میں مرحب کا کام تمام کر دیا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کوئی روزانہ دودھ، بادام اور دیسی گھی نہیں پیا کرتے تھے فاقہ مست انسان تھے، کئی کئی دن ان کے گھر میں چولہا نہیں جلتا تھا، کبھی روٹی کے سوکھے ٹکڑے کھا کے گزارہ کر لیا اور کبھی وہ بھی نہ ملے ان کے دل میں ایمان کی قوت تھی اور میدان جہاد میں ایمانی قوت لڑتی ہے۔

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

روزہ رکھنے میں بھی ایمان کو قوی اور مضبوط کرنے کی ضرورت ہے روزہ رکھنے والے تو سخت گرمی میں روزہ رکھ کے مزدوری بھی کر لیتے ہیں اور جن میں عزم و ہمت کی کمی ہو وہ اے سی کمروں میں بیٹھ کر بھی روزہ چھوڑ دیتے ہیں۔

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے ساتھیوں سمیت مدینہ کے کسی راستے پر نکلے ایک جگہ کھانے کے لئے دسترخوان بچھایا گیا سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے احباب سمیت کھانا تناول کرنے لگے تو قریب

[1] صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب غزوۃ ذی قرد وغیرہا، رقم: ۱۸۰۷

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سے بکریوں کا ایک چرواہا سلام کرتا ہوا گزرا آپ نے فرمایا:

هَلُمَّ يَارَاعِي، هَلُمَّ "، فَأَصِبْ مِنْ هَذِهِ السُّفْرَةِ

''چرواہے آؤ، تم بھی دسترخوان سے کھانا کھاؤ۔''

اس سے کہا: إِنِّي صَائِمٌ (میں روزے سے ہوں) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے تعجب سے پوچھا: آج سخت گرمی والا دن ہے اور لُو چل رہی ہے اور تو اس حال میں پہاڑوں میں بکریاں بھی چرا رہا ہے۔ اس نے کہا:

وَاللّٰهِ إِنِّي أُبَادِرُ أَيَّامِي هَذِهِ الْخَالِيَةَ.

''اللہ کی قسم میں فارغ دنوں میں (نیکیوں کی طرف) جلدی کرتا ہوں۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کا امتحان لینے کے لئے فرمایا: تو ان بکریوں میں سے ایک بکری ہمیں فروخت کر دے ہم تجھے قیمت بھی دیں گے اور اس سے اتنا گوشت بھی دیں گے جس سے تو روزہ افطار کر لے گا، اس نے کہا بکریاں میری نہیں میرے مالک کی ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مالک کو کہہ دینا بکری بھیڑیا لے گیا ہے۔ چرواہے نے سنا تو یہ کہتے ہوئے چل پڑا...... اللہ کہاں ہے، وہ تو دیکھ رہا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہ بات سن کر بہت متاثر ہوئے اور چرواہے کی یہ بات بار بار دہرانے لگے اللہ کہاں ہے......؟ اللہ کہاں ہے......؟ پھر مدینہ پہنچے اور اس کے مالک کو تلاش کر کے اس سے وہ بکریاں اور غلام خریدا پھر سب بکریاں اسے دے کر اسے آزاد کر دیا۔[1]

گرمی کا موسم اب ہی پیدا نہیں ہوا گرمی تو پہلے بھی ہوتی تھی ذرا اندازہ کیجئے۔ عہد رسالت میں بجلی نہیں تھی ہمارے گھروں میں جو پنکھے اور اے سی چلتے ہیں اس کا تو تصور بھی نہیں تھا جب دل چاہے ہم موٹر چلا کے نہا لیتے ہیں جبکہ سابقہ دور میں پانی اتنی وافر مقدار میں دسترس میں نہیں ہوتا تھا کنوؤں سے پانی بھر کے لایا جاتا تھا

[1] اسد الغابۃ، ۳/۳۳۶، تاریخ دمشق لابن عساکر: ۳۱/۱۳۲

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہماری طرح کے دفاتر والے سہل کام بھی نہیں تھے۔ وہ لوگ زیادہ تر ہاتھ سے محنت مزدوری کرتے تھے کوئی لوہا کوٹتا تھا کوئی بکریاں چراتا تھا کوئی بوجھ ڈھوتا تھا لیکن وہ نیکیاں کما کے لے گئے وہ لوگ نیکیوں میں مقابلہ کیا کرتے تھے۔ انہیں نیکیوں کا اس قدر شوق تھا حدیث مبارک میں موجود ہے سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے روزہ رکھا ہوا تھا افطاری کے وقت جب انہیں کھانا پیش کیا گیا تو وہ انواع واقسام کے کھانے دیکھ کر رونے لگ پڑے اور فرمانے لگے:

قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَكَانَ خَيْرًا مِنِّي فَلَمْ يُوجَدْ لَهُ مَا يُكَفَّنُ فِيهِ إِلَّا بُرْدَةٌ. وَقُتِلَ حَمْزَةُ أَوْ رَجُلٌ آخَرُ خَيْرٌ مِنِّي فَلَمْ يُوجَدْ لَهُ مَا يُكَفَّنُ فِيهِ إِلَّا بُرْدَةٌ. لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ قَدْ عُجِّلَتْ لَنَا طَيِّبَاتُنَا فِي حَيَاتِنَا الدُّنْيَا. ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِي"[1]

"سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ (غزوہ احد میں) شہید ہوئے، وہ مجھ سے افضل تھے۔ لیکن ان کے کفن کے لیے ایک چادر کے سوا اور کوئی چیز مہیا نہ ہو سکی۔ اسی طرح جب سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے یا کسی دوسرے صحابی کا نام لیا، وہ بھی مجھ سے افضل تھے۔ لیکن ان کے کفن کے لیے بھی صرف ایک ہی چادر مل سکی۔ مجھے تو ڈر لگتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے آرام کا سامان ہمیں دنیا میں ہی جلدی نہ دے دیا گیا ہو۔ پھر وہ رونے لگے۔"

یہ وہ پاکباز لوگ تھے جو نیکیوں میں کمی کے اندیشہ سے رویا کرتے تھے دل میں نیکی کا عزم ہونا چاہئے توفیق دینے والا اللہ ہے روزہ رکھنے کا دل سے عزم کیجئے ہمت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرماتے ہیں۔

نیکی کے لئے منصوبہ بندی:

یہ بہت ضروری چیز ہے ہم دنیا کے تمام کاموں کی منصوبہ بندی کرتے ہیں،

[1] صحیح بخاری۔ کتاب الجنائز، باب الکفن من جمیع المال، رقم: ۱۲۷۴

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بچے کو تعلیم کیسے دلوانی ہے۔اس پر سوچ بچار کرتے ہی۔مکان کی تعمیر ہو یا شادی یا پھر کاروبار ہر چیز کی پلاننگ کرتے ہیں۔اگر ہم نیکی کی پلاننگ کرنا بھی سیکھ لیں تو حقیقی کامیابی تک پہنچ جائیں گے۔ایک بزرگ کے بارے میں پڑھا تھا کہ وہ گھاس کاٹ کے بازار میں بیچتے اور اپنی گزر بسر کرتے تھے۔ایک دن ان کے دل میں خیال آیا کہ مجھے جمعہ والے دن عبادت اور جمعہ کی ادائیگی کا خاص اہتمام کرنا چاہئے۔اس مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے انہوں نے روزانہ کی بنیاد پر گھاس کاٹنے میں کچھ وقت زیادہ لگانا شروع کر دیا اور اس زائد وقت کی اجرت وہ الگ رکھتے جاتے ایک ہفتہ میں زائد وقت کی اجرت اتنی زیادہ ہو جاتی کہ جمعہ والے دن گھاس کاٹے بغیر گزارہ ہو جاتا یہ نیکی کے لئے منصوبہ بندی ہے کہ وہ اللہ والے صرف جمعہ کی ادائیگی کا ثواب ہی نہیں لیتے بلکہ وہ روزانہ نیکی کے حصول کی نیت سے جو زائد مزدوری کرتے ہیں اس اعتبار سے سارا ہفتہ نیکی کماتے ہیں۔

اگر ایک آدمی کا کام سخت مشقت والا ہے اور اس مشقت کی وجہ سے وہ روزہ چھوڑ دیتا ہے۔اسے رمضان کے مہینہ کے لئے منصوبہ بندی کرنی چاہئے وہ سوچے مہینہ میں کتنا کما لیتا ہے اور رمضان کے مہینہ میں کس قدر پیسے ہوں تو گزارہ ہو سکتا ہے۔اگر ہم دنیاوی کاموں کی انجام دہی کے لئے کمیٹیاں ڈال لیتے ہیں تو رمضان المبارک میں ایمان وعمل کی نایاب دولت حاصل کرنے کے لئے بھی سال بھر تھوڑا تھوڑا پس انداز کر کے رمضان کے روزے طمانیت سے رکھ سکتے ہیں اور نیکی کے لئے بندہ جس دن سے منصوبہ بندی کرتا ہے اس دن سے نیکی اور اس کے اجر کا سلسلہ چل پڑتا ہے اگر ہم سمجھنا چاہیں تو اللہ کی ننھی مخلوق چیونٹی کی مثال ہی کافی ہے جو گرمیوں میں سر توڑ محنت کرتی ہے اور خوراک کا اتنا ذخیرہ اکٹھا کر لیتی ہے کہ سردیوں میں اسے اپنے گھر سے باہر نہیں نکلنا پڑتا اور وہ ایک مہینے کی نہیں کئی مہینوں کی خوراک جمع کر لیتی ہے حالی فرماتے ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نہیں سہل گر صید کا ہاتھ آنا
تو لازم ہے گھوڑوں کا سرپٹ بھگانا
نہ بیٹھو جو ہے بوجھ بھاری اُٹھانا
ذرا تیز ہانکو جو ہے دور جانا

اگر شکار آسانی سے ہاتھ آنے والا نہ ہو تو گھوڑوں کو سرپٹ دوڑانا چاہیے سال بعد رمضان کا مہینہ آتا ہے اور مشقت کا بہانہ کر کے ہم اپنی زندگی کے قیمتی ترین دن گنوا دیتے ہیں آپ ﷺ کا فرمان ہے:

شَقِيَ عَبْدٌ أَدْرَكَ رَمَضَانَ فَانْسَلَخَ مِنْهُ وَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ[1]

بد بخت ہوا وہ آدمی جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور (مہینہ گزر گیا) مگر اس کی بخشش نہ ہو سکی۔"

دنیا میں ہر کام کے لئے منصوبہ بندی کی جاتی ہے ہماری کمزوری یہ ہے کہ ہم • دنیاوی کاموں کے لئے منصوبہ بندی کرتے ہیں لیکن نیکی کے لئے منصوبہ بندی نہیں کرتے قرآن حکیم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کامیاب لوگ قرار دیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایمانی کاموں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے اور نیکی کے حصول اور ایمان وتقویٰ کی منزل تک پہنچنے کے لئے منصوبہ بندی کرتے تھے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی مجلس سے علم حاصل کرنا چاہتے تھے لیکن گھر چلانے کے لئے کام کاج کی بھی ضرورت تھی انہوں نے اپنے اس شوق کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اس کی منصوبہ بندی کی۔ اپنے انصاری صحابی سے مل کر یہ پروگرام بنایا کہ ایک دن آپ ﷺ کی مجلس میں وہ خود جائیں گے اور ایک دن انصاری صحابی اور شام کو دونوں آپ ﷺ کے فرامین ایک دوسرے کو بتا دیا کریں گے چنانچہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

---

[1] صحیح۔ الادب المفرد، باب من ذکر عندہ النبی ﷺ فلم یصل علیہ: ۶۴۴، ۵۰۱/

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كَانَ لِي صَاحِبٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِذَا غِبْتُ أَتَانِي بِالْخَبَرِ، وَإِذَا غَابَ كُنْتُ أَنَا آتِيهِ بِالْخَبَرِ[1]

''میرے ایک انصاری دوست تھے، جب میں نبی کریم ﷺ کی مجلس میں حاضر نہ ہوتا تو وہ مجلس کی تمام باتیں مجھے آکر بتایا کرتے اور جب وہ حاضر نہ ہوتے تو میں انہیں آکر بتایا کرتا تھا۔''

نیکی کی منصوبہ بندی کرنے والے بہت کم ہوتے ہیں اور یہی حقیقی کامیابی پانے والے لوگ ہیں جس آدمی کو حج کرنے کا شوق ہو وہ سالہا سال تک اس مقصد کے لئے رقم جمع کرتا ہے۔ جبکہ غافل آدمی مالدار ہونے کے باوجود حج کئے بغیر دنیا سے چلا جاتا ہے۔ دونوں میں نیکی کی منصوبہ بندی کا فرق ہے آپ نے دیکھا ہوگا بعض پٹرول پمپ پر مسجد بنی ہوتی ہے یہ کام کے ساتھ ساتھ نیکی کے لئے منصوبہ بندی ہے اور بعض پٹرول پمپ پر ٹک شاپ بنا لیتے ہیں مسجد کو نظر انداز کردیتے ہیں نتیجہ کیا نکلتا ہے نمازوں میں تاخیر ہوتی ہے اور بعض نمازیں قضا بھی ہو جاتی ہیں۔ رمضان المبارک میں روزے رکھنے، قرآن پاک کی تلاوت کرنے اور عبادات کے ذریعہ سے گھروں کو آباد کرنے کے لئے سال بھر منصوبہ بندی کرنی چاہئے تاکہ یہ قیمتی دن ضائع نہ ہوں۔

وقت کی اہمیت:

وقت کا ہر لحہ قیمتی متاع ہے لیکن بعض لحات خاص اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ جیسے تہجد کا وقت ہے بعض سو کر گزار لیتے ہیں اور بعض اسی وقت میں اپنے رب کو راضی کر لیتے ہیں۔ جمعہ کا وقت ہے بعض اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے بانٹے جانے والے انعامات کے حصول کے لئے جلد مسجد میں آجاتے ہیں اور بعض کاروبار میں مصروف رہتے ہیں۔ رمضان المبارک کا مہینہ انتہائی قیمتی دنوں پر مشتمل ہے جس کے دل میں ایمان ہے وہ اس کی اہمیت کو سمجھتا ہے۔ وہ عبادت کی طرف رغبت کرتا ہے

[1] صحیح بخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب تبتغی مرضات ازواجک، رقم: ۴۹۱۳

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اور بعض یہ دن بھی ضائع کر لیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ بے قدرے آدمی کے لئے اہم ترین اور قیمتی دن بھی عام دنوں کی طرح ہوتے ہیں۔ وہ جیسے باقی دن گزارتا ہے ویسے ہی غفلت میں یہ دن بھی ضائع کر دیتا ہے۔ وقت کی اہمیت کو سمجھنے آپ ﷺ کا فرمان ہے:

نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ: الصِّحَّةُ، وَالْفَرَاغُ[1]

"دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے اور وہ ہیں صحت اور فراغت۔"

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے:

إِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ، وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ، وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ[2]

"جب تو شام کرے تو صبح کا انتظار نہ کر اور جب صبح کر لے تو شام کا انتظار نہ کر اور اپنی صحت سے اپنی بیماری کے لئے کچھ لے لو اور اپنی زندگی سے اپنی موت کے لئے کچھ لے لو۔"

جب صحت ہو تو نیکی کے وقت کو غنیمت جانو بیماریاں بہت بے حس اور ظالم ہوتی ہیں۔ یہ بندے سے نہ صرف کام کی قوت چھین لیتی ہیں۔ بلکہ نیکی کی قوت بھی کمزور کر دیتی ہیں، لیکن اگر آدمی حالت صحت میں غفلت اختیار نہیں کرتا نیکی کے راستے پر چلتا رہتا ہے تو بیماری کی حالت میں اللہ تعالیٰ اس کی نیکیاں کم نہیں ہونے دیتے۔ بلکہ اس کی نیکیاں اسی طرح شمار ہوتی رہتی ہیں۔ جیسے وہ حالت صحت میں کیا کرتا تھا آپ ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ أَوْ سَافَرَ كُتِبَ لَهُ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ مُقِيمًا

---

[1] صحیح بخاری۔ کتاب الرقاق، باب لا عیش الا عیش الآخرۃ، رقم: ۶۴۱۲

[2] صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب قول النبی ﷺ کن فی الدنیا کانک غریب، رقم: ۶۴۱۶

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صحیح حال[1]

”جب بندہ بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے تو اس کے لیے ان تمام عبادات کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے جنہیں وہ اقامت یا صحت کی حالت کیا کرتا تھا۔“

اگر حالت صحت میں بندہ وقت کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے نیکی اور فرمانبرداری میں لگا رہتا ہے تو بیماری میں نیکی خود اس کے ساتھ چلتی ہے۔

خیر وشر کے اعتبار سے وقت کی تین اقسام بن جاتی ہیں:

(۱) وہ وقت جو بندہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت گزاری میں بسر کرتا ہے وہ اس کی زندگی کا قیمتی ترین وقت بن جاتا ہے۔ یہ ایسا وقت ہے جس کی دنیا اور آخرت ہر دو مقام پر قدر ومنزلت ہے۔

(۲) دوسرا وہ وقت ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں گزرتا ہے۔ یہ وقت دنیا میں بھی بندے کی قیمت گرا دیتا ہے اور آخرت میں بھی اس کے لئے ناکامی اور پشیمانی کا باعث بن سکتا ہے۔

(۳) تیسرا وہ وقت ہے جو بندہ غفلت، سستی اور فضول کاموں میں گزار دیتا ہے۔ ایسا وقت قیامت والے دن حسرت کا باعث ہوگا۔ بے کار کاموں میں وقت گزارنا اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدگی کی دلیل ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يَقُولُ: "يَا ابْنَ آدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي أَمْلَأْ صَدْرَكَ غِنًى وَأَسُدَّ فَقْرَكَ، وَإِلَّا تَفْعَلْ مَلَأْتُ يَدَيْكَ شُغْلًا وَلَمْ أَسُدَّ فَقْرَكَ"[2]

”اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ابن آدم! تو میری عبادت کے لیے یکسو ہو جا، میں تیرا سینہ استغناء و بے نیازی سے بھر دوں گا، اور تیری محتاجی دور کر

---

[1] صحیح بخاری۔ کتاب الجہاد والسیر، باب یکتب للمسافر مثل ما کان یعمل فی الاقامۃ، رقم: ۲۹۹۶

[2] صحیح۔ سنن ترمذی للالبانی، کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع عن رسول اللہ ﷺ، رقم: ۲۴۶۶

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

دوں گا اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تیرے ہاتھوں کو مشغولیت سے بھر دوں گا اور تیری محتاجی دور نہ کروں گا۔''

اللہ تعالیٰ کے پاکباز بندے اپنا وقت اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں بسر کرتے ہیں۔ وہ جمعہ ضائع نہیں کرتے نمازوں کا وقت ضائع نہیں کرتے وہ رمضان جیسے قیمتی دنوں کا انتظار کرتے ہیں امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مَرَّ شُرَيْحٌ بِقَوْمٍ وَهُمْ يَلْعَبُونَ، فَقَالَ: "مَا لَكُمْ؟ قَالُوا: فَرَغْنَا يَا أَبَا أُمَامَةَ. قَالَ: مَا بِهَذَا أُمِرَ الْفَارِغُ"[1]

''قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جو کھیل رہے تھے انہوں نے پوچھا: تم کیوں کھیل رہے ہو انہوں نے جواب دیا اے ابو امامہ: ہم فارغ تھے، قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: فارغ آدمی کو یہ حکم نہیں دیا گیا۔''

ان کا اشارہ قرآن حکیم کی ان آیات کی طرف تھا جن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا گیا ہے:

فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ. وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ. (الم نشرح:۷،۸)

''جب آپ فارغ ہوں تو عبادت میں محنت کریں اور اپنے رب کی طرف رغبت کریں۔''

❀❀❀

[1] حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء: ۴/ ۱۳۴

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روزہ نفس کے خلاف جہاد

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واجب الاحترام سامعین حضرات، رمضان کی آمد آمد ہے اگر زندگی نے وفا کی تو آئندہ جمعہ انشاء اللہ رمضان المبارک میں ہوگا رمضان کا مہینہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تیس روزہ ایک تربیتی کورس ہے دنیا کے ہر کورس میں کچھ نہ کچھ سکھایا جاتا ہے کورس کروانے والے افراد جس قدر تعلیم یافتہ اور تجربہ کار ہوں اتنا ہی وہاں کے طالب علموں میں تربیت کا پہلو مضبوط ہوتا ہے اور غور فرمائیں جس کورس کا اہتمام اللہ رب العزت فرمائیں اور اس کی ترتیب وتہذیب محسن کائنات ﷺ کے فرامین سے ہو وہاں تربیت کا پہلو کتنا مضبوط اور شاندار ہوگا اور اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ یہ کورس ایسا نہیں ہے کہ جس کے دل میں آئے وہ کرلے اور جس کا دل چاہے وہ چھوڑ دے بلکہ یہ کورس ہر عاقل اور بالغ مسلمان پر فرض ہے اور اس کی فرضیت کا اعلان ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ[1]

”اے ایمان والو تم پر روزے فرض کردیئے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔“

چار چیزوں کا خصوصیت کے ساتھ اس آیت میں ذکر ہوا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا کہہ کر براہِ راست اہل ایمان کو مخاطب کیا گیا ہے اور دوسرا ’كُتِبَ‘‘ کہہ کر اس کی فرضیت کا اعلان کیا کہ بلا عذر روزہ چھوڑنا حرام ہے اور تیسرا یہ بتایا گیا کہ روزے صرف تم لوگوں پر ہی نہیں تم سے پہلے لوگوں پر بھی فرض تھے اگر سابقہ لوگ بھوک پیاس اور گرمی کی شدت وحدت کو برداشت کر کے روزہ رکھتے رہے

[1] البقرہ:۱۸۳

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ہیں تو تمہیں بھی اس سے اعراض نہیں کرنا چاہئے اور چوتھی چیز فرضیت روزہ کا مقصد بیان کیا گیا ہے۔ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ تاکہ تم متقی اور پرہیزگار بن جاؤ توجہ طلب بات یہ ہے کہ فرضیت روزہ میں اس آیت کا آغاز اہل ایمان کو مخاطب کر کے کیا ہے اور اختتام تقویٰ پر کیا ہے تاکہ تم متقی بن جاؤ معلوم ہوا کہ روزہ ایمان اور تقویٰ کا مظہر ہے اس میں بندہ اپنی خواہشات کے خلاف جہاد کرتا ہے انواع واقسام کے کھانے پڑے ہونے کے باوجود اپنی خواہش کو مار دیتا ہے برائی اور شہوانی خواہشات سے رک کر نفس کی سرکشی کو مار دیتا ہے اور شیطانی راستوں کو چھوڑ کر مساجد اور اہل ایمان کی صحبت اختیار کرتا ہے پس روزہ نفس کے خلاف جہاد کا نام ہے اور جب بندہ نفس کے خلاف جہاد کرتا ہے تو حقیقت میں ایمانی قوت اس وقت ہی بڑھتی ہے بعض لوگ نمازیں پڑھتے ہیں قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں مگر نفس کے خلاف جہاد نہیں کرتے پس تقویٰ ان کے دل میں پھلتا پھولتا نہیں ہے۔

ایمانی قوت:

جب بندہ نفس کے خلاف جہاد کرتا ہے تو ایمانی قوت کیسے بڑھتی ہے قرآن پاک نے ایک مثال دے کر سمجھایا ہے۔ بنی اسرائیل کا ایک طالوت نامی بادشاہ، کافر قوم عمالقہ کے خلاف جہاد کیلئے نکلا اس کے ساتھ ہزاروں کی تعداد میں بنی اسرائیل کا ایک بڑا لشکر تھا سفر کی طوالت نے تھکا دیا پیاس بھی ستانے لگی راستے میں ایک نہر پڑتی تھی طالوت نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَنْ لَمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ[1]

''اللہ تعالیٰ تمہیں ایک نہر سے آزمانے والا ہے، جس نے اس میں سے

[1] البقرہ: ۲۴۹

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

پانی پی لیا وہ میرا نہیں اور جو اسے نہ چکھے وہ میرا ہے، سوائے اپنے ہاتھ سے ایک چلو بھرنے کے۔"

گویا اس نہر سے چلو سے زیادہ پانی پینا اللہ کی نافرمانی تھا اور خود پر قابو رکھنا، پیاس ہونے کے باوجود جی بھر کے پانی نہ پینا اللہ کی فرمانبرداری اور اپنے نفس کے خلاف جہاد تھا لیکن جیسے ہی نہر آئی ماسوائے چند افراد کے باقی سب نے سیر ہو کر پانی پی لیا اس ایک نافرمانی کے اثرات کیا ہوئے؟ اللہ تعالیٰ نے نیکی کا جذبہ چھین لیا نمازیں تو وہ پڑھتے تھے نیکی کے دیگر امور بھی بجالاتے ہوں گے اس لئے کہ اپنے گھروں کو چھوڑ کے اللہ کی راہ میں جہاد کیلئے نکلے تھے لیکن ان کے پاس اپنے خلاف جہاد کرنے، اپنی خواہشات کو مارنے اور اپنے نفس کو کچلنے کی قوت نہ تھی جو بندہ اللہ کی خاطر بھوک اور پیاس برداشت کرنے کی قوت نہیں رکھتا وہ اس کی راہ میں جہاد کیا کرے گا......؟ قرآن کہتا ہے:

فَشَرِبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ فَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ[1]

"سوائے چند کے باقی سب نے پانی پی لیا (حضرت طالوت) مومنین سمیت جب نہر سے گزر گئے تو وہ لوگ کہنے لگے آج تو ہم میں طاقت نہیں کہ جالوت اور اس کے لشکروں سے جنگ کریں۔"

ایک گناہ انہوں نے کیا نفس کے خلاف جنگ میں ہار گئے نیکی کی قوت مدھم پڑ گئی، ایمان کمزور پڑ گیا اور جہاد کی قوت نہ رہی گناہ کا پہلا اثر یہ ہوتا ہے کہ نیکی کے جذبات کمزور پڑ جاتے ہیں اور جو لوگ نفس کے خلاف جہاد میں کامیاب ہو گئے تھے جنہوں نے پیاس ہونے کے باوجود اللہ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اتنا ہی پانی پیا جتنا کہا گیا تھا ان کی ایمانی قوت بڑھ گئی احادیث میں آتا ہے یہ صرف تین سو تیرہ افراد

---

[1] البقرہ:۲۴۹

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تھے اور سامنے جالوت کا عظیم لشکر تھا کہنے لگے:

كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ- وَلَمَّا بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالُوا رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ[1]

''بسا اوقات چھوٹی جماعتیں بڑی جماعتوں پر اللہ کے حکم سے غلبہ پا لیتی ہیں، اللہ تعالیٰ صبر والوں کے ساتھ ہے۔ جب ان کا جالوت اور اس کے لشکر سے مقابلہ ہوا تو انہوں نے دعا مانگی کہ اے پروردگار ہمیں صبر اور ثابت قدمی عطا کر اور قوم کفار پر ہماری مدد فرما۔''

نیکی کی قوت بڑھ گئی ایمان مزید پختہ ہو گیا اپنے سامنے پہاڑ جیسا لشکر دیکھ کر یہ مٹھی بھر افراد نہ ڈگمگائے اور نہ تھرتھرائے بلکہ لڑنے کیلئے تیار ہو گئے۔

بنی اسرائیل کے بعض لوگوں کے دل میں مچھلیاں پکڑنے اور مال کمانے کی خواہش زیادہ تھی اللہ کا یہ طریقہ ہے کہ بندے کے دل میں جس چیز کی محبت ورغبت زیادہ ہوتی ہے اس میں اس کو آزمایا جاتا ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ۸۶ سال کی عمر میں اولاد سے نوازا بڑھاپے میں اولاد سے محبت زیادہ ہوتی ہے اسی محبت میں ان کا امتحان لیا ارشاد ہوا اس دودھ پیتے بچے اور اس کی والدہ کو ایک ویران جنگل میں چھوڑ آؤ جب بچہ ذرا دوڑنے بھاگنے کی عمر کو پہنچا، بچھڑی ہوئی اولاد سے ملاقات ہو تو پدری محبت کے کیا جذبات ہوتے ہیں اس کا اندازہ وہی باپ کر سکتا ہے جس نے کئی برس بعد اپنے بیٹے کا منہ دیکھا ہو ارشاد ہوا اس بیٹے کے گلے پر چھری رکھ کے اس کو ذبح کر دو ذرا سوچیے اپنے بیٹے اور بیوی کو بے آب وگیاہ جنگل میں چھوڑ آنا دشمن کے خلاف جہاد ہے......؟ اور کیا اپنے بیٹے کے گلے پر چھری رکھ دینا دشمن کے خلاف جہاد ہے......؟ یا نہر سے جی بھر کے پانی نہ پینا دشمن کے خلاف جہاد ہے......؟ بھلا ان کاموں

---

[1] البقرہ: ۲۴۹۔ ۲۵۰

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سے کافروں کا کیا نقصان ہوتا یہ صرف بندے کا اپنے نفس کے خلاف جہاد ہے اپنی خواہشات اور محبتوں کے خلاف جہاد ہے یہی امتحان بنی اسرائیل کا لیا ارشاد ہوتا ہے:

وَاسْأَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ إِذْ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ إِذْ تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَيَوْمَ لَا يَسْبِتُونَ لَا تَأْتِيهِمْ كَذَٰلِكَ نَبْلُوهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ[1]

''اور آپ ان لوگوں سے اس بستی والوں کا حال پوچھئے! جو دریا کے قریب آباد تھے جب وہ ہفتہ کے بارے میں حد سے نکل رہے تھے جب کہ ہفتہ کے روز تو مچھلیاں ظاہر ہو ہو کر ان کے سامنے آتی تھیں، اور جب ہفتہ کا دن نہ ہوتا تو ان کے سامنے نہ آتی تھیں، اس طرح ہم نے ان کی آزمائش کی اس سبب سے کہ وہ نافرمانی کیا کرتے تھے۔''

جس دن انہیں مچھلیاں پکڑنے سے روکا تھا اسی دن سطح آب پر مچھلیاں بھی زیادہ آتی تھیں توجہ کیجئے! یہاں انہیں یہ حکم نہیں دیا کہ تم نے کافروں کی گردنیں اُتارنی ہیں فرعونیوں کی لاشوں کے ڈھیر لگانے ہیں...... نہیں بلکہ حکم یہ ہے جس دن تمہیں مچھلیاں پکڑنے سے روکا ہے اسی دن مچھلیاں تمہارے سامنے اُچھل کود کر رہی ہوں مقدار میں بھی زیادہ ہوں تم نے بس دیکھنا ہے پکڑنی نہیں ہیں یہ نفس کے خلاف جہاد تھا یہاں مضبوط ایمان والے ہی کامیاب ہوتے ہیں بنی اسرائیل کے لوگ اس جہاد میں فیل ہو گئے نفس کے ہاتھوں مجبور ہو کے دریا کے قریب انہوں نے گڑھے کھود لئے کہ ہفتے کو مچھلیاں ان میں پھنس جائیں اور اتوار کو انہیں پکڑ لیں گے۔

روزہ نفس کے خلاف جہاد:

روزہ بھی نفس کے خلاف جہاد ہے اور ایمان و تقویٰ کا مظہر ہے لیکن خواہشات کیا ہیں بندہ بھوک پیاس برداشت کرنے سے کتراتا ہے آرام طلبی کا خواہش

[1] الاعراف: ۱۶۳

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مند ہے وہ بھوکا رہنا نہیں چاہتا دوسرے لفظوں میں وہ کم ہمت اور بزدل ہے جو بندہ اپنے خلاف جنگ نہیں کرسکتا وہ تقویٰ کے راستے پر نہیں چل سکتا یاد رکھیے نیکی کے راستے پر چلتے ہوئے روز ہماری خواہشات کے خلاف جنگ ہوتی ہے جب خواہش جیت جاتی ہے تب برائی غالب آجاتی ہے اور ایمان متاثر ہوتا ہے لیکن اگر ہم خواہش کو ہرادیں تو ایمان مضبوط ہوتا ہے اور تقویٰ کا بیج پھلتا پھولتا ہے۔

رمضان کا حقیقی استقبال:

رمضان کا حقیقی معنوں میں استقبال یہی ہے کہ کم ہمتی چھوڑیں اپنے آپ کو اندر سے مضبوط کریں مکمل روزے رکھنے کا عزم کریں قرآن پاک کی تلاوت اور ذکرو اذکار کیلئے گھروں میں ایمانی ماحول پیدا کریں جیسے آنے والے مہمان کا استقبال کیا جاتا ہے جب کوئی معزز مہمان آتا ہے تو گھر کے مکین گھر کا دروازہ کھول کے اس کا استقبال کرتے ہیں دروازہ بند نہیں کرتے جان بوجھ کے روزہ ترک کرنے والے افراد رمضان جیسے معزز مہمان پر دروازہ بند کرنے والے بدنصیب لوگ ہیں ہم آج اے سی کمروں میں بیٹھ کر روزہ چھوڑ دیتے ہیں کہ بھوک برداشت نہیں ہوتی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تو اس دین کیلئے بھوکے پیاسے تپتی دوپہروں میں جہادی سفر کئے تھے سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا قِبَلَ السَّاحِلِ، فَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَهُمْ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَأَنَا فِيهِمْ، فَخَرَجْنَا حَتَّى إِذَا كُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ فَنِيَ الزَّادُ، فَأَمَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِأَزْوَادِ ذَلِكَ الْجَيْشِ، فَجُمِعَ ذَلِكَ كُلُّهُ، فَكَانَ مِزْوَدَيْ تَمْرٍ، فَكَانَ يُقَوِّتُنَا كُلَّ يَوْمٍ قَلِيلًا قَلِيلًا حَتَّى فَنِيَ فَلَمْ يَكُنْ يُصِيبُنَا إِلَّا تَمْرَةٌ تَمْرَةٌ فَقُلْتُ: وَمَا تُغْنِي تَمْرَةٌ؟ فَقَالَ: لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِينَ فَنِيَتْ۔[1]

[1] صحیح بخاری، کتاب الشرکۃ، باب الشرکۃ فی الطعام والنھد والعروض، رقم: ۲۴۸۳

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساحل بحر کی طرف ایک لشکر بھیجا اور اس کا امیر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بنایا۔ فوجیوں کی تعداد تین سو تھی اور میں بھی ان میں شریک تھا۔ ہم نکلے اور ابھی راستے ہی میں تھے کہ زادراہ ختم ہو گیا۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ تمام فوجی اپنے زادراہ (جو بھی باقی رہ گئے تھے) ایک جگہ جمع کر دیں۔ سب کچھ جمع کرنے کے بعد کھجوروں کے کل دو تھیلے ہو بنے اور روزانہ ہمیں اسی میں سے تھوڑی تھوڑی کھجوریں کھانے کے لیے ملنے لگی۔ جب اس کا بھی اکثر حصہ ختم ہو گیا تو ہمیں صرف ایک ایک کھجور ملتی رہی۔ میں (وہب بن کیسان) نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہا بھلا ایک کھجور سے کیا ہوتا ہوگا؟ انہوں نے کہا: کہ اس کی قدر ہمیں اس وقت معلوم ہوئی جب وہ بھی ختم ہو گئی۔''

صحیح مسلم کی حدیث میں ہے جب ہمیں روزانہ ایک کھجور ملتی:

تَمَصُّهَا كَمَا يَمَصُّ الصَّبِيُّ، ثُمَّ نَشْرَبُ عَلَيْهَا مِنَ الْمَاءِ، فَتَكْفِينَا يَوْمَنَا إِلَى اللَّيْلِ، وَكُنَّا نَضْرِبُ بِعِصِيِّنَا الْخَبَطَ، ثُمَّ نَبُلُّهُ بِالْمَاءِ فَنَأْكُلُهُ[1]

''اس ایک کھجور کو بچے کی طرح چوستے تھے پھر اس پر تھوڑا پانی پی لیتے تھے۔ وہ ہمیں دن سے رات تک کافی ہو جاتی اور ہم اپنی لاٹھیوں سے درختوں کے پتے جھاڑتے پھر انہیں پانی میں تر کرتے اور کھا لیتے۔''

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم ایک غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے، ہم میں سے چھ افراد کے پاس ایک اونٹ تھا ہم اتنا پیدل چلے:

فَنَقِبَتْ أَقْدَامُنَا وَنَقِبَتْ قَدَمَايَ وَسَقَطَتْ أَظْفَارِي، وَكُنَّا نَلُفُّ عَلَى أَرْجُلِنَا الْخِرَقَ، فَسُمِّيَتْ غَزْوَةَ ذَاتِ الرِّقَاعِ لِمَا كُنَّا

[1] صحیح مسلم، کتاب الصید والذبائح وما یوکل من الحیوان، باب اباحۃ میتات البحر، رقم: ۱۹۳۵

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نَعْصِبُ مِنَ الْخِرَقِ عَلَى أَرْجُلِنَا[1]

''ہمارے پاؤں زخمی ہو گئے اور میرے بھی پاؤں پھٹ گئے تھے۔ ناخن بھی جھڑ گئے تھے۔ چنانچہ ہم پاؤں پر کپڑے کی پٹیاں باندھ کر چل رہے تھے۔ اسی لیے اس کا نام غزوہ ذات الرقاع پڑ گیا' کیونکہ ہم نے قدموں کو پٹیوں سے باندھ رکھا تھا۔''

وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کے پاس دو وقت کی روٹی بھی پوری نہیں ہوتی تھی جن کے پاس پہننے کیلئے عمدہ جوتے نہیں تھے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اصحاب صفہ کے مسکین طالب علم تھے بعض دفعہ بھوک کی وجہ سے بے ہوش ہو کے گر جاتے ان بھوکے ننگے لوگوں نے اپنی آخرت کو بنالیا آج اللہ تعالیٰ نے ہمیں سب کچھ دیا ہے اور سب کچھ ہونے کے باوجود ہم آخرت نہیں بنا پا رہے ہمارے پاس سحریوں میں کھانے کیلئے بہت کچھ ہے اور افطاریوں کیلئے بھی انواع واقسام کے کھانے ہیں لیکن وائے ناکامی ہم اس قدر کاہل ہو چکے ہیں کہ ہم صرف گرمی کا بہانہ بنا کر روزہ چھوڑنے کے بہانے تلاش کر رہے ہیں۔

سکتہ کا مریض اور روزہ:

مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سکتہ کے مریض کا آخری امتحان اس طرح لیا جاتا ہے کہ اس کی ناک کے پاس آئینہ رکھتے ہیں اگر آئینہ پر کچھ دھندلاہٹ پیدا ہو تو سمجھتے ہیں کہ ابھی جان باقی ہے ورنہ اس کی زندگی کی آخری امید بھی منقطع ہو جاتی ہے اسی طرح مسلمانوں کی کسی بستی کا تمہیں امتحان لینا ہو تو اسے رمضان کے مہینے میں دیکھو اگر اس مہینہ میں اس کے اندر کچھ تقویٰ، کچھ نیکی کا جذبہ نظر آئے تو سمجھو ابھی زندہ ہے اور اگر اس مہینہ میں نیکی کا بازار سرد ہو فسق و فجور کے آثار نمایاں ہوں تو سمجھ لو کہ اسلامی حِس مردہ ہو چکی ہے۔

[1] صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ ذات الرقاع، رقم:۴۱۲۸

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

عزیز بھائیو! آج کی گرمی اور تپش میں روزہ رکھنا جہنم کی گرمی اور جلن سے بچاؤ کیلئے ڈھال ہے اور روزے کی حالت میں برداشت کی جانے والی پیاس میدان محشر کی پیاس سے بچالے گی۔

باکسر محمد علی اور ماچس کی ڈبیہ:

مشہور باکسر محمد علی کلے کا نام تو سنا ہوگا وہ کہتا ہے میں اپنی جیب میں ایک ماچس کی ڈبیہ رکھتا ہوں جب بھی طبیعت گناہ کی طرف مائل ہوتی ہے میں ماچس کی ایک تیلی کو جلاتا ہوں اور اس کے ننھے سے شعلے پر اپنی انگلی کو رکھ دیتا ہوں تپش برداشت نہیں ہوتی تو انگلی ہٹالیتا ہوں اور کہتا ہوں محمد علی! تجھ سے تو دنیا کی آگ کا معمولی سا شعلہ برداشت نہیں ہوتا جہنم کی آگ کیسے برداشت کروگے جو دنیا کی آگ سے انہتر درجہ زیادہ تپش اور شدت والی ہے۔

رمضان کا مطلب:

عربی میں رَمَضَان کا مطلب ہے دھوپ کی شدت اور گرمی کی تیزی یا گرمی کی شدت سے زمین کا تپ جانا تو جس طرح دھوپ کی شدت زمین کو تپا دیتی ہے اسی طرح رمضان کی شدت اہل اسلام کو آزماتی ہے۔ روزہ تو ہے ہی مشقت کا نام اس لئے اس پر انعامات ہیں انعام ہمیشہ امتحان پر ہوتا ہے آسان ہدف پر انعامات نہیں ہوتے چاہئے تو یہ کہ جیسے ہم مال کمانے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی دوڑ میں لگے ہوئے ہیں رمضان میں نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی تگ ودو کریں اس دنیا کا اصول ہے جتنی بڑی کوئی قربانی دیتا ہے اتنی بڑی کامیابی پالیتا ہے چھوٹی کامیابی کیلئے چھوٹی قربانی ہے اور بڑی کامیابی کیلئے بڑی قربانی ہے چھوٹی قربانی پر بڑی کامیابی نہیں پائی جاسکتی ہم اگر رمضان کے پر بہار موسم میں زیادہ نیکیاں اکٹھی کرنا چاہتے ہیں اور آخرت کی بڑی کامیابی پانا چاہتے ہیں تو ہمیں رمضان میں قربانی بھی بڑی دینی ہوگی گرمی کے خیال کو جھٹک کے روزہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رکھنا تھکاوٹ کے خیال کو ترک کر کے راتوں کا قیام کرنا اور دن کی گھڑیوں میں قرآن پاک کی تلاوت کرنا یہ سب قربانیاں ہی تو ہیں اور تقویٰ کے حصول کیلئے تگ ودو کرنا ایک عربی شاعر نے کہا ہے:

خَلِّ الذُّنُوبَ صَغِيرَهَا وَكَبِيرَهَا ذَاكَ التُّقٰى
وَاصْنَعْ كَمَاشٍ فَوْقَ أَرْضِ الشَّوْكِ يَحْذَرُ مَا يَرٰى
لَا تَحْقِرَنَّ صَغِيرَةً إِنَّ الْجِبَالَ مِنَ الْحَصٰى

گناہ چھوڑ دے خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا بس یہی تقویٰ ہے ایسی زندگی اختیار کر جیسے کوئی خاردار زمین پر چلتے ہوئے کانٹوں سے ڈر اور سمٹ کر چلتا ہے، کسی بھی گناہ کو چھوٹا ہرگز خیال نہ کر بلاشبہ پہاڑ بھی چھوٹے چھوٹے کنکر سے مل کر بنتے ہیں۔

روزے کا مقصد بھی تقویٰ پیدا کرنا ہے جو نیکی کی بنیاد اور اصل ہے۔

صوم کی وضاحت:

روزے کو عربی میں صوم کہتے ہیں اہل عرب ٹھہرے ہوئے پانی پر صائم کا لفظ بولتے تھے جیسے مَاءٌ صَائِمٌ ٹھہرا ہوا پانی۔[1]

جب پہاڑوں پر بارش برستی ہے تو پانی بڑی تیزی سے نیچے کی طرف بہتا ہے اس میں ایک سرکشی اور تیزی ہوتی ہے چنانچہ وہ راستے میں آنے والی ہر چیز کو خش و خاشاک کی طرح اُڑاتا بہاتا چلا جاتا ہے بالآخر نشیبی وادی میں آ کے کسی مقام پر ٹھہر جاتا ہے اور پرسکون ہو جاتا ہے جب اس سے یہ تندی و تیزی اور سرکشی کی صفت ختم ہو جاتی ہے اور وہ پرسکون ٹھہراؤ کی کیفیت میں آ جاتا ہے تو اہل عرب اسے "مَاءٌ صَائِمٌ" (ٹھہرا ہوا پانی) کہتے ہیں اور روزے دار کیلئے بھی صَائِمٌ کا لفظ بولا جاتا ہے یعنی روزہ بھی انسان سے بغاوت و سرکشی اور نافرمانی کے جذبات ختم کر کے اسے اللہ کا فرمانبردار بندہ بنا دیتا ہے آپ ﷺ نے ایک بار نوجوانوں کی جماعت کو

[1] المنجد ص: ۴۸۷

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا:

يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ"[1]

"نوجوانوں کی جماعت! تم میں جسے بھی نکاح کرنے کی طاقت ہو اسے نکاح کر لینا چاہیے کیونکہ یہ نظر کو نیچا رکھنے والا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا عمل ہے اور جو کوئی نکاح کی طاقت نہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ روزہ رکھے کیونکہ روزہ اس کی خواہشات نفسانی کو توڑ دے گا۔"

روزہ انسانی دل کو پاک وصاف کرتا ہے اور اس کے دماغ سے شہوانی خیالات اور غلط سوچ کو ختم کرتا ہے اس لئے اس کی نظر میں حیاء آتی ہے تو وہ جھک جاتی ہے اور اس کی طبیعت کی سرکشی ٹھہرے ہوئے پانی کی مانند ختم ہو جاتی ہے۔

روزے کا مقام:

روزہ بہت قیمتی عمل ہے سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللهِ! مُرْنِي بِعَمَلٍ, قَالَ: "عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا عِدْلَ لَهُ", قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! مُرْنِي بِعَمَلٍ, قَالَ: "عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا عِدْلَ لَهُ"[2]

"اللہ کے رسول! مجھے کسی کام کا حکم فرمایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "روزے کو لازم پکڑو کیونکہ اس جیسا کوئی (عمل) نہیں ہے"۔ میں نے (پھر) عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے کسی کام کا حکم دیجیے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب من لم یستطع الباءۃ فلیصم، رقم: ۵۰۶۶

[2] صحیح سنن نسائی للالبانی، کتاب الصیام، باب ذکر الاختلاف علی محمد بن ابی یعقوب فی حدیث ابی امامۃ، رقم: ۲۲۲۴

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا: "روزے کو لازم پکڑو کیونکہ اس کے برابر کوئی عمل نہیں ہے۔"

آپ ﷺ نے روزے کو بے مثل عبادت قرار دیا کہ اس کے برابر کوئی عمل نہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہے:

الصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ يَدَعُ شَهْوَتَهُ، وَأَكْلَهُ وَشُرْبَهُ مِنْ أَجْلِي، وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ حِينَ يُفْطِرُ، وَفَرْحَةٌ حِينَ يَلْقَى رَبَّهُ، وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ"[1]

"روزہ (خالص) میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ بندہ اپنی شہوت، کھانا پینا میری رضا کے لیے چھوڑتا ہے اور روزہ گناہوں سے بچنے کیلئے ڈھال ہے اور روزہ دار کے لیے دوخوشیاں ہیں۔ ایک خوشی اس وقت جب وہ افطار کرتا ہے اور ایک خوشی اس وقت جب وہ اپنے رب سے ملتا ہے اور روزہ دار کے منہ کی بو، اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔"

اللہ اللہ کس قدر بلند مقام ہے روزے کا کہ اس کا کتنا اجروثواب ہے کراماً کاتبین نہیں لکھیں گے بلکہ اس کا اجر خود رب العالمین عنایت فرمائیں گے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے اپنے کانوں سے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بَعَّدَ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا"[2]

"جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک دن بھی روزہ رکھا اللہ تعالیٰ

---

[1] صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ یریدون أن یبدلوا کلام اللہ، رقم: ۷۴۹۲

[2] صحیح بخاری کتاب الجہاد والسیر، باب فضل الصوم فی سبیل اللہ، رقم: ۲۸۴۰

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسے جہنم سے ستر سال کی مسافت جتنا دور فرما دے گا۔"

جب ایک روزے کا اتنا عظیم اجر ہے تو تیس روزوں کا اجر کیا ہوگا؟

اور سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں آتا ہے کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ جَعَلَ اللهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ خَنْدَقًا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ[1]

"جو بندہ اللہ کی راہ میں ایک روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کی آگ کے مابین (اتنی بڑی) خندق ڈال دیتے ہیں جتنی آسمانوں اور زمین کے مابین کی مسافت ہے۔"

اور الترغیب والترہیب کی روایت میں موجود ہے سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ بَعُدَتْ مِنْهُ النَّارُ مَسِيرَةَ مِائَةِ عَامٍ[2]

"جو اللہ کی راہ میں ایک روزہ رکھے جہنم کی آگ اس سے سو سال کی مسافت جتنی دور ہو جاتی ہے۔"

روزہ ایک مشقت والا عمل اور امتحان ہے اسی لئے اس پر اجر عظیم ہے بنا مشقت نہ کامیابی ملتی ہے نہ عزت نہ بڑائی ہم میں سے ہر بندہ جنت میں جانا چاہتا ہے۔ اللہ کی رضامندی پانا چاہتا ہے لیکن ہم یہ بھول گئے ہیں کہ جنت کی طرف جانے والا راستہ بڑا کٹھن ہے اس راہ میں مشقتیں اُٹھانی پڑتی ہیں اس راہ میں غفلت اور آرام طلبی نہیں ہے امام کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان گرامی ہے۔"

---

[1] حسن صحیح۔ سنن الترمذی للالبانی، ابواب فضائل الجہاد، باب ماجاء فی فضل الصوم: رقم: ۱۶۲۴

[2] صحیح لغیرہ الترغیب والترہیب، کتاب الصوم، باب الترغیب فی الصوم مطلقا رقم: ۹۸۸

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَا رَأَيْتُ مِثْلَ النَّارِ نَامَ هَارِبُهَا، وَلَا مِثْلَ الْجَنَّةِ نَامَ طَالِبُهَا[1]

''میں نے جہنم جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی جس سے بھاگنے والا سو رہا ہے اور جنت جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی جسکا طالب سو رہا ہو۔''

جہنم سے بھاگنے والے اور جنت کے متلاشی غفلت کی نیند نہیں سوتے وہ آرام طلبی اور کاہلی کے عادی نہیں ہوتے بلکہ وہ راتوں کو نرم وگداز بستر چھوڑ کے بارگاہ صمدیت میں اپنی پیشانی جھکاتے ہیں کبھی تنہائیوں میں رب کے حضور روتے ہیں کبھی اس کی راہ میں مال خرچ کر کے مال کی محبت پر چھری چلاتے ہیں اور کبھی روزے کی مشقتیں اُٹھاتے ہیں یہ جنت کے متلاشی ہیں اور جنت ان کا انتظار کرتی ہے مولانا حالی فرماتے ہیں۔

مشقت کی ذلت جنہوں نے اُٹھائی
جہاں میں ملی ان کو آخر بڑائی
کسی نے بغیر اس کے ہرگز نہ پائی
فضیلت، نہ عزت، نہ فرماں روائی

آپ ﷺ کا فرمان ہے جو آدمی وفات تک روزے جیسی عظیم عبادت کا دامن پکڑے رکھتا ہے وہ جنت میں داخل ہوگا سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ میرے سینے سے ٹیک لگائے تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ، خُتِمَ لَهُ بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ صَامَ يَوْمًا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ خُتِمَ لَهُ بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ خُتِمَ لَهُ بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ[2]

---

[1] حسن، سنن الترمذی للالبانی، ابواب صفۃ جہنم، باب منہ، رقم:۲۶۰۱

[2] صحیح۔ الترغیب للالبانی، کتاب الصوم، باب الترغیب فی الصوم مطلقا، رقم:۹۸۵

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

”جس نے لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا اور پھر اس (عقیدہ) پر اس کی (زندگی) کا اختتام ہوا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ جس نے اللہ کی رضا میں روزہ رکھا اور اس پر اس کا خاتمہ ہوا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے اللہ کی رضا کیلئے صدقہ دیا اور اسی پر اس کا خاتمہ ہوا وہ جنت میں داخل ہوگا۔“

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کیلئے ایک لشکر تیار فرمایا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ سے میرے لئے شہادت کی دعا فرمائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! اسے سلامتی دے اور غنیمت عطا فرما، پھر ہم نے جنگ کی اور سلامت رہے اور غنیمت کا مال بھی حاصل کیا فرماتے ہیں میں مختلف اوقات میں تین بار بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا تینوں بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی دعا فرمائی میں پھر حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں تین بار آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور یہی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ سے میرے لئے شہادت کی دعا کیجئے آپ نے تینوں بار یہی فرمایا کہ اے اللہ! اسے سلامت رکھ اور اسے غنیمت عطا فرما یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اب آپ مجھے کسی ایسی بات کا حکم ارشاد فرمادیں جس پر عمل کر کے میں جنت میں داخل ہوجاؤں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا مِثْلَ لَهُ

”روزے کو لازم پکڑ لو اس کی مثل کوئی (عبادت) نہیں۔“

راوی کا بیان ہے:

فَكَانَ أَبُو أُمَامَةَ لَا يُرَى فِي بَيْتِهِ الدُّخَانُ نَهَارًا إِلَّا إِذَا نَزَلَ بِهِمْ ضَيْفٌ فَإِذَا رَأَوْا الدُّخَانَ نَهَارًا عَرَفُوا أَنَّهُ قَدِ اعْتَرَاهُمْ

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ضَيِّفٌ[1]

''اس کے بعد حضرت ابو امامہ کے گھر میں دن کو کبھی دھواں نہیں دیکھا گیا سوائے اس کے جب ان کے ہاں کوئی مہمان آتا اور جب لوگ (ان کے گھر سے) دن کو دھواں دیکھتے تو سمجھ لیتے ان کے ہاں کوئی مہمان آیا ہے۔''

خیر و برکات کی بارش:

رمضان کے مہینہ میں اللہ کی طرف سے خیر و برکات کی بارش برستی ہے اور خصوصاً سحر و افطار کے اوقات اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کا مرکز ہیں آپ ﷺ نے سحری کے کھانے کو بھی برکت قرار دیا ہے فرمایا:

"تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَةً"[2]

''سحری کھاؤ کہ سحری میں برکت ہوتی ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الْمُتَسَحِّرِينَ[3]

''بلاشبہ اللہ اور اس کے فرشتے سحری کرنے والوں کے لئے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔''

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رمضان المبارک کے مہینہ میں ایک دفعہ آپ ﷺ نے مجھے سحری کے کھانے کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا:

هَلُمَّ إِلَى الْغِدَاءِ الْمُبَارَكِ[4]

---

[1] صحیح ابن حبان تعلیق الالبانی، کتاب الصوم، باب فضل الصوم، رقم:۳۴۱۶

[2] صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب برکۃ السحور من غیر ایجاب، رقم:۱۹۲۳

[3] حسن صحیح۔ الترغیب والترہیب للالبانی، کتاب الصوم، باب الترغیب فی السحور سیما بالتمر، رقم:۱۰۶۶

[4] حسن صحیح۔ الترغیب والترہیب للالبانی، کتاب الصوم، باب الترغیب، فی السحور سیما بالتمر، رقم:۱۰۶۶

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

آؤ اس بابرکت کھانے کی طرف (اور ہمارے ساتھ شریک ہو جاؤ)[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کا بیان ہے:

دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَسَحَّرُ، فَقَالَ: " إِنَّهَا بَرَكَةٌ أَعْطَاكُمُ اللّٰهُ إِيَّاهَا فَلَا تَدَعُوهُ "[2]

''میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، آپ اس وقت سحری کھا رہے تھے، آپ نے فرمایا: ''یہ برکت ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں دی ہے تم اسے مت چھوڑو۔''

سحری کی برکتوں کے پیش نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تَسَحَّرُوا وَلَوْ بِجَرْعَةٍ مِنْ مَاءٍ"[3]

''سحری کرو اگرچہ پانی کے ایک گھونٹ سے ہی ہو۔''

سوچنا چاہئے ان افراد کو جو روزہ تو رکھتے ہیں لیکن اپنی سستی اور غفلت کے پیش نظر سحری اور باجماعت نماز فجر کو چھوڑ دیتے ہیں یہ سحریوں کی روحانی اور ایمانی برکات سے محروم لوگ ہیں اگر کوئی آدمی کہیں ملازم ہو تو وہ اپنی ملازمت کی خاطر گرمی و سردی کی پرواہ کئے بغیر اپنی نیند کو چھوڑ کے وقت پر پہنچنے کی پوری کوشش کرتا ہے کیوں......؟ تاکہ مالک ناراض نہ ہو جائے اس لئے کہ مالک ناراض ہو گیا تو ملازمت جاتی رہے گی اگر ملازمت گئی تو گھر کیسے چلے گا......؟ لیکن اے انسان! اپنے حقیقی مالک اپنے پروردگار کے لطف و کرم کو دیکھ روزانہ فرشتے عصر کے بعد جب بندوں کے اعمال لے کر اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں تو ان اعمال میں عموماً سوائے ہمارے گناہوں کے کچھ نہیں ہوتا بداعمالیاں اور کوتاہیاں ہوتی ہیں لیکن وہ رب کتنا کریم ہے وہ ہماری

---

[1] صحیح لغیرہ۔ الترغیب للالبانی، کتاب الصوم، باب الترغیب فی السحور سیما بالتمر، رقم: ۱۰۶۷

[2] صحیح۔ سنن نسائی للالبانی، کتاب الصیام، باب فضل السحور، رقم: ۲۱۶۲

[3] حسن صحیح۔ ابن حبان تعلیق الشیخ الالبانی، کتاب الصوم، باب السحور، رقم: ۳۴۶۷

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نالائقیوں اور نافرمانیوں کے باوجود اگلی صبح پھر ہمارے لئے رزق بھیج دیتا ہے اگر ہم ملازمت کی فکر میں وقت کے مطابق تیار ہو کر دفتر پہنچ سکتے ہیں تو جنت کی فکر اور جہنم کے خوف سے وقت کے مطابق اُٹھ کے سحری کیوں نہیں کر سکتے......؟ وہ جہنم جس کے بارے میں اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا۔ لِلطَّاغِينَ مَآبًا۔ لَابِثِينَ فِيهَا أَحْقَابًا۔ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْدًا وَلَا شَرَابًا۔ إِلَّا حَمِيمًا وَغَسَّاقًا۔ جَزَاءً وِفَاقًا۔ إِنَّهُمْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ حِسَابًا۔ وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كِذَّابًا۔ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا۔ فَذُوقُوا فَلَن نَّزِيدَكُمْ إِلَّا عَذَابًا۔[1]

''بیشک دوزخ گھات میں ہے۔ سرکشوں کا ٹھکانا وہی ہے۔ اس میں وہ مدتوں تک پڑے رہیں گے۔ نہ کبھی اس میں ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے، نہ پانی کا۔ سوائے گرم پانی اور (بہتی) پیپ کے''۔ (ان کو) پورا پورا بدلہ ملے گا۔ انہیں تو حساب کی توقع ہی نہ تھی اور بے باکی سے ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے۔ ہم نے ہر چیز کو لکھ کر شمار کر رکھا ہے اب تم (اپنے کئے کا) بدلہ چکھو ہم تمہارا عذاب ہی بڑھاتے رہیں گے۔''

اپنے روزوں اور اپنے ایمان کی فکر کیجئے اللہ کے ڈر اور خوف کو اپنے دل میں جگہ دینے والا بندہ ہی آخرت بنا پاتا ہے۔

پہلے اللہ کا بندہ ہوں پھر بادشاہ کا ملازم:

سلطان محمد طغرل کا ایک وزیر ابو منصور تھا جو نماز فجر کی ادائیگی کے بعد ذکر و اذکار میں مشغول رہتا جب سورج طلوع ہوتا تو نماز اشراق ادا کر کے دربار شاہی میں حاضر ہوتا تھا ایک دفعہ بادشاہ کو جلدی کوئی کام پڑ گیا اس نے اپنے کارندے کو وزیر

[1] النباء:۲۱ تا ۳۰

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کے پاس بھیجا وزیر نے بادشاہ کے فرمان پر کوئی توجہ نہ دی ہر آدمی کے کچھ مخالف اور حاسدین ہوتے ہیں انہوں نے بادشاہ کو بھڑکایا کہ دیکھیں یہ آپ کے فرمان کو کوئی اہمیت نہیں دیتا ابو منصور نماز اشراق سے فارغ ہو کر معمول کے مطابق حاضر ہوا بادشاہ نے سخت لہجہ میں دیر سے آنے کی وجہ پوچھی وزیر نے کہا دیکھ بادشاہ! میں پہلے اللہ کا بندہ ہوں بعد میں بادشاہ کا ملازم ہوں جب تک اللہ کی بندگی سے فارغ نہیں ہوں گا تیری خدمت نہیں کرونگا بادشاہ یہ سن کر رونے لگا اور کہا اللہ کی بندگی میں ہی ہماری کامیابی ہے جب تک ہم اللہ کی بندگی کو پہلے رکھیں گے اللہ ہمیں نیچا نہیں ہونے دے گا وہ ہماری عزت کی حفاظت کرے گا۔

سحریوں اور افطاریوں کی برکات کو ہم تبھی سمیٹ سکتے ہیں جب ہم ان کی اہمیت کو سمجھیں سحری کے کھانے کو آپ ﷺ نے بابرکت قرار دیا اور فرمایا کہ سحری کرنے والوں کیلئے فرشتے رحمت کی دعائیں کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمتیں نازل فرماتے ہیں اور افطاری کے موقع پر اللہ تعالیٰ خصوصیت کے ساتھ دعا قبول فرماتے ہیں آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"إِنَّ لِلَّهِ عُتَقَاءَ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، لِكُلِّ عَبْدٍ مِنْهُمْ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ"[1]

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر دن اور رات لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتے ہیں اور ان میں سے ہر بندے کی ایک دعا بھی قبول کی جاتی ہے۔"

اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ لِلَّهِ عِنْدَ كُلِّ فِطْرٍ عُتَقَاءَ، وَذَلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ[2]

---

[1] صحیح۔ مسند احمد تعلیق شعیب الارناؤوط وقال اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین، المکثرین من الصحابۃ، رقم: ۷۴۵۰

[2] حسن صحیح۔ سنن ابن ماجہ للالبانی، کتاب الصیام، باب ماجاء فی فضل شہر رمضان، رقم: ۱۶۴۳

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

”بلاشبہ اللہ ہر افطاری پر لوگوں کو (جہنم سے) آزاد فرماتے ہیں اور یہ (آزادی) ہر رات ہوتی ہے۔“

اندازہ کیجئے افطاری کا وقت کس قدر قیمتی ہے اس وقت اللہ تعالیٰ بندے کی دعا قبول فرماتے ہیں اور لوگوں کو جہنم سے آزاد فرماتے ہیں افطاری کے وقت کی اہمیت کو سمجھئے اور اس وقت دعاؤں، التجاؤں اور مناجات کی طرف بڑھیں اس لئے کہ دریائے رحمت اس وقت جوش میں ہوتا ہے بعض لوگ اس وقت احتیاطی طور پر دو تین منٹ لیٹ روزہ کھولتے ہیں اور اس کو تقویٰ سمجھتے ہیں آیئے اس سلسلہ میں چند روایات آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ یہ کس قدر سنگین عمل ہے:

سیدنا ابوعطیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں اور مسروق دونوں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہم نے کہا:

يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ رَجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ الْإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ الصَّلَاةَ قَالَتْ: أَيُّهُمَا يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ؟ قُلْنَا: عَبْدُ اللّٰهِ قَالَتْ: كَذٰلِكَ كَانَ يَصْنَعُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [1]

”ام المومنین! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے دو آدمی ہیں ان میں ایک افطار بھی جلدی کرتا ہے اور نماز بھی جلدی پڑھتا ہے، اور دوسرا ان دونوں چیزوں میں تاخیر کرتا ہے، (بتایئے ان میں کون درستگی پر ہے؟) ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: ان دونوں میں افطار اور نماز میں جلدی کون کرتا ہے؟ ہم نے کہا: وہ عبداللہ ہیں، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے۔“

[1] صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل السحور وتاکید استحبابه، رقم: ۱۰۹۹

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوا افطاری میں جلدی کرنا امام کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم امام المتقین ہیں جو آدمی احتیاط کے نام پر افطاری میں تاخیر کرتا ہے اسے جان لینا چاہئے کہ تقویٰ کی معراج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل مبارک سے منہ موڑ کے بندہ تقویٰ کے راستے پر کبھی نہیں چل سکتا۔ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ"[1]

''میری امت کے لوگوں میں اس وقت تک خیر باقی رہے گی، جب تک وہ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔''

افطاری میں جلدی کی کس قدر اہمیت ہے کہ اسے امت مسلمہ کیلئے خیر قرار دیا گیا ہے اور ایک روایت میں افطاری میں جلدی کو دین اسلام کا غلبہ قرار دیا گیا ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا يَزَالُ الدِّيْنُ ظَاهِرًا مَا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ، لِأَنَّ الْيَهُوْدَ وَ النَّصَارٰى يُؤَخِّرُوْنَ"[2]

"دین برابر غالب رہے گا جب تک کہ لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے، کیونکہ یہود و نصاریٰ اس میں تاخیر کرتے ہیں"۔

معلوم ہوا کہ افطاری میں تاخیر سے اس لئے روکا ہے کہ یہ یہود و نصاریٰ کا طرز عمل ہے جب بندہ سحری میں میں تاخیر اور افطاری میں جلدی کرتا ہے تو اس میں اللہ کی فرمانبرداری کا رنگ جھلکتا ہے وہ سحری میں تاخیر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی رخصت کو آخر تک استعمال کرتا ہے پھر اس کے حکم کی تعمیل میں شام تک کھانے پینے سے رک جاتا ہے اور جیسے ہی افطاری کا وقت ہوتا ہے تو روزہ کھولنے کا حکم بھی اللہ

[1] صحیح سنن ابی داؤد للالبانی، کتاب الصوم، باب ما یستحب من تعجیل الفطر، رقم: ۲۳۵۳

[2] صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب تعجیل الافطار، رقم ۱۹۵۷

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اس حکم کی تعمیل میں بھی وہ جلدی کرتا ہے جبکہ تاخیر کرنے والا اس حکم کی تعمیل میں سستی کرتا ہے اس لئے یہ عمل پسندیدہ نہیں ہے۔

عزیزو! عقلمند آدمی وہ ہے جو اللہ کے حکم کی تعمیل میں جلدی کرتا ہے جو نیکیوں کا بیلنس بڑھانے کیلئے جدوجہد کرتا ہے اگر آج کسی موبائل شاپ سے اعلان ہو جائے کہ سو کا بیلنس کروانے پر پچاس کا ساتھ فری ہوگا تو اس دوکان پر قطاریں لگ جائیں گی اور آپ کو معلوم ہے کہ ایک روزے پر مزید کئی روزوں کا ثواب لینے کا اعلان امام کائنات ﷺ نے فرمایا ہے سیدنا زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِ الصَّائِمِ شَيْئًا [1]

''جس نے کسی روزہ دار کو روزہ افطار کرایا تو اسے بھی اس کے برابر ثواب ملے گا، بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں سے ذرا بھی کم کیا جائے۔''

نیکیوں کو بڑھانے کیلئے اس مہینہ میں خیر کا پہلو مضبوط کرنا چاہئے اپنے عزیزوں کی دعوت کریں رشتہ داروں کیلئے افطاری کا اہتمام کریں دوگنا ثواب ملے گا روزہ کھلوانے کا بھی اور قرابتداری کو ملانے کا بھی افطاری کی دعوت سے ہم رشتہ داری کو ملا سکتے ہیں ناراضگیاں مٹا سکتے ہیں دلوں کی کدورتیں ختم کر سکتے ہیں، مسافروں کیلئے افطاری کا اہتمام کریں افطاری کے وقت ہماری دوکان پر موجود گاہکوں کیلئے کم از کم کھجور اور پانی کا اہتمام تو ضرور ہونا چاہئے۔ مساکین کے گھر میں افطاری کا سامان بھیجیں اگر زندگی کا زیادہ حصہ کٹ گیا ہے بڑھاپے نے دستک دے دی ہے تو غفلت کو

---

[1] حسن۔ سنن ابی داؤد للالبانی، کتاب الصیام، باب: ما یستحب من تعجیل الفطر، رقم: ۲۳۵۳

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

چھوڑ دینا چاہئے یاد رکھیے مال خرچ کرنے کی مہلت موت تک ہے۔ اولاد کا ساتھ قبر تک ہے اور اعمال کا ساتھ حشر تک ہے حالی فرماتے ہیں ۔

نہیں سہل گر صید کا ہاتھ آنا
تو لازم ہے گھوڑوں کا سرپٹ بھگانا
نہ بیٹھو جو ہے بوجھ بھاری اُٹھانا
ذرا تیز ہانکو جو ہے دور جانا

قبر سے حشر تک کا سفر بہت طویل ہے اور حشر کا تمازت اور گرمی والا دن بہت لمبا ہے۔ ہمارے پاس گناہوں کی گٹھڑیاں ہیں، پاپ ہیں، بداعمالیاں ہیں نیکیاں بہت کم ہیں رمضان ہماری زندگی میں آیا ہے اس مہینہ میں ہمیں اپنی آخرت کیلئے سخت محنت کرنی ہے اگر ہمارے اندر نیکیوں کی مسابقت کا جذبہ بیدار ہو جائے تو یہ جذبہ اور عمل ہمیں نیکوں اور صدیقین کے درجہ تک پہنچا سکتا ہے سیدنا عمرہ بن مرہ الجہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا اور کہنے لگا:

يارسول الله أرأيت إن شهدت أن لا إله إلا الله وأنك رسول الله وصليت الصلوات الخمس وأديت الزكاة وصمت رمضان وقمته فممن أنا، قال: (من الصديقين والشهداء)[1]

”یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کا کیا خیال ہے اگر میں اس بات کی گواہی دوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور پانچوں نمازیں ادا کروں، زکوٰۃ ادا کروں رمضان کے روزے رکھوں اور اس کا قیام کروں تو میرا شمار کن افراد میں ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدیقین اور شہداء میں۔“

---

[1] صحیح ابن حبان تعلیق الالبانی، کتاب الصوم، باب فضل رمضان، رقم: ۳۴۲۹

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

بندے کے اعمال ہی اسے مقام ومرتبہ عطا کرتے ہیں اور اس کے اعمال ہی اسے مقام سے گرا دیتے ہیں اقبال فرماتے ہیں:

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے ناری ہے

آج عمل کا وقت ہے اور کل حشر میں عمل کا بدلہ ہے اور عمل کا وقت نہیں ہوگا سو آج کا عمل ہی کل کام آئے گا سندھ کے مشہور شاعر عبداللطیف بھٹائی کہتے ہیں۔

گھما چرخے کو اور کچھ کر لے نادان
کہ بس دو چار دن کی زندگی ہے
یہاں جیسا کسی نے سوت کاتا
اسے ویسی ہی عزت بھی ملی ہے

❀❀❀

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رمضان اور
دعاء ومناجات

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے دعاء و مناجات میں ایک روحانی تسکین رکھی ہے۔ اللہ کے حضور دعاء و التجا کا راستہ ایسا روشن راستہ ہے جس پر چلنے والا کبھی مایوس نہیں ہوتا دنیاوی پریشانیاں یقیناً بندے کو توڑ پھوڑ دیتی ہیں۔ جب کبھی بندہ پریشانیوں سے تھک جائے تو اللہ کے حضور دعا کے لئے ہاتھ پھیلا دے دعا دل کو حوصلہ، تسلی اور ڈھارس عطا کرے گی۔ اس لئے کہ دعا تاریکیوں میں روشنی کی ایک کرن ہے۔ جو بندے کو مایوسیوں کے گھٹا ٹوپ اندھیروں سے نکال کر امیدوں کے چراغ تک لے جاتی ہے۔ جس شخص کے دل میں دعا کی طلب پیدا کر دی گئی اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے آفات و مصائب کے مقابلہ میں دعا انتہائی موثر ہتھیار ہے

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللهِ بِالدُّعَاءِ[1]

”دعا نازل شدہ مصیبت، اور جو ابھی نہیں نازل ہوئی ہے اس سے بچنے کا فائدہ دیتی ہے، اے اللہ کے بندو! تم اللہ سے برابر دعا کرتے رہو۔“

دعا کرتے ہوئے بندہ اللہ تعالیٰ سے گفتگو کرتا ہے اپنے خالق و مالک سے سرگوشیاں کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے دعا کو بڑی عظمت بخشی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان گرامی ہے:

لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللهِ تَعَالَى مِنَ الدُّعَاءِ[2]

”اللہ کے نزدیک دعا سے زیادہ معزز و مکرم کوئی چیز نہیں ہے۔“

---

[1] صحیح الترغیب والترہیب للالبانی، کتاب الذکر والدعاء، باب الدعاء، رقم: ۱۶۳۴

[2] حسن۔ سنن الترمذی للالبانی ابواب الدعوات، باب ما جاء فی فضل الدعاء، رقم: ۳۳۷۰

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

دعا کو عبادت قرار دیا گیا ہے جب تک بندہ دعا مانگتا رہتا ہے وہ عبادت میں مشغول رہتا ہے۔ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الدُّعَاءَ هُوَ الْعِبَادَةُ, ثُمَّ قَرَأَ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ.

''بیشک دعا ہی عبادت ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ۔ ''اور تمہارے رب نے کہا: دعا کرو (مجھے پکارو) میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔''[1]

دعا کے اندر اس قدر قوت ہے کہ دعا تقدیر کو بھی بدل سکتی ہے۔ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ إِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا يَزِيدُ فِي الْعُمُرِ إِلَّا الْبِرُّ.[2]

''دعا کے سوا کوئی چیز تقدیر کو نہیں ٹالتی اور نیکی کے سوا کوئی چیز عمر میں اضافہ نہیں کرتی ہے۔''

اللہ تعالیٰ اُٹھے ہوئے ہاتھوں کی حیاء کرتے ہیں اور ان ہاتھوں کو پذیرائی عطا کرتے ہیں سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيمٌ, يَسْتَحْيِي مِنْ عَبْدِهِ أَنْ يَرْفَعَ إِلَيْهِ يَدَيْهِ, فَيَرُدَّهُمَا صِفْرًا أَوْ قَالَ خَائِبَتَيْنِ.[3]

''تمہارا رب بڑا باحیاء، اور کریم ہے، اسے اس بات سے شرم آتی ہے کہ اس کا بندہ اس کے سامنے ہاتھ پھیلائے تو وہ انہیں خالی یا نامراد لوٹا

[1] صحیح۔ سنن ابن ماجۃ للالبانی، کتاب الدعاء، باب فضل الدعاء، رقم: ۳۸۲۸

[2] حسن۔ سنن الترمذی للالبانی، کتاب القدر، باب ماجاء لا یرد القدر الا الدعاء، رقم: ۲۱۳۹

[3] صحیح۔ سنن ابن ماجۃ للالبانی، کتاب الدعاء، باب رفع الیدین فی الدعاء، رقم: ۳۸۶۵

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

دے۔''

دنیا میں کسی بندے سے بار بار مانگو تو وہ ناراض ہوتا ہے لیکن رب تعالیٰ سے نہ مانگو تو وہ ناراض ہوتا ہے:

اَللّٰهُ يَغْضَبُ إِنْ تَرَكْتَ سُؤَالَهُ
وَتَرَى ابْنَ آدَمَ حِيْنَ يُسْئَلُ يَغْضَبُ

''اللہ تعالیٰ غصے ہوتا ہے اگر تم اس سے سوال کرنا چھوڑ دو اور ابن آدم کو دیکھو گے کہ وہ اس وقت غصے ہوگا جب اس سے سوال کیا جائے۔''

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ [1]

''جو اللہ سے سوال نہیں کرتا اللہ اس سے ناراض اور ناخوش ہوتا ہے۔''

جو اللہ تعالیٰ سے مانگنے والا ہے وہ کبھی ناکام نہیں ہوتا اور نہ کبھی خوف وتر دد کا شکار ہوتا ہے۔ اس لئے کہ کسی کو نفع پہنچانے یا اس سے نفع روک لینے کا اختیار اللہ ہی کے پاس ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا، فَقَالَ: يَا غُلَامُ، " إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ: احْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ احْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ، وَلَوِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ " [2]

---

[1] حسن۔ سنن الترمذی للالبانی، ابواب الدعوات، باب منہ، رقم: ۳۳۷۳

[2] صحیح۔ سنن الترمذی للالبانی، ابواب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع، باب منہ، رقم: ۲۵۱۶

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

''میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سواری پر پیچھے سوار تھا، آپ نے فرمایا: ''اے لڑکے! بیشک میں تمہیں چند اہم باتیں بتلا رہا ہوں: تم اللہ کے احکام کی حفاظت کرو، وہ تمہاری حفاظت فرمائے گا، تم اللہ کے حقوق کا خیال رکھو اسے تم اپنے سامنے پاؤ گے، جب تم کوئی چیز مانگو تو صرف اللہ سے مانگو، جب تم مدد چاہو تو صرف اللہ سے مدد طلب کرو اور یہ بات جان لو کہ اگر ساری امت بھی جمع ہو کر تمہیں کچھ نفع پہنچانا چاہے تو وہ تمہیں اس سے زیادہ کچھ بھی نفع نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، اور اگر وہ تمہیں کچھ نقصان پہنچانے کے لیے جمع ہو جائے تو اس سے زیادہ کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، قلم اٹھا لیے گئے اور (تقدیر کے) صحیفے خشک ہو گئے ہیں۔''

دعا کبھی رائیگاں نہیں جاتی:

دعا تین درجات میں سے ایک درجہ ضرور پا لیتی ہے۔

(۱) دعا کو خواہش کے مطابق پورا کر دیا جاتا ہے۔

(۲) دعا کو بندے کے لئے آخرت میں ذخیرہ کر دیا جاتا ہے۔

(۳) دعا کی وجہ سے کسی آنے والی پریشانی یا مصیبت کو دور کر دیا جاتا ہے۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ رَجُلٍ يَدْعُو اللّٰهَ بِدُعَاءٍ إِلَّا اسْتُجِيبَ لَهُ. فَإِمَّا أَنْ يُعَجَّلَ لَهُ فِي الدُّنْيَا، وَإِمَّا أَنْ يُدَّخَرَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ، وَإِمَّا أَنْ يُكَفَّرَ عَنْهُ مِنْ ذُنُوبِهِ بِقَدْرِ مَا دَعَا. مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ، أَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ، أَوْ يَسْتَعْجِلْ". قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يَسْتَعْجِلُ؟ قَالَ: " يَقُولُ: دَعَوْتُ رَبِّي فَمَا اسْتَجَابَ لِي[1]

---

[1] صحیح۔ الجامع الصغیر للالبانی، ۲/۹۹۶، رقم: ۵۷۱۱

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

''جو بھی اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا مانگتا ہے اللہ اس کی دعا قبول کرتا ہے۔ یہ دعا یا تو دنیا ہی میں قبول ہو جاتی ہے یا یہ دعا اس کے نیک اعمال میں شامل ہو کر آخرت کے لیے ذخیرہ بن جاتی ہے، یا مانگی ہوئی دعا کے مطابق اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ مانگی گئی دعا کا تعلق کسی گناہ کے کام سے نہ ہو، نہ ہی قطع رحمی کے سلسلہ میں ہو اور نہ ہی جلد بازی سے کام لیا گیا ہو'' صحابہ نے پوچھا: اللہ کے رسول! جلد بازی سے کام لینے کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا: ''وہ یہ کہنے لگے کہ میں نے اپنے رب سے دعا کی لیکن اللہ نے میری دعا قبول نہیں کی۔''

دعا کو مزین کرنے والی چیزیں:

دعا مانگنے والے کو چاہیے کہ دعا کے تمام آداب ملحوظ رکھے! انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صالحین عظام رحمہم اللہ نے جس عاجزی وانکساری سے اللہ کو پکارا اور جن آداب کو مدنظر رکھا اس راستہ پر چل کر دعا کو مزین کیا جا سکتا ہے۔ آیئے چند صالحین کو اللہ سے دعا مانگتے ہوئے دیکھیں:

(۱) کامل امید سے دعا:

سیدنا زکریا علیہ السلام کے ذمہ سیدہ مریم علیہا السلام کی کفالت کی ذمہ داری تھی۔ وہ جب کبھی سیدہ مریم علیہا السلام کے ہاں ان کے معبد خانے میں داخل ہوتے تو ان کے ہاں بے موسم پھل موجود پاتے چنانچہ ایک دفعہ انہوں نے دریافت کیا:

يَا مَرْيَمُ أَنَّى لَكِ هَذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ. هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ[1]

---

[1] آل عمران: ۳۷،۳۸

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

"اے مریم! یہ روزی تمہارے پاس کہاں سے آئی؟ انہوں نے جواب دیا: یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے ہے، بے شک اللہ تعالیٰ جسے چاہے بے شمار روزی دیتا ہے۔ اسی جگہ زکریا (علیہ السلام) نے اپنے رب سے دعا کی، کہا: اے میرے پروردگار! مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما، بے شک تو دعا کو سننے والا ہے۔"

سیدنا زکریا علیہ السلام بوڑھے ہو چکے تھے اور ابھی تک بے اولاد تھے۔ بیوی بھی بوڑھی ہو چکی اور بانجھ تھی بظاہر انہیں اولاد کی کوئی امید نہیں تھی لیکن جب انہوں نے سیدہ مریم علیہا السلام کے پاس بے موسم کے پھل دیکھے تو ان کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ بے موسم پھل پہنچانے والا عالم پیری اور مایوسی کے عالم میں اولاد بھی عطا کر سکتا ہے۔ چنانچہ اسی جگہ اللہ کے حضور دعا مانگنے لگے سورۂ مریم میں ہے:

ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا ۔ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا ۔ قَالَ رَبِّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَلَمْ أَكُن بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا[1]

"یہ تیرے پروردگار کی اس مہربانی کا ذکر ہے جو اس نے اپنے بندے زکریا پر کی تھی۔ جبکہ اس نے اپنے رب سے چپکے چپکے دعا کی تھی۔ کہ اے میرے پروردگار! میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں اور سر نے بڑھاپے کی وجہ سے شعلہ مار دیا ہے، لیکن میں کبھی بھی تجھ سے دعا کر کے محروم نہیں رہا۔"

سیدنا زکریا علیہ السلام نے انتہائی رازداری سے چپکے چپکے اللہ کی بارگاہ میں گزارش کی اپنی کمزوری اور درماندگی کا ذکر کیا اور کہا: میرے رب میں تجھے پکار کے کبھی بھی محروم نہیں رہا۔ یہی امید ورجاء ہے کہ اولاد کے بظاہر اسباب بھی نہیں لیکن اللہ کے حضور کامل امید سے دعا کی جا رہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

[1] مریم: ۲، ۳، ۴

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ادْعُوا اللّٰهَ وَأَنْتُمْ مُوقِنُونَ بِالْإِجَابَةِ، وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَجِيبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ[1]

''تم اللہ سے دعا مانگو اور اس یقین کے ساتھ مانگو کہ تمہاری دعا ضرور قبول ہوگی، اور (اچھی طرح) جان لو کہ اللہ تعالیٰ بے پرواہی اور بے توجہی سے مانگی ہوئی غفلت اور لہو ولعب میں مبتلا دل کی دعا قبول نہیں کرتا۔''

اللہ تعالیٰ نے جب سیدنا زکریا علیہ السلام کو اولاد کی خوشخبری دے دی تو خوشی اور حیرت کے ملے جلے جذبات میں کہنے لگے:

رَبِّ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَأَتِي عَاقِرٌ قَالَ كَذَٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ[2]

''اے میرے رب! میرے ہاں بچہ کیسے ہوگا؟ میں بالکل بوڑھا ہوگیا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے، فرمایا، اسی طرح اللہ تعالیٰ جو چاہے کرتا ہے۔''

سیدنا زکریا علیہ السلام کے سوال پر اللہ تعالیٰ نے جواب دیا اللہ جو چاہے کر دیتا ہے۔ معلوم ہوا دعا مانگتے ہوئے بندے کو کامل یقین ہونا چاہئے کہ اللہ جو چاہے کرنے پر قادر ہے۔ جو خشک پہاڑوں سے چشمے جاری کر سکتا ہے۔ وہ بانجھ عورت کو اولاد سے بھی نواز سکتا ہے۔ اللہ سے مانگتے ہوئے اپنی حیثیت یا حالت کو دیکھ کر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی شان وعظمت کو سامنے رکھتے ہوئے مانگے۔

دل لگا کر دعا کرنا:

دعا کے آداب میں دوسری بات یہ ہے کہ بندہ دل جمعی اور طمانیت سے دعا کرے دعا مانگنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجے

[1] حسن۔ سنن الترمذی للالبانی، ابواب الدعوات، باب منہ، رقم: ۳۴۷۹

[2] آل عمران: ۴۰

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

بَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى. فَقَالَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " عَجِلْتَ أَيُّهَا الْمُصَلِّي، إِذَا صَلَّيْتَ فَقَعَدْتَ فَاحْمَدِ اللهَ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، وَصَلِّ عَلَيَّ ثُمَّ ادْعُهُ ". قَالَ: ثُمَّ صَلَّى رَجُلٌ آخَرُ بَعْدَ ذَلِكَ. فَحَمِدَ اللهَ وَصَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " أَيُّهَا الْمُصَلِّي ادْعُ تُجَبْ ".[1]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کے ساتھ (مسجد میں) تشریف فرما تھے، اس وقت ایک شخص مسجد میں آیا، اس نے نماز پڑھی، اور یہ دعا کی: اے اللہ! میری مغفرت کر دے اور مجھ پر رحم فرما، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے نمازی! تو نے جلدی کی، جب تو نماز پڑھ کر بیٹھے تو اللہ کے شایانِ شان اس کی حمد بیان کر اور پھر مجھ پر صلاۃ (درود) بھیج، پھر اللہ سے دعا کر''، اس کے بعد ایک اور شخص نے نماز پڑھی، اس نے اللہ کی حمد بیان کی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے نمازی! دعا کر، تیری دعا قبول کی جائے گی۔''

پختہ ارادے سے دعا:

دعا کے آداب میں تیسری بات یہ ہے کہ پختہ ارادے اور قوی یقین کے ساتھ دعا مانگی جائے دعا مانگتے ہوئے اس کا ارادہ اور یقین متزلزل نہ ہو سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلْيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ، وَلَا يَقُولَنَّ اللَّهُمَّ إِنْ شِئْتَ

[1] صحیح۔ سنن الترمذی للالبانی، ابواب الدعوات، باب جامع الدعوات عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ۳۴۷۶

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

فَأَعْطِنِي، فَإِنَّهُ لَا مُسْتَكْرِهَ لَهُ[1]

"جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو اللہ سے قطعی طور پر مانگے اور یہ نہ کہے کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے عطا فرما کیونکہ اللہ پر کوئی زبردستی کرنے والا نہیں ہے۔"

اسباب اللہ کے محتاج ہیں:

دعا مانگتے ہوئے اس بات کا یقین رکھے کہ اسباب و وسائل اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسباب و وسائل کا محتاج نہیں۔ اس کی قدرت کاملہ پر یقین رکھے وہ سب کچھ کرنے پر قادر ہے۔ قرآن پاک میں اس کی بکثرت مثالیں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ. إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا قَالَ سَلَامٌ قَوْمٌ مُنْكَرُونَ. فَرَاغَ إِلَى أَهْلِهِ فَجَاءَ بِعِجْلٍ سَمِينٍ. فَقَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ قَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ. فَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً قَالُوا لَا تَخَفْ وَبَشَّرُوهُ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ. فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ فِي صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ. قَالُوا كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ إِنَّهُ هُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ[2]

"کیا آپ کو ابراہیم (علیہ السلام) کے معزز مہمانوں کی خبر پہنچی ہے؟۔ وہ جب ان کے ہاں آئے تو سلام کیا، ابراہیم علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا (اور کہا یہ تو) اجنبی لوگ ہیں۔ پھر اپنے گھر والوں کی طرف گئے اور ایک فربہ بھنا ہوا بچھڑا لائے۔ اور اسے ان کے پاس رکھا اور کہا آپ کھاتے کیوں نہیں۔ پھر دل ہی دل میں ان سے خوفزدہ ہو گئے انہوں

---

[1] صحیح بخاری۔ کتاب الدعوات، باب لیعزم المسألۃ فانہ لامکرہ لہ، رقم: ۶۳۳۸

[2] الذاریات: ۲۴تا۳۰

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے کہا آپ خوف نہ کیجئے اور انہوں نے ان کو ایک علم والے لڑکے کی بشارت دی۔ پس ان کی بیوی آگے بڑھی اور حیرت میں آ کر اپنے چہرے پر ہاتھ مار کر کہا کہ میں تو بڑھیا ہوں اور ساتھ ہی بانجھ بھی۔ انہوں نے کہا ہاں تیرے پروردگار نے اسی طرح فرمایا ہے، بیشک وہ حکیم وعلیم ہے۔''

اولاد کے لئے ضروری ہے کہ عورت اولاد پیدا کرنے والی عمر میں ہو اور بانجھ نہ ہو لیکن ایسے اسباب کے بندے محتاج ہیں اللہ تعالیٰ نہیں بلکہ اسباب و وسائل اللہ تعالیٰ کے محتاج اور اس کے حکم کے پابند ہیں پس دعا مانگتے ہوئے مت سوچیں جو مانگ رہا ہوں وہ ہوگا کیسے......؟

اپنے گناہوں کا اعتراف:

دعا مانگتے ہوئے اپنے گناہوں کا اعتراف کرنا دل میں عاجزی پیدا کرتا ہے۔ اور عاجزی وندامت میں مانگی ہوئی دعا قبولیت کے زیادہ قریب ہوتی ہے۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ لَيَعْجَبُ إِلَى الْعَبْدِ إِذَا قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، إِنِّي قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِي، فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي، إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، قَالَ: عَبْدِي عَرَفَ أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ وَيُعَاقِبُ [1]

''جب بندہ کہتا ہے تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں، میں نے اپنے اوپر ظلم کیا میرے گناہ معاف فرما تیرے سوا کوئی گناہ معاف کرنے والا نہیں۔'' تو اللہ کو یہ بات بہت اچھی لگتی ہے اور اللہ فرماتے ہیں میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا رب ہے جو معاف بھی کرتا ہے سزا بھی دیتا ہے۔''

[1] صحیح۔ سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ، ۴/ ۲۱۰، رقم: ۱۶۵۳

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

دعا میں وسیلہ:

دعا میں تین چیزوں کو وسیلہ بنایا جا سکتا ہے۔

(۱) نیک عمل کا وسیلہ:

دعا کرتے ہوئے اپنا کوئی نیک عمل بطور وسیلہ کے پیش کیا جا سکتا ہے۔ اس کی دلیل صحیح بخاری میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی یہ حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''تین آدمی چل رہے تھے کہ بارش نے انہیں آلیا اور انہوں نے مڑ کر پہاڑی کی غار میں پناہ لی۔ اس کے بعد ان کے غار کے منہ پر پہاڑ کی ایک چٹان گری اور اس کا منہ بند ہو گیا۔ اب بعض نے بعض سے کہا کہ تم نے جو نیک کام کئے ہیں ان میں سے ایسے کام کو دھیان میں لاؤ جو تم نے خالص اللہ کے لیے کیا ہو تا کہ اللہ سے اس کے ذریعہ دعا کرو ممکن ہے وہ غار کو کھول دے۔ اس پر ان میں سے ایک نے کہا: اے اللہ! میرے والدین تھے اور بہت بوڑھے تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے۔ میں ان کے لیے بکریاں چراتا تھا اور واپس آ کر دودھ نکالتا تو سب سے پہلے اپنے والدین کو پلاتا تھا اپنے بچوں سے بھی پہلے۔ ایک دن چارے کی تلاش نے مجھے بہت دور لے جاڈالا چنانچہ میں رات گئے واپس آیا۔ میں نے دیکھا کہ میرے والدین سو چکے ہیں۔ میں نے معمول کے مطابق دودھ نکالا پھر میں دودھ لے کر ان کے سرہانے کھڑا ہو گیا میں گوارا نہیں کر سکتا تھا کہ انہیں جگاؤں اور یہ بھی مجھ سے نہیں ہو سکتا تھا کہ والدین سے پہلے بچوں کو پلاؤں۔ بچے بھوک سے میرے قدموں پر لوٹ رہے تھے اور اسی کشمکش میں صبح ہو گئی۔ اے اللہ! اگر تیرے علم میں ہے کہ یہ کام میں نے صرف تیری رضا حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو ہمارے لیے کشادگی پیدا کر دے کہ ہم آسمان دیکھ سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے (دعا قبول کی اور) ان کے لیے اتنی کشادگی پیدا کر دی کہ وہ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

آسمان دیکھ سکتے تھے۔دوسرے شخص نے کہا: اے اللہ! میری ایک چچازاد بہن تھی اور میں اس سے محبت کرتا تھا، وہ انتہائی محبت جو ایک مرد ایک عورت سے کرسکتا ہے۔ میں نے اس سے بدکاری کی خواہش کا اظہار کیا تو اس نے انکار کر دیا اور صرف اس شرط پر راضی ہوئی کہ میں اسے سو دینار دوں۔ میں نے دوڑ دھوپ کی اور سو دینار جمع کر لایا پھر اس کے پاس انہیں لے کر گیا اور جب میں اس کے دونوں پاؤں کے درمیان میں بیٹھ گیا تو اس نے کہا کہ اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈر۔ میں یہ سن کر کھڑا ہو گیا (اور زنا سے باز رہا) پس اگر تیرے علم میں ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو ہمارے لیے کچھ اور کشادگی پیدا کر دے۔ چنانچہ ان کے لیے تھوڑی سی اور کشادگی ہو گئی۔ تیسرے شخص نے کہا: اے اللہ! میں نے ایک مزدور ایک فرق چاول کی مزدوری پر رکھا تھا اس نے اپنا کام پورا کر کے کہا کہ میری مزدوری دو۔ میں نے اس کی مزدوری دے دی لیکن وہ چھوڑ کر چلا گیا اور اس کے ساتھ بے توجہی کی۔ میں اس کے اس بچے ہوئے دھان کو بوتا رہا اور اس طرح میں نے اس سے ایک گائے اور اس کا چرواہا لے لیا (پھر جب وہ آیا تو) میں نے اس سے کہا کہ یہ گائے اور چرواہا لے جاؤ۔ اس نے کہا اللہ سے ڈرو اور میرے ساتھ مذاق نہ کرو۔ میں نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ مذاق نہیں کرتا۔ اس گائے اور چرواہے کو لے جاؤ۔ چنانچہ وہ انہیں لے کر چلا گیا۔ پس اگر تیرے علم میں ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو (چٹان کی وجہ سے غار سے نکلنے میں جو رکاوٹ باقی رہ گئی ہے اسے بھی کھول دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے پوری طرح کشادگی کر دی اور وہ اس غار سے وہ باہر آ گئے۔"[1]

تینوں افراد نے دعا مانگتے ہوئے اپنا اپنا نیک عمل اللہ کی بارگاہ میں پیش کیا

[1] صحیح بخاری۔کتاب الادب، باب اجابۃ دعاء من بر والدیہ، رقم: ۵۹۷۴

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبولیت سے نوازا معلوم ہوا دعا میں اپنا کوئی نیک عمل بطور وسیلہ کے پیش کیا جا سکتا ہے۔

(۲) اسماء حسنیٰ کا وسیلہ:

دعا مانگتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ کا وسیلہ ڈالا جا سکتا ہے۔ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے:

سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَدْعُو وَهُوَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ، قَالَ: فَقَالَ: " وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ سَأَلَ اللَّهَ بِاسْمِهِ الْأَعْظَمِ الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ وَإِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطَى [1]

''نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو ان کلمات کے ساتھ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی اللہ ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، تو اکیلا (معبود) ہے تو بے نیاز ہے، (تو کسی کا محتاج نہیں تیرے سب محتاج ہیں)، (تو ایسا بے نیاز ہے) جس نے نہ کسی کو جنا ہے اور نہ ہی کسی نے اسے جنا ہے، اور نہ ہی کوئی اس کا ہمسر ہے''، دعا کرتے ہوئے سنا تو فرمایا: ''قسم ہے اس رب کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! اس شخص نے اللہ سے اس کے اس اسم اعظم کے وسیلے سے مانگا ہے کہ جب بھی اس کے ذریعہ دعا کی گئی ہے اس نے وہ دعا قبول کی ہے، اور جب بھی اس کے ذریعہ کوئی چیز مانگی گئی

[1] صحیح۔ سنن الترمذی للالبانی، ابواب الدعوات، باب جامع الدعوات عن النبی ﷺ، رقم: ۳۴۷۵

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہے اس نے دی ہے۔''

رسول اللہ ﷺ خود بھی دعا میں اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ سے دعا مانگا کرتے تھے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث ہے:

شَكَا النَّاسُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُحُوطَ الْمَطَرِ، فَأَمَرَ بِمِنْبَرٍ، فَوُضِعَ لَهُ فِي الْمُصَلَّى، وَوَعَدَ النَّاسَ يَوْمًا يَخْرُجُونَ فِيهِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حِينَ بَدَا حَاجِبُ الشَّمْسِ، فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَكَبَّرَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَحَمِدَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّكُمْ شَكَوْتُمْ جَدْبَ دِيَارِكُمْ، وَاسْتِئْخَارَ الْمَطَرِ عَنْ إِبَّانِ زَمَانِهِ عَنْكُمْ، وَقَدْ أَمَرَكُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ تَدْعُوهُ، وَوَعَدَكُمْ أَنْ يَسْتَجِيبَ لَكُمْ، ثُمَّ قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ، اللَّهُمَّ أَنْتَ اللَّهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ، أَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ، وَاجْعَلْ مَا أَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَبَلَاغًا إِلَى حِينٍ [1]

''لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے بارش نہ ہونے کی شکایت کی تو آپ نے منبر (رکھنے) کا حکم دیا تو وہ آپ کے لیے عید گاہ میں لا کر رکھا گیا، آپ ﷺ نے لوگوں سے ایک دن عید گاہ کی طرف نکلنے کا وعدہ لیا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ (حجرہ سے) اس وقت نکلے جب کہ آفتاب کا کنارہ ظاہر ہو گیا، آپ ﷺ منبر پر بیٹھے، اللہ تعالیٰ کی تکبیر و تحمید کی پھر فرمایا: ''تم لوگوں نے بارش میں تاخیر کی وجہ سے اپنی آبادیوں میں قحط سالی کی شکایت کی ہے، اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ حکم دیا ہے کہ تم اس سے دعا کرو اور اس نے تم سے یہ وعدہ کیا ہے کہ (اگر تم اسے پکارو گے) تو وہ

[1] حسن۔ سنن ابی داؤد للالبانی، ابواب صلاۃ الاستسقاء، باب رفع الیدین فی الاستسقاء، رقم: ۱۱۷۳

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

تمہاری دعا قبول کرے گا''، اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ. لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ. يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ. اَللّٰهُمَّ أَنْتَ اللّٰهُ. لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ. أَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ. وَاجْعَلْ مَا أَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَبَلَاغًا إِلٰى حِينٍ ''تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں جو رحمٰن ورحیم ہے اور روز جزا کا مالک ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ جو چاہتا ہے، کرتا ہے، اے اللہ! تو ہی معبود حقیقی ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو غنی ہے اور ہم فقیر ہیں، تو ہم پر بارش نازل فرما اور جو تو نازل فرمائے اسے ہمارے لیے قوت (رزق) بنا دے اور ایک مدت تک اس سے فائدہ پہنچا۔''

اللہ کے نبی سیدنا ایوب علیہ السلام اٹھارہ برس تک بیمار رہے اور بالآخر انہوں نے ان کلمات کے ساتھ اللہ سے دعا فرمائی:

وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ[1]

''ایوب (علیہ السلام) جب انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے یہ بیماری لگ گئی ہے اور تو رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔''

جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کو ارحم الرحمین'' کے پیارے کلمات سے پکار کے بیماری دور کرنے کے لئے التجا کی تو اللہ تعالیٰ نے شفا بخش پانی سے جسم کی تمام بیماریوں کو ختم فرما دیا سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ أَيُّوبَ نَبِيَّ اللّٰهِ لَبِثَ بِهِ بَلَاؤُهُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً فَرَفَضَهُ الْقَرِيبُ وَالْبَعِيدُ إِلَّا رَجُلَيْنِ مِنْ إِخْوَانِهِ كَانَا مِنْ أَخَصِّ

[1] الانبیاء: ۸۳

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

إِخْوَانِهِ، قَدْ كَانَا يَغْدُوَانِ إِلَيْهِ وَيَرُوحَانِ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ ذَاتَ يَوْمٍ: تَعْلَمُ وَاللّٰهِ لَقَدْ أَذْنَبَ أَيُّوبُ ذَنْبًا مَا أَذْنَبَهُ أَحَدٌ مِنَ الْعَالَمِينَ فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: مُنْذُ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ سَنَةً لَمْ يَرْحَمْهُ اللّٰهُ فَكَشَفَ عَنْهُ مَا بِهِ فَلَمَّا رَاحَا إِلَى أَيُّوبَ لَمْ يَصْبِرِ الرَّجُلُ حَتّٰى ذَكَرَ لَهُ ذٰلِكَ، فَقَالَ لَهُ أَيُّوبُ: لَا أَدْرِي مَا تَقُولُ غَيْرَ أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ أَنِّي كُنْتُ أَمُرُّ بِالرَّجُلَيْنِ يَتَنَازَعَانِ يَذْكُرَانِ اللّٰهَ فَأَرْجِعُ إِلَى بَيْتِي، فَأُكَفِّرُ عَنْهُمَا كَرَاهِيَةَ أَنْ يُذْكَرَ اللّٰهُ إِلَّا فِي حَقٍّ، وَكَانَ يَخْرُجُ لِحَاجَتِهِ، فَإِذَا قَضَى حَاجَتَهُ أَمْسَكَتِ امْرَأَتُهُ بِيَدِهِ حَتّٰى يَبْلُغَ، فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ أَبْطَأَ عَلَيْهَا فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَى أَيُّوبَ فِي مَكَانِهِ أَنِ ارْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ، فَاسْتَبْطَأَتْهُ فَتَلَقَّتْهُ وَأَقْبَلَ عَلَيْهَا قَدْ أَذْهَبَ اللّٰهُ مَا بِهِ مِنَ الْبَلَاءِ وَهُوَ أَحْسَنُ مَا كَانَ، فَلَمَّا رَأَتْهُ قَالَتْ: أَيْ بَارَكَ اللّٰهُ فِيكَ هَلْ رَأَيْتَ نَبِيَّ اللّٰهِ هٰذَا الْمُبْتَلَى؟ وَاللّٰهِ عَلَى ذٰلِكَ مَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَشْبَهَ بِهِ مِنْكَ إِذْ كَانَ صَحِيحًا، قَالَ: فَإِنِّي أَنَا هُوَ، قَالَ: وَكَانَ لَهُ أَنْدَرَانِ أَنْدَرٌ لِلْقَمْحِ وَأَنْدَرٌ لِلشَّعِيرِ، فَبَعَثَ اللّٰهُ سَحَابَتَيْنِ، فَلَمَّا كَانَتْ أَحَدُهُمَا عَلَى أَنْدَرِ الْقَمْحِ أَفْرَغَتْ فِيهِ الذَّهَبَ حَتّٰى فَاضَ وَأَفْرَغَتِ الْأُخْرَى فِي أَنْدَرِ الشَّعِيرِ الْوَرِقَ حَتّٰى فَاضَ[1]

”اللہ کے نبی سیدنا ایوب علیہ السلام کی آزمائش اٹھارہ سال تک رہی قریب و دور کے سب عزیزوں نے انہیں چھوڑ دیا سوائے ان کے دو بھائیوں کے۔ وہ صبح و شام ان کے پاس آتے، ایک دن ان میں ایک نے دوسرے سے کہا: واللہ تمہیں معلوم ہے کہ ایوب علیہ السلام نے ایسا گناہ کیا ہے

[1] صحیح۔ التعلیقات الحسان علی صحیح ابن حبان للالبانی، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی الصبر وثواب الامراض، رقم: ۲۸۸۷

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

جوان سے پہلے دنیا میں کسی نے نہیں کیا اس کے ساتھی نے پوچھا: وہ کیا؟ اس نے کہا: اٹھارہ سال ہو گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم نہیں کیا اور ان کی تکلیف دور نہیں کی، جب شام کو وہ دونوں ایوب علیہ السلام کے پاس آئے تو جس شخص سے یہ بات کہی گئی تھی اس سے صبر نہ ہو سکا۔ سیدنا ایوب علیہ السلام نے کہا: مجھے نہیں معلوم کہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ سوائے اس بات کے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے میں نے دو جھگڑا کرنے والے آدمیوں کو حکم دیا تھا کہ وہ اللہ کا ذکر کریں اور میں اپنے گھر جاؤں گا تو ان دونوں کی طرف سے کفارہ ادا کروں گا۔ اس بات کو ناپسند کرتے ہوئے کہ اللہ کا ذکر ناحق کام میں کیا گیا۔ سیدنا ایوب علیہ السلام قضائے حاجت کے لئے باہر نکلا کرتے تھے جب وہ قضائے حاجت کر لیتے تو ان کی بیوی گھر آنے تک ان کا ہاتھ پکڑے رکھتی ایک دن انہوں نے دیر کر دی اور ان کی طرف وحی کی گئی: اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ (اپنا پاؤں ماریں یہ نہانے اور پینے کا ٹھنڈا پانی ہے) ان کی بیوی کو ان کی تاخیر کا احساس ہوا تو وہ انہیں دیکھنے نکل پڑیں۔ سیدنا ایوب علیہ السلام ان کی طرف آرہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی بیماری دور کر دی تھی اور پہلے سے زیادہ اچھے ہو گئے تھے۔ جب ان کی بیوی نے انہیں دیکھا تو کہنے لگیں: اللہ تمہیں برکت دے کیا تم نے مصیبت زدہ اللہ کا نبی دیکھا ہے؟ اللہ کی قسم! وہ اسی راستے پر گیا تھا جب وہ تندرست تھا تو میں نے تم سے زیادہ اس کے مشابہہ کسی کو نہیں دیکھا، سیدنا ایوب علیہ السلام نے کہا میں ہی وہ ہوں ان کے لئے دو ڈھیر تھے۔ ایک گندم کا دوسرا جو کا۔ اللہ تعالیٰ نے دو بادل بھیجے، جب ایک گندم کے ڈھیر پر پہنچا تو اس نے سونا برسانا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ سونا بہنے لگا اور دوسرے نے جو کے ڈھیر میں چاندی برسانا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شروع کر دی حتیٰ کہ چاندی بہنے لگی۔"

بے چارگی کے وقت میں تو ہی چارہ ساز ہے
بندے کو ناز ہے کہ تو بندہ نواز ہے

(۳) نیک آدمی کی دعا کا وسیلہ:

اللہ کی بارگاہ میں زندہ نیک آدمی کی دعا کا وسیلہ پیش کیا جا سکتا ہے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک بار قحط سالی کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو دعا کے لئے ساتھ لے کر نکلے سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ إِذَا قَحَطُوا اسْتَسْقَى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَقَالَ: " اللّٰهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِينَا، وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا. قَالَ: فَيُسْقَوْنَ.[1]

"جب کبھی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قحط پڑتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے دعا کرتے اور فرماتے کہ اے اللہ! پہلے ہم تیرے پاس اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ لایا کرتے تھے۔ تو، تو پانی برساتا تھا۔ اب ہم اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کو وسیلہ بناتے ہیں ہم پر بارش برسادے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا پھر بارش خوب ہی برسی۔"

جامع ترین دعائیں:

مضمون ختم کرنے سے پہلے چند جامع ترین دعائیں بیان کرنا چاہتا ہوں جن میں ہمارے تمام دکھوں اور پریشانیوں کا مداوا ہے اور ان دعاؤں کو ورد زبان بنا لینا چاہیے۔

[1] صحیح بخاری۔ ابواب الاستسقاء، باب سؤال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا، رقم: ۱۰۱۰

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

افضل ترین دعا:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا اور عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَيُّ الدُّعَاءِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: "سَلِ اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ". ثُمَّ أَتَاهُ الْغَدَ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! أَيُّ الدعاء أفضل؟ قال: "سل الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، فَإِذَا أُعْطِيتَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا والآخرة فقد أفلحت"[1]

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کون سی دعا افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ سے دنیا اور آخرت میں عفو و درگزر اور عافیت کا سوال کرو۔ پھر وہ اگلے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کون سی دعا افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا اور آخرت میں عفو و درگزر اور عافیت کا سوال کرو۔ جب تجھے دنیا اور آخرت میں عافیت عطا کر دی گئی تب تو کامیاب ہو گیا۔"

دنیا اور آخرت میں اگر اللہ تعالیٰ نے بندے کو معاف کر دیا تو بندے نے ہر قسم کی کامیابی کو پالیا اور اس نے خود کو اللہ کی ناراضگی سے بچا کے اس کے جوار رحمت میں جگہ پالی اور دنیا و آخرت میں عافیت مل گئی تو سب نقصانات اور پریشانیوں سے نجات مل گئی۔ اس دعا میں دنیا اور آخرت کی سب بھلائیاں سمٹ آتی ہیں۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے افضل دعا قرار دیا ہے اور صبح و شام کے اذکار میں ایک ایسی دعا سکھائی ہے جس میں دنیا اور آخرت میں عفو و درگزر کی درخواست موجود ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح و شام کی دعاؤں میں یہ دعا کبھی

[1] صحیح۔ الادب المفرد للالبانی، ۱/ ۲۳۷، رقم: ۴۹۶

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نہیں چھوڑا کرتے تھے:

اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. اللّٰهُمَّ أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي دِينِي وَدُنْيَايَ وَأَهْلِي وَمَالِي. اللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِي، وَآمِنْ رَوْعَاتِي، وَاحْفَظْنِي مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ، وَمِنْ خَلْفِي، وَعَنْ يَمِينِي، وَعَنْ شِمَالِي، وَمِنْ فَوْقِي، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي[1]

''اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عفو اور عافیت کا طالب ہوں، اے اللہ! میں تجھ سے اپنے دین و دنیا اور اپنے اہل و مال میں معافی اور عافیت کا طالب ہوں، اے اللہ! میرے عیوب چھپا دے، میرے دل کو مامون کر دے، اور میرے آگے پیچھے، دائیں بائیں، اور اوپر سے میری حفاظت فرما، اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں نیچے سے ہلاک کئے جانے سے۔''

یہ نہایت جامع کلمات ہیں جن میں دنیا و آخرت، دین و دنیا اور اہل و مال میں عفو و عافیت کا سوال ہے اور اپنے تمام اطراف سے حفظ و پناہ کے لئے اللہ کے حضور درخواست کی گئی ہے۔

تمام غموں اور گناہوں کا کفارہ:

ہر پریشانی بندے کو غم اور تکلیف میں مبتلا کرتی ہے۔ آپ ﷺ نے غموں اور پریشانیوں کے مداوا کے لئے اور تمام گناہوں کی معافی کے لئے ایک ایسا وظیفہ بیان فرمایا ہے جو انتہائی آسان ہے اور بن مانگے سب پریشانیاں اور گناہ دور ہو جاتے ہیں۔

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے آپ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي أُكْثِرُ الصَّلَاةَ عَلَيْكَ فَكَمْ أَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِي؟ فَقَالَ: " مَا شِئْتَ ". قَالَ: قُلْتُ: الرُّبُعَ؟ قَالَ: " مَا

---

[1] صحیح۔ سنن ابن ماجہ للالبانی، کتاب الدعاء، باب ما یدعو بہ الرجل اذا اصبح واذا امسی، رقم: ۳۸۷۱

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ "، قُلْتُ: النِّصْفَ؛ قَالَ: " مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ "، قَالَ: قُلْتُ: فَالثُّلُثَيْنِ؛ قَالَ: " مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ "، قُلْتُ: أَجْعَلُ لَكَ صَلَاتِي كُلَّهَا، قَالَ: " إِذًا تُكْفَى هَمَّكَ وَيُغْفَرُ لَكَ ذَنْبُكَ "[1]

''اللہ کے رسول! میں آپ پر بہت صلاۃ (درود) پڑھا کرتا ہوں سواپنے وظیفے میں آپ پر درود پڑھنے کے لیے کتنا وقت مقرر کرلوں؟ آپ نے فرمایا: ''جتنا تم چاہو''، میں نے عرض کیا چوتھائی؟ آپ نے فرمایا: ''جتنا تم چاہو اور اگر اس سے زیادہ کرلو تو تمہارے حق میں بہتر ہے''، میں نے عرض کیا: آدھا؟ آپ نے فرمایا: ''جتنا تم چاہو اور اگر اس سے زیادہ کرلو تو تمہارے حق میں بہتر ہے، میں نے عرض کیا دو تہائی؟'' آپ نے فرمایا: ''جتنا تم چاہو اور اگر اس سے زیادہ کرلو تو تمہارے حق میں بہتر ہے، میں نے عرض کیا: وظیفے میں تمام وقت آپ پر درود پڑھا کروں؟ ۔آپ نے فرمایا: ''اب یہ درود تمہارے سب غموں کے لیے کافی ہوگا اور اس سے تمہارے گناہ بخش دیے جائیں گے۔''

درود پاک تقریباً ہر آدمی کو یاد ہے۔اگر آپ اس کو پڑھتے رہیں تو سب غم رفع ہوجائیں گے اور تمام گناہ معاف ہوجائیں گے۔اس کو آج ہی سے اپنی زبان کا ورد بنالیں اور اللہ سے اس عمل کی توفیق مانگیں اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر بندہ نہ نیکی کر سکتا ہے اور نہ گناہ سے بچ سکتا ہے۔

❀❀❀

---

[1] حسن۔ سنن الترمذی، للالبانی، ابواب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع، باب منہ، رقم: ۲۴۵۷

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معافی کے الہامی اصول

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رمضان المبارک کے اعمال میں ایک اہم ترین عمل یہ ہے کہ بندہ اس ماہ مبارک میں اپنے گناہوں کی معافی کے لئے بھرپور کوشش کرے اللہ کو راضی کرنے کے لئے نیک اعمال بجالائے ندامت وانکساری کے ساتھ بار بار اس کے حضور گناہوں کی معافی کے لئے دعائیں اور التجائیں کرتا رہے نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

شَقِيَ عَبْدٌ أَدْرَكَ رَمَضَانَ فَانْسَلَخَ مِنْهُ وَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ[1]

''بدبخت ہوا وہ آدمی جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور (مہینہ گزر گیا) مگر اس کی بخشش نہ ہوسکی۔''

آپ ﷺ نے اپنے اس فرمان میں توبہ کی جانب پیش قدمی کی ترغیب دی ہے۔ گناہ بخشوانے کے لئے دو چیزوں کو لازم پکڑ لینا چاہئے پہلی چیز ہے نیک اعمال، رمضان کا مہینہ ہمیں نیکی اور تقویٰ کا ماحول فراہم کرتا ہے اور نیکیوں میں یہ تاثیر ہے کہ نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَٰلِكَ ذِكْرَىٰ لِلذَّاكِرِينَ[2]

''یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ یہ نصیحت ہے نصیحت پکڑنے والوں کے لئے۔''

اس کی ایک مثال صحیح مسلم میں موجود ہے سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ، وَنَحْنُ قُعُودٌ مَعَهُ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْهُ

[1] صحیح۔ الادب المفرد، باب من ذکر عندہ النبی ﷺ فلم یصل علیہ ۶۴۴/۵۰۱

[2] ہود: ۱۱۴

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

عَلَيَّ، فَسَكَتَ عَنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَعَادَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا، فَأَقِمْهُ عَلَيَّ، فَسَكَتَ عَنْهُ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَلَمَّا انْصَرَفَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ أَبُو أُمَامَةَ: فَاتَّبَعَ الرَّجُلُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ انْصَرَفَ، وَاتَّبَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْظُرُ مَا يَرُدُّ عَلَى الرَّجُلِ، فَلَحِقَ الرَّجُلُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْهُ عَلَيَّ، قَالَ أَبُو أُمَامَةَ: فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَرَأَيْتَ حِينَ خَرَجْتَ مِنْ بَيْتِكَ أَلَيْسَ قَدْ تَوَضَّأْتَ، فَأَحْسَنْتَ الْوُضُوءَ؟ "، قَالَ: بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: " ثُمَّ شَهِدْتَ الصَّلَاةَ مَعَنَا؟ "، فَقَالَ: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ حَدَّكَ أَوْ قَالَ ذَنْبَكَ"[1]

”رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے اور ہم آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھ سے حد والا کام ہو گیا ہے مجھے حد لگایئے۔ رسول اللہ ﷺ یہ سن کر چپ ہو رہے۔ اس نے پھر کہا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھ سے حد والا کام ہو گیا ہے۔ مجھے حد لگایئے آپ خاموش رہے۔ اس نے تیسری بار بھی ایسا ہی کہا اتنے میں نماز کھڑی ہو گئی جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو وہ شخص رسول اللہ ﷺ کے پیچھے چل پڑا، میں بھی یہ دیکھنے کے لئے کہ آپ ﷺ اسے کیا جواب دیتے ہیں آپ ﷺ کے پیچھے چلا آیا۔ وہ شخص رسول اللہ ﷺ سے ملا اور عرض

[1] صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب قولہ تعالیٰ، ان الحسنات یذہبن السیئات، رقم: ۲۷۶۵

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں نے حدوالا کام کرلیا ہے۔ مجھ پر حد نافذ کر دیں۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تو اپنے گھر سے نکلا تھا تو کیا تو نے اچھی طرح وضو نہیں کیا تھا؟ اس نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تو نے ہمارے ساتھ نماز بھی پڑھی، اس نے کہا: جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے تیری حد یا تیرے گناہ کو معاف کر دیا ہے۔''

گناہ کے بعد ندامت اور شرمندگی درحقیقت اپنے گناہ اور کوتاہی کا اعتراف ہے کہ اللہ! میں گناہ کے ذریعہ تیری نافرمانی کر بیٹھا ہوں، میں نے تجھ سے تعلق کمزور کر لیا ہے۔ اب میں پھر تیری طرف لوٹ آیا ہوں ندامت کی یہ نیکی اپنے اندر بہت قوت رکھتی ہے اور وہ گناہ کا وجود مٹا دیتی ہے پس گناہوں کی معافی میں پہلی چیز یہ ہے کہ بندہ نیکیوں کے ذریعہ توبہ کے دروازے پر دستک دے نیکیاں برائیوں کو مٹا دیں گیا ور دوسری چیز ہے اللہ کے حضور دعا و التجا کرنا توبہ کے لئے ہاتھ پھیلا لینا اس سے معافی مانگنا لیکن توبہ کے لئے دو باتوں کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

(۱) اگر حقوق العباد میں کوتاہی ہوئی ہے تو اس کی معافی بندوں سے مانگنی ہے۔ پھر اللہ کی بارگاہ میں التجا کرنی ہے کہ اے اللہ! میں نے تیرے بندے کا حق ادا کر دیا ہے۔ اگر اس کا دل دکھایا تھا میں نے اسے راضی کر دیا۔ مجھے بندے نے معاف کر دیا ہے۔ اب تو بھی مجھے معاف کر دے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلَمَةٌ لِأَخِيهِ مِنْ عِرْضِهِ أَوْ شَيْءٍ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ أَنْ لَا يَكُونَ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ، إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلَمَتِهِ، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَيْهِ"[1]

"اگر کسی شخص کا ظلم کسی دوسرے کی عزت پر ہو یا کسی اور طریقہ (سے ظلم کیا ہو) تو آج ہی، اس دن کے آنے سے پہلے معاف کرا لے جس دن نہ دینار ہوں گے، نہ درہم، بلکہ اگر اس کا کوئی نیک عمل ہوگا تو اس کے ظلم کے بدلے میں وہی لے لیا جائے گا اور اگر کوئی نیک عمل اس کے پاس نہیں ہوگا تو اس کے (مظلوم) ساتھی کی برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی۔"

حقوق العباد کا تعلق بندوں کے ساتھ ہے۔ اس لئے ان کے حقوق میں کوتاہی کی معافی بندوں سے مانگی جائے گی۔ اگر کسی کا حق غصب کیا ہے تو اس کو حق واپس لوٹانا ہوگا۔ حقوق العباد میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تب معافی ہے جب بندے کا حق اسے ادا کر کے اس کو راضی کیا جائے۔

(۲) اور اگر حقوق اللہ میں کوتاہی ہوئی ہے تو بار بار اللہ کے حضور گڑگڑا کے معافی مانگے۔ گناہوں کی معافی کس قدر ضروری ہے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

يَارَسُولَ اللّٰهِ، أَرَأَيْتَ إِنْ وَافَقْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ مَا أَدْعُو

"اللہ کے رسول! اگر مجھے شب قدر مل جائے تو کیا دعا کروں؟"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تَقُولِينَ: اللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي۔

یہ دعا کرو اللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي "اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے اور معافی ودرگزر کو پسند کرتا ہے تو مجھے معاف فرمادے۔"[2]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب المظالم والغصب، باب من کانت لہ مظلمۃ عند الرجل فحللھا لہ، رقم: ۲۴۴۹

[2] صحیح۔ سنن ابن ماجۃ للالبانی، کتاب الدعاء۔ باب الدعاء بالعفو والعافیۃ، رقم: ۳۸۵۰

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لیلۃ القدر جو سال بعد آتی ہے۔ اس کی قیمتی ترین گھڑیوں میں کوئی اور دعا مانگنے کی بجائے آپ ﷺ نے گناہوں کی معافی کے لئے دعا مانگنے کی ترغیب دی ہے۔

معافی میں چار الہامی اصول:

گناہوں کی معافی میں چار الہامی اصول ہیں:

(۱) گناہوں کی معافی:

کبھی اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں اور معافی میں بھی دو مقام ہیں:

(۱) کبھی اللہ تعالیٰ دنیا میں ہی بندے کو معاف فرما دیتے ہیں جیسے بنی اسرائیل کے اس قاتل کی توبہ کا واقعہ احادیث میں مذکور ہے جس نے سو قتل کئے تھے۔ اس نے اللہ کے حضور توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اسے معاف کر دیا بلکہ اس کے لئے جنت کا رستہ بھی آسان کر دیا۔[۱]

(۲) معافی کا دوسرا مقام میدان محشر ہے بعض افرد کو اللہ تعالیٰ میدان محشر میں معاف فرمائیں گے۔ مثال کے لئے ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں سیدنا صفوان بن محرز المازنی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

بَيْنَمَا أَنَا أَمْشِي، مَعَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا آخِذٌ بِيَدِهِ، إِذْ عَرَضَ رَجُلٌ، فَقَالَ: كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي النَّجْوَى؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِنَّ اللَّهَ يُدْنِي المُؤْمِنَ، فَيَضَعُ عَلَيْهِ كَنَفَهُ وَيَسْتُرُهُ، فَيَقُولُ: أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا، أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ أَيْ رَبِّ، حَتَّى إِذَا قَرَّرَهُ بِذُنُوبِهِ، وَرَأَى فِي نَفْسِهِ أَنَّهُ

[۱] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء، باب حدیث الغار، رقم: ۳۴۷۰

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

هَلَكَ، قَالَ: سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا، وَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ. فَيُعْطَى كِتَابَ حَسَنَاتِهِ[1]

''میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے جارہا تھا۔ کہ ایک شخص سامنے آیا اور اس نے پوچھا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (قیامت کے دن اللہ اور بندے کے درمیان ہونے والی) سرگوشی کے بارے میں کیا سنا ہے؟ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ مومن کو اپنے نزدیک بلالے گا اور اس پر اپنا پردہ ڈال دے گا اور اسے چھپالے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کیا تجھے فلاں گناہ یاد ہے؟ کیا فلاں گناہ یاد ہے؟ وہ مومن کہے گا ہاں، اے میرے پروردگار۔ آخر جب وہ اپنے گناہوں کا اقرار کرلے گا اور اسے یقین ہوجائے گا کہ اب وہ ہلاک ہوگیا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے دنیا میں تیرے گناہوں پر پردہ ڈال دیا تھا اور آج بھی میں تیری مغفرت کرتا ہوں، چنانچہ اسے اس کی نیکیوں کی کتاب دے دی جائے گی۔''

یہ میدان محشر میں گناہوں کی معافی ہے اور بھی کئی ایسے لوگ ہوں گے جنہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے روز معاف فرمائیں گے۔

(۲) گناہوں پر پردہ:

معافی کی دوسری صورت گناہوں پر پردہ ہے۔ قیامت والے دن بعض افراد کے گناہوں پر اللہ تعالیٰ پردہ ڈال دیں گے۔ ان کے گناہ ظاہر کئے بغیر انہیں جنت میں داخل کردیا جائے گا لیکن پردہ بھی ان افراد کے گناہوں پر ڈالا جائے گا جن میں کچھ قابل قدر خصوصیات ہوں گی۔ جیسے حدیث میں موجود ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

[1] صحیح بخاری۔ کتاب المظالم والغصب، باب قول اللہ تعالیٰ الا لعنۃ اللہ علی الظالمین، رقم: ۲۴۴۱

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ[1]

''جس نے مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔''

ابن ماجہ کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

مَنْ سَتَرَ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ، سَتَرَ اللهُ عَوْرَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ كَشَفَ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ، كَشَفَ اللهُ عَوْرَتَهُ حَتَّى يَفْضَحَهُ بِهَا فِي بَيْتِهِ[2]

''جو اپنے مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کرے گا، قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرمائے گا، اور جو اپنے مسلمان بھائی کا کوئی عیب فاش کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کا عیب فاش کرے گا، یہاں تک کہ وہ اسے اس کے گھر میں بھی ذلیل کرے گا۔''

اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے عیبوں پر پردہ پڑا رہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی تو اس کے لیے یہ عمل کرنا ہوگا کہ ہم اپنے مسلمان بھائی کے عیبوں پر پردہ ڈالیں۔ اس کی پردہ دری نہ کریں اس کی عدم موجودگی میں اس کی عزت کا دفاع کریں تو بدلہ میں اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی ہمارا بھرم قائم رکھیں گے اور آخرت میں بھی ہمیں رسوا نہ ہونے دیں گے۔

(۳) گناہوں کا وزن میں ہلکا ہو جانا:

معافی کی تیسری صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ گناہوں کا وزن ہلکا کر کے نیکیوں کا وزن بڑھا دیں گے اور یوں بندہ جہنم سے بچ کر جنت میں داخل ہو جائے

---

[1] صحیح مسلم۔ کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن، رقم: ۲۶۹۹

[2] صحیح۔ سنن ابن ماجہ للالبانی، کتاب الحدود، باب الستر علی المومن ودفع الحدود بالشبہات، رقم: ۲۵۴۶

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

گا۔ اس کی بہترین مثال وہ حدیث ہے جسے امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں نقل کیا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"يُصَاحُ بِرَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ، فَيُنْشَرُ لَهُ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ سِجِلًّا، كُلُّ سِجِلٍّ مَدَّ الْبَصَرِ، ثُمَّ يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: هَلْ تُنْكِرُ مِنْ هَذَا شَيْئًا، فَيَقُولُ: لَا يَا رَبِّ، فَيَقُولُ: أَظَلَمَتْكَ كَتَبَتِي الْحَافِظُونَ، ثُمَّ يَقُولُ: أَلَكَ عُذْرٌ؛ أَلَكَ عَنْ ذَلِكَ حَسَنَةٌ؛ فَيُهَابُ الرَّجُلُ فَيَقُولُ: لَا، فَيَقُولُ: بَلَى، إِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَاتٍ، وَإِنَّهُ لَا ظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ، فَتُخْرَجُ لَهُ بِطَاقَةٌ فِيهَا: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، قَالَ: فَيَقُولُ: يَا رَبِّ، مَا هَذِهِ الْبِطَاقَةُ مَعَ هَذِهِ السِّجِلَّاتِ، فَيَقُولُ: إِنَّكَ لَا تُظْلَمُ، فَتُوضَعُ السِّجِلَّاتُ فِي كِفَّةٍ وَالْبِطَاقَةُ فِي كِفَّةٍ، فَطَاشَتِ السِّجِلَّاتُ وَثَقُلَتِ الْبِطَاقَةُ"[1]

"قیامت کے دن تمام لوگوں کے سامنے میری امت کے ایک شخص کو پکارا جائے گا اور اس کے ننانوے دفتر پھیلا دیئے جائیں گے، ہر دفتر حد نگاہ تک پھیلا ہوگا، پھر اللہ عزوجل فرمائے گا: کیا تم اس میں سے کسی چیز کا انکار کرتے ہو؟ وہ کہے گا: نہیں، اے رب! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا میرے محافظ کاتبوں نے تم پر ظلم کیا ہے؟ پھر فرمائے گا: کیا تمہارے پاس کوئی نیکی بھی ہے؟ وہ آدمی ڈر جائے گا، اور کہے گا: نہیں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہمارے پاس تیری کچھ نیکیاں ہیں اور آج کے دن تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا، پھر ایک پرچہ نکالا جائے گا جس پر أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ

[1] صحیح۔ سنن ابن ماجہ للالبانی، کتاب الزہد، باب ما یرجیٰ من رحمۃ اللہ یوم القیامۃ، رقم: ۴۳۰۰

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

إِلَّا اللّٰهُ ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ لکھا ہوگا، وہ کہے گا: اے میرے رب! ان دفتروں کے سامنے یہ پرچہ کیا حیثیت رکھتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: آج تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا، پھر وہ تمام دفتر ایک پلڑے میں رکھے جائیں گے اور وہ پرچہ دوسرے پلڑے میں، وہ سارے دفتر ہلکے پڑ جائیں گے اور پرچہ بھاری ہوگا۔"[1]

ننانوے رجسٹر جو حد نگاہ تک گناہوں اور پاپ سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں محض کاغذ کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا اتنا وزنی ہوگیا کہ سب رجسٹر ہلکے پڑ گئے یہ بھی معافی کی ایک صورت ہے کہ گناہ اپنی کثرت کے باوجود ہلکے ہوجائیں اور محض ایک نیکی ان سب پر غالب آجائے۔

(۴) گناہوں کا نیکیاں بن جانا:

گناہوں سے معافی کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اللہ اپنے بعض بندوں پر یوں مہربان ہوں گے کہ ان کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کردیں گے۔ کئے گناہ ہوں گے لیکن شمار نیکیاں ہوں گے۔ سیدنا ابوطویل شطب المدود رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آئے اور عرض کیا:

أَرَأَيْتَ رَجُلًا عَمِلَ الذُّنُوبَ كُلَّهَا، فَلَمْ يَتْرُكْ مِنْهَا شَيْئًا، وَهُوَ فِي ذٰلِكَ لَمْ يَتْرُكْ حَاجَةً وَلَا دَاجَةً إِلَّا أَتَاهَا، فَهَلْ لَهُ مِنْ تَوْبَةٍ؟ قَالَ: فَهَلْ أَسْلَمْتَ؟ قَالَ: أَمَّا أَنَا فَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ، قَالَ: نَعَمْ، تَفْعَلُ الْخَيْرَاتِ، وَتَتْرُكُ السَّيِّئَاتِ، فَيَجْعَلُهُنَّ اللّٰهُ لَكَ خَيْرَاتٍ كُلَّهُنَّ، قَالَ: وَغَدَرَاتِي وَفَجَرَاتِي؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: اللّٰهُ أَكْبَرُ، فَمَا زَالَ يُكَبِّرُ حَتّٰى تَوَارٰى۔

[1] صحیح۔ سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ، ۷/ ۱۱۶۲، رقم: ۳۳۹۱

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"آپ کا کیا خیال ہے اگر ایک آدمی نے تمام گناہ کئے ہوں اور کوئی گناہ نہ چھوڑا ہو وہ اس حالت میں ہو کہ تمام گناہوں کا ارتکاب کر چکا ہو، کیا اس کے لئے توبہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تم مسلمان ہو گئے ہو؟ اس نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نیک کام کرو اور برے کام چھوڑ دو اللہ تعالیٰ تمہارے تمام گناہوں کو تمہارے لئے نیکیاں بنا دے گا۔ اس نے کہا: میرے دھوکے اور میری سرکشیاں بھی......؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں اس نے بے ساختہ اللہ اکبر کہا اور اللہ اکبر کہتا ہوا نظروں سے اوجھل ہو گیا۔"

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"يُؤْتَى بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُقَالُ: اعْرِضُوا عَلَيْهِ صِغَارَ ذُنُوبِهِ. قَالَ: فَتُعْرَضُ عَلَيْهِ وَيُخَبَّأُ عَنْهُ كِبَارُهَا، فَيُقَالُ: عَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا، وَهُوَ مُقِرٌّ لَا يُنْكِرُ، وَهُوَ مُشْفِقٌ مِنَ الْكِبَارِ. فَيُقَالُ: أَعْطُوهُ مَكَانَ كُلِّ سَيِّئَةٍ عَمِلَهَا حَسَنَةً" قَالَ: "فَيَقُولُ: إِنَّ لِي ذُنُوبًا مَا أَرَاهَا". قَالَ: قَالَ أَبُو ذَرٍّ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ[1]

"قیامت کے دن ایک آدمی کو لایا جائے گا اور کہا جائے گا اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ اس کے سامنے کرو چنانچہ وہ گناہ اس کے سامنے لائے جائیں گے جبکہ بڑے بڑے گناہ اس سے چھپا لئے جائیں گے۔ کہا جائے گا: تو نے فلاں دن یہ کام کیا تھا؟ وہ اقرار کرے گا انکار

---

[1] صحیح۔ مسند احمد تعلیق شعیب الارنؤوط وقال اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین، ۳۵۰/۱۳، ۳۱۳، رقم: ۲۱۳۹۳

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نہیں کرے گا اور بڑے گناہوں سے ڈر رہا ہوگا۔ کہا جائے گا۔ اسے ہر برائی کے بدلے ایک نیکی دے دو، وہ کہے گا: میرے ایسے بھی گناہ ہیں جنہیں میں یہاں نہیں دیکھ رہا۔ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا مسکرائے کہ آپ کی داڑھیں نظر آنے لگیں۔''

گناہوں کی معافی کے یہ چار الہامی اصول ہیں ان میں سے کسی ایک طریقہ پر بھی اگر گناہوں سے معافی مل گئی تو سمجھ لو کامیابی مل گئی۔ اللہ اپنے عاجز بندوں سے محبت کرتا ہے۔ بندے کو یہی چاہیے کہ وہ اپنے گناہوں کی معافی مانگتا رہے۔ سیدنا عطا بن یسار رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف گورنر بنا کر روانہ کیا تو انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللهِ مَا اسْتَطَعْتَ، وَاذْكُرِ اللهَ عِنْدَ كُلِّ حَجَرٍ وشَجَرٍ، وَمَا عَمِلْتَ مِنْ سُوءٍ فَأَحْدِثْ لِلّٰهِ فِيهِ تَوْبَةً: السِّرُّ بِالسِّرِّ، وَالْعَلَانِيَةُ بِالْعَلَانِيَةِ۔[1]

''جتنی تم میں استطاعت ہے تقویٰ کو لازم پکڑ لو، ہر درخت اور پتھر کے پاس اللہ کو یاد کرو اور جب کوئی برا عمل کر لو تو اس کی جگہ توبہ کرو، پوشیدہ گناہ کی پوشیدہ توبہ اور اعلانیہ کی اعلانیہ توبہ۔''

پوشیدہ گناہ ہو جائے تو تنہائی میں اللہ کے سامنے جھک جائے معافی کے لئے دامن پھیلا دے اور اگر اعلانیہ گناہ ہو جائے تو اعلانیہ اس کے حضور معافی کی درخواست پیش کر دے۔ مت ہچکچائے کیا کوئی مانگت یا بھکاری گلی سے گزرتے وقت صدا لگاتے ہوئے شرماتا ہے؟ اور اللہ تو حقیقی مالک ہے۔ ساری دنیا کے لوگ اس کے محتاج ہیں۔

[1] حسن۔ سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ، ۷/ ۹۴۶، رقم: ۳۳۲۰

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مانگنے میں اس کے حضور شرم کیسی......؟ ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم دل سے توبہ نہیں کرتے ہماری توبہ بےلذت ہے۔ ہماری ندامت کھوکھلی ہے۔ گناہ سے روکنا اور نیکی کا حکم دینا صرف جمعہ کے خطبات اور دروس میں رہ گیا ہے۔ ہماری عملی زندگی اس سے خالی ہے۔ اگر گناہ سے روکنے والے کمزور اور گناہ کرنے والے قوی ہوں تو کمزوروں کے لئے کوتاہی پر معافی ہوسکتی ہے لیکن اگر گناہ سے روکنے والے قوی اور گناہ کرنے والے کمزور ہوں اور تب بھی گناہ سے نہ روکا جائے تب اللہ کا عذاب نازل ہوتا ہے۔ سیدنا جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

مَا مِنْ رَجُلٍ يَكُونُ فِي قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيهِمْ بِالْمَعَاصِي يَقْدِرُونَ عَلَى أَنْ يُغَيِّرُوا عَلَيْهِ فَلَا يُغَيِّرُوا إِلَّا أَصَابَهُمُ اللهُ بِعَذَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَمُوتُوا[1]

”جو آدمی کسی ایسی قوم میں ہو جس میں گناہ کے کام کئے جاتے ہوں اور وہ اسے روکنے پر قدرت رکھتا ہو اور نہ روکے تو اللہ اسے مرنے سے پہلے ضرور کسی نہ کسی عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔“

لیکن ٹھہریئے! مایوس نہ ہوں اگر گناہ ہو جائیں تو اس کا ایک ہی حل ہے اور وہ ہے ندامت اور توبہ...... مایوسی کا ہے کی......؟ بس پلٹ آیئے اللہ کی طرف...... دن ہو یا رات اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنے والا اس کریم ذات کو اپنا منتظر پائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ النَّهَارِ، وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ اللَّيْلِ، حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا[2]

---

[1] حسن۔ سنن ابی داود للالبانی، کتاب الملاحم، باب الامر والنہی، رقم: ۴۳۳۹

[2] صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب قبول التوبۃ من الذنوب وان تکررت الذنوب والتوبۃ، رقم: ۷۹۸۹

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

''بیشک اللہ عزت اور بزرگی والا اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے رات کو تا کہ دن کا گنہگار توبہ کرے اور ہاتھ پھیلاتا ہے دن کو تا کہ رات کا گنہگار توبہ کرے یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعُقُوبَةِ مَا طَمِعَ بِجَنَّتِهِ أَحَدٌ وَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ مَا قَنَطَ مِنْ جَنَّتِهِ أَحَدٌ[1]

''اگر مومن کو معلوم ہو جو اللہ کے پاس عذاب ہے تو جنت کی کوئی طمع نہ کرے اور کافر کو اگر معلوم ہو جو اللہ کے پاس رحمت ہے تو اس کی جنت سے کوئی ناامید نہ ہو۔''

بعض لوگ کہتے ہیں کہ مرتد کی توبہ نہیں ہے کہ اس نے اسلام قبول کرنے کے بعد کفر کا ارتکاب کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس قدر رحیم و کریم اور ظرف والے ہیں کہ مرتد بھی اگر سچی توبہ کر لے تو اسے بھی معاف فرما دیتے ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے:

كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ أَسْلَمَ, ثُمَّ ارْتَدَّ وَلَحِقَ بِالشِّرْكِ, ثُمَّ تَنَدَّمَ, فَأَرْسَلَ إِلَى قَوْمِهِ سَلُوا لِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ لِي مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَجَاءَ قَوْمُهُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ, فَقَالُوا: إِنَّ فُلَانًا قَدْ نَدِمَ, وَإِنَّهُ أَمَرَنَا أَنْ نَسْأَلَكَ هَلْ لَهُ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَنَزَلَتْ: كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَهِدُوا أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ وَجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللّٰهُ لَا

[1] صحیح مسلم۔ کتاب التوبۃ، باب فی سعۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ وانها سبقت غضبہ، رقم: ۶۹۷۹

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ. أُولَئِكَ جَزَاؤُهُمْ أَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ. خَالِدِينَ فِيهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ. إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ. فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَأَسْلَمَ [1]

''انصار کے ایک شخص نے اسلام قبول کیا پھر وہ مرتد ہو گیا اور مشرکین سے جا ملا۔ اس کے بعد شرمندہ ہوا تو اپنے قبیلہ کو کہلا بھیجا کہ میرے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھو: کیا میرے لیے توبہ ہے؟ اس کے قبیلہ کے لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور بولے: فلاں شخص (اپنے کیے پر) شرمندہ ہے اور اس نے ہم سے کہا ہے کہ ہم آپ سے پوچھیں: کیا اس کی توبہ ہو سکتی ہے؟ اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں: كَيْفَ يَهْدِي اللهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَهِدُوا أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ وَجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ. أُولَئِكَ جَزَاؤُهُمْ أَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ. خَالِدِينَ فِيهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ. إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ''اللہ اس قوم کو کیوں کر ہدایت دے گا جو ایمان لانے اور نبی اکرم ﷺ کی حقانیت کی گواہی دینے اور اپنے پاس روشن دلیلیں آ جانے کے بعد کافر ہوئی، اللہ تعالیٰ ایسے بے انصاف لوگوں کو راہ راست پر نہیں لاتا، ان کی تو یہی سزا ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کے تمام فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو، جس میں یہ ہمیشہ پڑے رہیں گے، نہ تو ان سے عذاب ہلکا

[1] صحیح سنن نسائی، للالبانی، کتاب تحریم الدم، باب توبة المرتد، رقم: ۴۰۶۹

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کیا جائے گا اور نہ ہی انہیں مہلت دی جائے گی، مگر وہ لوگ جنہوں نے اس سے توبہ کر لی اور نیک ہو گئے، پس بیشک اللہ غفور رحیم ہے۔'' (آل عمران: ۸٦-۸۹) تو آپ نے اسے بلا بھیجا اور اس نے اسلام قبول کرلیا۔

مرتد آدمی بھی اگر اپنے عمل سے توبہ کر کے اللہ کی طرف جھک جائے اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیتے ہیں۔ کفر وارتداد اعلانیہ گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ معافی کے وقت یہ نہیں دیکھتے کہ یہ اعلانیہ گناہ ہے یا پوشیدہ، گناہ چھوٹا ہے یا بڑا، اس کی بخشش وعنایات کا سمندر سب گناہوں کو بہالے جاتا ہے۔

پوشیدہ گناہ کرنے والے لوگ:

پوشیدہ گناہ کرنے والے بندے دو طرح کے ہوتے ہیں:

(۱) وہ لوگ جو نفس کے ہاتھوں مغلوب ہو کے گناہ کر بیٹھتے ہیں پھر انہیں ندامت گھیر لیتی ہے۔ ضمیر ملامت کرتا ہے وہ فوری اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کے بار بار گناہ معاف کرتے چلے جاتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

أَذْنَبَ عَبْدٌ ذَنْبًا، فَقَالَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي، فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: أَذْنَبَ عَبْدِي ذَنْبًا، فَعَلِمَ أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ، وَيَأْخُذُ بِالذَّنْبِ ثُمَّ عَادَ فَأَذْنَبَ، فَقَالَ: أَيْ رَبِّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي، فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: عَبْدِي أَذْنَبَ ذَنْبًا، فَعَلِمَ أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِالذَّنْبِ، ثُمَّ عَادَ فَأَذْنَبَ، فَقَالَ: أَيْ رَبِّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي، فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: أَذْنَبَ عَبْدِي ذَنْبًا، فَعَلِمَ أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ، وَيَأْخُذُ بِالذَّنْبِ اعْمَلْ مَا شِئْتَ، فَقَدْ غَفَرْتُ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لَكَ[1]

''ایک بندے نے گناہ کیا اور کہا: اے اللہ! میرا گناہ بخش دے۔ پروردگار نے فرمایا: میرے بندے نے گناہ کیا وہ جانتا ہے کہ اس کا ایک مالک ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر مواخذہ کرتا ہے، پھر اس نے گناہ کیا اور کہا: اے مالک میرے! میرا گناہ بخش دے۔ پروردگار نے فرمایا: میرے بندے نے ایک گناہ کیا اور وہ جانتا ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر مواخذہ کرتا ہے، پھر اس نے گناہ کیا: اور کہا: اے میرے پالنے والے! میرا گناہ بخش دے۔ پرورد گا نے فرمایا: میرے بندے نے گناہ کیا اور وہ یہ جانتا ہے کہ اس کا ایک پروردگار جو گناہ بخشتا اور گناہ پر پکڑتا ہے۔ اے بندے! اب تو جو چاہے عمل کر میں نے تجھے بخش دیا۔''

(۲) دوسرے وہ لوگ ہیں جن کا پوشیدہ گناہ کرنا معمول بن گیا ہے۔ وہ لوگوں کے سامنے نیک اور پارسا بنے رہتے ہیں لیکن تنہائی میں اکثر گناہوں میں ملوث رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی نیکیاں بھی ضائع ہو جاتی ہیں۔ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَأَعْلَمَنَّ أَقْوَامًا مِنْ أُمَّتِي يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحَسَنَاتٍ أَمْثَالِ جِبَالِ تِهَامَةَ, بِيضًا, فَيَجْعَلُهَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ هَبَاءً مَنْثُورًا ", قَالَ ثَوْبَانُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، صِفْهُمْ لَنَا, جَلِّهِمْ لَنَا أَنْ لَا نَكُونَ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَا نَعْلَمُ , قَالَ: " أَمَا إِنَّهُمْ إِخْوَانُكُمْ وَمِنْ جِلْدَتِكُمْ, وَيَأْخُذُونَ مِنَ اللَّيْلِ كَمَا تَأْخُذُونَ, وَلَكِنَّهُمْ أَقْوَامٌ إِذَا خَلَوْا بِمَحَارِمِ اللَّهِ انْتَهَكُوهَا "[2]

---

[1] صحیح مسلم۔ کتاب التوبۃ، باب قبول التوبۃ، من الذنوب وان تکررت الذنوب والتوبۃ، رقم: ۶۹۸۶

[2] صحیح۔ سنن ابن ماجہ للالبانی، کتاب الزہد، باب ذکر الذنوب، رقم: ۴۲۴۵

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

''میں اپنی امت میں سے ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جو قیامت کے دن تہامہ پہاڑوں کے برابر نیکیاں لے کر آئیں گے، اللہ تعالیٰ ان کو فضا میں اڑتے ہوئے ذروں کی طرح بنا دے گا''، سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ان لوگوں کا حال ہم سے بیان فرمایئے تاکہ لاعلمی اور جہالت کی وجہ سے ہم ان میں سے نہ ہو جائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جان لو کہ وہ تمہارے بھائیوں میں سے ہی ہیں، اور تمہاری قوم میں سے ہیں، وہ بھی راتوں کو اسی طرح عبادت کریں گے، جیسے تم عبادت کرتے ہو، لیکن وہ ایسے لوگ ہیں کہ جب تنہائی میں ہوں گے تو حرام کاموں کا ارتکاب کریں گے۔''

تنہائیوں اور خلوتوں کو پاک کرنے کے لئے دل میں اللہ تعالیٰ کا حقیقی ڈر پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر دل میں اللہ کا ڈر ہو تو بندہ خلوت میں بھی گناہوں سے بچتا ہے اور جلوت میں بھی۔ نیکی اور حکمت ودانائی کی بنیاد اللہ کا ڈر ہے۔

گناہ ظاہر کرنے والے لوگ:

جس طرح پوشیدہ گناہ کرنے والے دو طرح کے لوگ ہیں اسی طرح گناہ ظاہر کرنے والے لوگ بھی دو قسم کے ہیں:

(۱) وہ لوگ جو شیطانی ورغلاوے میں آ کے گناہ کر لیتے ہیں پھر ندامت و پشیمانی سے اللہ کے سامنے اس کا اظہار کرتے ہیں اور اس سے معافی کے لئے التجاء و درخواست کرتے ہیں یہ اللہ کے پسندیدہ لوگ ہیں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ عَبْدٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا فَيُحْسِنُ الطُّهُورَ، ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ إِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ، ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ: وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ إِلَى

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

آخِرِ الْآيَةِ"۔

''جو شخص کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے، پھر اچھی طرح وضو کرتا ہے، اور دو رکعت نماز پڑھتا ہے، اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہے تو اللہ اس کے گناہ بخش دیتا ہے"۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللهَ جو لوگ برائی کا ارتکاب کر لیتے ہیں یا اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں پھر اللہ کو یاد کرتے ہیں ......آیت کے اخیر تک۔''[1]

جب بھی گناہ ہو جائے دو رکعت پڑھ کے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو۔ اللہ کے حضور اپنی ندامت اور کوتاہی کا اظہار کرنے والا اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو پالیتا ہے۔

(۲) دوسرے وہ لوگ ہیں جو گناہ کرنے کے بعد لوگوں کے سامنے اس کا اظہار کرتے ہیں۔ گناہ اور برائی کو فخر کے طور پر ذکر کرتے ہیں یہ اللہ کے غضب کو دعوت دیتے ہیں۔ ان کے لئے معافی نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كُلُّ أُمَّتِي مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرِينَ، وَإِنَّ مِنَ الْمُجَاهَرَةِ أَنْ يَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا ثُمَّ يُصْبِحَ وَقَدْ سَتَرَهُ اللهُ عَلَيْهِ، فَيَقُولَ: يَا فُلَانُ عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَ كَذَا، وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللهِ عَنْهُ۔[2]

''میری تمام امت کو معاف کیا جائے گا سوائے گناہ کو ظاہر کرنے والوں کے اور گناہوں کو ظاہر کرنے میں یہ بھی شامل ہے کہ ایک شخص رات کو کوئی (گناہ کا) کام کرے اور اس کے باوجود کہ اللہ نے اس

---

[1] صحیح۔ سنن ابی داود للالبانی، کتاب تفریع ابواب الوتر، باب فی الاستغفار، رقم:۱۵۲۱

[2] صحیح بخاری کتاب الادب، باب ستر المومن علی نفسہ، رقم:۶۰۶۹

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کے گناہ کو چھپا دیا ہے مگر صبح ہونے پر وہ کہنے لگے کہ اے فلاں! میں نے کل رات فلاں فلاں برا کام کیا تھا۔ رات گزر گئی تھی اور اس کے رب نے اس کا گناہ چھپائے رکھا، لیکن جب صبح ہوئی تو وہ خود اللہ کے پردے کو کھولنے لگا۔''

گناہ تو شرمندگی اور ندامت کا باعث ہوتے ہیں ہر آدمی کی خواہش ہوتی ہے ان پر پردہ پڑا رہے یہ کوئی بہادری والا کام نہیں ہے کہ ان پر فخر کیا جائے لوگوں کے سامنے گناہوں کا فخر یہ اظہار کرنے والا آدمی حیوانیت کے اس مقام پر جا پہنچتا ہے کہ جہاں اسے شیطانی کام خوبصورت دکھائی دینے لگتے ہیں۔

یہ بہت مشکل ہے کہ بندے سے گناہ نہ ہو جب اس کے خمیر میں نیکی اور بدی کا مادہ رکھ دیا گیا ہے تو گناہ لاکھ احتیاط کے باوجود اس سے سرزد ہوتا رہے گا۔ اس کا کام یہ ہے کہ وہ اللہ کی رحمت و مغفرت سے کبھی ناامید نہ ہو گناہ ہو جائے تو فوری توبہ کے دروازے پر ندامت و پشیمانی کے ساتھ دستک دے دے۔

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ[1]

''کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ، بالیقین اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش بڑی رحمت والا ہے۔''

يَا رَبِّ إِنْ عَظُمَتْ ذُنُوبِي كَثْرَةً ... فَلَقَدْ عَلِمْتُ بِأَنَّ عَفْوَكَ أَعْظَمُ
إِنْ كَانَ لَا يَرْجُوكَ إِلَّا مُحْسِنٌ ... فَبِمَنْ يَلُوذُ وَيَسْتَجِيرُ الْمُجْرِمُ
أَدْعُوكَ رَبِّ كَمَا أَمَرْتَ تَضَرُّعاً ... فَإِذَا رَدَدْتَ يَدِي فَمَنْ ذَا يَرْحَمُ

''اے میرے رب! اگرچہ میرے گناہ بہت زیادہ ہو گئے ہیں لیکن

---

[1] الزمر: ۵۳

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

میں جانتا ہوں آپ کا عفو سب سے بڑا ہے۔ اگر نیکی کرنے والا ہی تجھ سے امید کر سکتا ہے تو سرکش و مجرم کس سے پناہ طلب کرے گا اے میرے رب! میں گریہ زاری سے تجھے پکارا جیسا کہ تو نے حکم دیا ہے اگر تو نے میرے ہاتھوں کو خالی لوٹا دیا تو پھر کون رحم کرنے والا ہے......؟

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الصوم لی کے معانی ومعارف

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واجب الاحترام سامعین حضرات!

اپنی گفتگو کا آغاز صحیح بخاری کی ایک روایت سے کرنا چاہتا ہوں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَأَكْلَهُ وَشُرْبَهُ مِنْ أَجْلِي، وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ حِينَ يُفْطِرُ، وَفَرْحَةٌ حِينَ يَلْقَى رَبَّهُ، وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ"[1]

"اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ روزہ خالص میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ بندہ اپنی شہوت، کھانا پینا میری رضا کے لیے چھوڑتا ہے اور روزہ گناہوں سے بچنے کے لئے ڈھال ہے اور روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی اس وقت جب وہ افطار کرتا ہے اور ایک خوشی اس وقت جب وہ اپنے رب سے ملتا ہے اور روزہ دار کے منہ کی بو، اللہ کے نزدیک مشک وعنبر کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔"

الصوم لی میں اخلاص نیت کا درس چھپا ہوا ہے۔ روزہ میرے لئے ہے پس تمہیں اس عزم وارادہ کے ساتھ روزہ رکھنا چاہئے کہ اس روزے کا مقصد صرف اللہ کی رضا ہو اور سحری سے افطاری تک یہ نیت برقرار رہے اسلام نے نیت کے اخلاص پر بہت زور دیا ہے، نیت کو اعمال میں وہ حیثیت حاصل ہے جو جسم میں روح کو ہے جسم سے روح نکل جائے تو جسم مردہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اعمال سے اگر اخلاص نیت ختم ہو جائے تو بڑے بڑے اعمال صفر ہو جاتے ہیں۔ تمام محدثین اور علماء کا متفقہ فیصلہ

---

[1] صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ، یریدون ان یبدلوا کلام اللہ، رقم: ۷۴۹۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ کتاب اللہ کے بعد اگر کوئی صحیح ترین کتاب ہے تو وہ صحیح بخاری ہے اور امام المحدثین امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب کا آغاز جس حدیث سے کیا ہے وہ یہ ہے:

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِءٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ إِلَى امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ[1]

"تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر عمل کا نتیجہ انسان کو اس کی نیت کے مطابق ہی ملے گا۔ پس جس کی ہجرت دولتِ دنیا حاصل کرنے کے لیے ہو یا کسی عورت سے شادی کی غرض ہو۔ تو اس کی ہجرت ان ہی چیزوں کے لیے (شمار) ہوگی جن کے حصول کی نیت سے اس نے ہجرت کی ہے۔"

اور اپنی کتاب کا اختتام جس حدیث سے کیا ہے وہ یہ ہے:

كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ۔

"دو کلمے ایسے ہیں جو رحمٰن کو بہت پسند ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں اور قیامت کے دن اعمال کے ترازو میں بوجھل اور باوزن ہوں گے، وہ کلمات مبارکہ یہ ہیں "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ۔"[2]"

اور اس حدیث پر باب قائم کیا ہے:

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى: {وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ} وَأَنَّ أَعْمَالَ بَنِي آدَمَ وَقَوْلَهُمْ يُوزَنُ۔

"باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان "اور قیامت کے دن ہم ٹھیک ترازو رکھیں

[1] صحیح بخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ، رقم: ۱

[2] صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ، ونضع الموازین القسط لیوم القیامۃ، رقم: ۷۵۶۳

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گے۔"اور اولاد آدم کے اعمال اور اقوال تو لے جائیں گے۔"

کتاب کا آغاز ہے"اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور اختتام ہے انسانوں کے اعمال اور گفتگو کا وزن کیا جائے گا۔"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آغاز و اختتام میں بڑی خوبصورت مطابقت رکھی ہے آغاز میں بتادیا کہ صحیح بخاری پڑھنے والے اور پڑھانے والے اخلاص نیت کے ساتھ چلیں گے تو اس عمل کا وزن ہوگا اگر نیت خالص نہ ہوئی تو سال بھر پڑھنے اور پڑھانے کا عمل اکارت ہوگا صرف یہی نہیں پہلی حدیث سے لے کر آخری حدیث تک ۷۵۶۳ روایات ہیں اور ان احادیث میں بے شمار مسائل ہیں، نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور دیگر سب عبادات سے متعلق احادیث صحیح بخاری میں موجود ہیں۔ اگر نیت خالص نہ ہوئی تو بروز محشر جب بنی آدم کے اعمال تولے جائیں گے ان عبادات کا وزن نہیں ہوگا، اعمال میں نیت کی اہمیت کے پیش نظر کئی محدثین نے اپنی کتاب کے آغاز میں یہ روایت نقل کی ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ" جیسے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع الصغیر کے آغاز میں امام تقی الدین عبدالغنی المقدسی نے عمدۃ الاحکام کے آغاز میں اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب المجموع اور الاربعین کا آغاز اس حدیث سے کیا ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث علم کا ثلث یعنی تیسرا حصہ ہے۔

عبدالرحمٰن، بن مہدی کہتے ہیں اگر میں نے کوئی کتاب تصنیف کی ہوتی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث (انما الاعمال بالنیات) ہر باب میں ذکر کرتا۔[1]

امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب سنن ابی داود میں بڑی محنت اور عرق ریزی سے ۴۸۰۰ ۵۲۷۴ روایت جمع کی ہیں اور اتنی زیادہ احادیث کا مطالعہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں میرے علم کے مطابق چار احادیث ایسی ہے جن کو دین کی اصل کہا

[1] المجموع علی شرح مہذب: ۱/۴۷

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جا سکتا ہے جن پر عمل کر لینے سے بندے کیلئے نجات اور کامیابی ہے۔ ان چار احادیث میں پہلی حدیث وہی ہے جس پر ہم گفتگو کر رہے ہیں یعنی ''اِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ'' افادہ کی غرض سے باقی تین احادیث بھی ملاحظہ فرمالیں:

دوسری حدیث:

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

إِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ، وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ، وَعِرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ، كَالرَّاعِي يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى، يُوشِكُ أَنْ يَرْتَعَ فِيهِ، أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، أَلَا وَإِنَّ حِمَى اللهِ مَحَارِمُهُ، أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً، إِذَا صَلَحَتْ، صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ، فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ[1]

''بلاشبہ حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے مابین کچھ شبہ والی چیزیں ہیں جنہیں بہت سارے لوگ نہیں جانتے پس جس نے خود کو شبہ والی چیزوں سے بچالیا اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو محفوظ کر لیا اور جو شبہ والی چیزوں میں داخل ہو گیا وہ حرام میں داخل ہو گیا۔ اس چرواہے کی مانند جو چراگاہ کے اردگرد چراتا ہے کوئی بعید نہیں ہے کہ وہ اس (چراگاہ) میں داخل ہو جائے۔ خبردار ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ کی چراگاہ اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں، خبردار بلاشبہ جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو گیا تو سارا جسم درست ہو گیا اور جب وہ

[1] صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، باب اخذ الحلال وترک الشبہات، رقم:۱۵۹۹

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بگڑ گیا تو سارا جسم بگڑ گیا، آگاہ رہو، وہ دل ہے۔"

تیسری حدیث:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ[1]

"کسی شخص کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ جس بات کا تعلق اس سے نہ ہو اسے وہ چھوڑ دے۔"

چوتھی حدیث:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ.

"تم میں سے کوئی شخص ایماندار نہ ہوگا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہ نہ چاہے جو اپنے نفس کے لیے چاہتا ہے۔"[2]

بعض نے ایک اور حدیث بھی ان میں شامل کی ہے اور وہ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث ہے:

أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ, فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ, دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ إِذَا أَنَا عَمِلْتُهُ أَحَبَّنِي اللّٰهُ, وَأَحَبَّنِي النَّاسُ, فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ازْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللّٰهُ, وَازْهَدْ فِيمَا فِي أَيْدِي النَّاسِ يُحِبُّوكَ"[3]

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص نے آ کر عرض کیا: اے اللہ کے

---

[1] صحیح۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب کف اللسان فی الفتنۃ، رقم: ۳۹۷۶

[2] صحیح بخاری۔ کتاب الایمان، باب من الایمان ان یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ، رقم: ۱۳

[3] صحیح۔ سنن ابن ماجہ للالبانی، کتاب الزہد، باب الزہد فی الدنیا، رقم: ۴۱۰۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رسول! مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جسے میں کروں تو اللہ تعالیٰ بھی مجھ سے محبت کرے، اور لوگ بھی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا سے بے رغبتی رکھو، اللہ تم کو محبوب رکھے گا، اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے بے نیاز ہو جاؤ، تو لوگ تم سے محبت کریں گے۔''

یہ کل پانچ احادیث محدثین کے ہاں ہزاروں حدیثوں کا نچوڑ ہیں اور ان میں سرفہرست وہ حدیث ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ ''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔'' اور اس عظیم المرتبہ روایت کو سامنے رکھتے ہوئے آیئے اس حدیث کی طرف کہ روزہ میرے لئے ہے اور روزے کا بدلہ بھی میں ہی دوں گا، نماز، روزہ اور حج و زکوٰۃ تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ اعمال میں اخلاص نیت کی اس قدر اہمیت ہے کہ بعض احادیث میں تو اعمال کے بغیر محض نیت پر ہی اجر و ثواب کا وعدہ دیا گیا ہے چند احادیث ملاحظہ فرمائیں:

إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ، ثُمَّ بَيَّنَ ذٰلِكَ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا، كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهُ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ، وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا، كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً[1]

''اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں مقدر کر دی ہیں اور پھر انہیں صاف صاف بیان کر دیا ہے۔ پس جس نے کسی نیکی کا ارادہ کیا لیکن وہ نیکی نہ کر سکا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے ایک مکمل نیکی کا بدلہ لکھا ہے اور اگر اس نے ارادہ کے بعد اس پر عمل بھی کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے اپنے

[1] صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب من ہم بحسنۃ أو بسیئۃ، رقم: ۶۴۹۱

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہاں دس گنا سے سات سو گنا تک نیکیاں لکھی ہیں اور جس نے کسی برائی کا ارادہ کیا اور پھر اس پر عمل نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے اپنے یہاں نیکی لکھی ہے اور اگر اس نے ارادہ کے بعد اس پر عمل بھی کر لیا تو اپنے ہاں اس کے لیے ایک برائی لکھی ہے۔"

سنن ابن ماجہ کی حدیث میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا اس پوری امت میں چار قسم کے لوگ ہیں اور وہ ہیں:

رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا وَعِلْمًا , فَهُوَ يَعْمَلُ بِعِلْمِهِ فِي مَالِهِ يُنْفِقُهُ فِي حَقِّهِ , وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ عِلْمًا وَلَمْ يُؤْتِهِ مَالًا , فَهُوَ يَقُولُ: لَوْ كَانَ لِي مِثْلُ هَذَا عَمِلْتُ فِيهِ مِثْلَ الَّذِي يَعْمَلُ " , قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " فَهُمَا فِي الْأَجْرِ سَوَاءٌ , وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا وَلَمْ يُؤْتِهِ عِلْمًا , فَهُوَ يَخْبِطُ فِي مَالِهِ يُنْفِقُهُ فِي غَيْرِ حَقِّهِ , وَرَجُلٌ لَمْ يُؤْتِهِ اللّٰهُ عِلْمًا وَلَا مَالًا , فَهُوَ يَقُولُ: لَوْ كَانَ لِي مِثْلُ مَالِ هَذَا عَمِلْتُ فِيهِ مِثْلَ الَّذِي يَعْمَلُ " قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " فَهُمَا فِي الْوِزْرِ سَوَاءٌ "[1]

"ایک وہ شخص جس کو اللہ نے مال اور علم عطا کیا، پس وہ اپنے علم کے مطابق اپنے مال میں تصرف کرتا ہے، اور اس کو حق کے راستے میں خرچ کرتا ہے، ایک وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا اور مال نہیں دیا، تو وہ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس اس شخص کی طرح مال ہوتا تو میں بھی ایسے ہی خرچ کرتا جیسے یہ کرتا ہے"، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ دونوں اجر میں برابر ہیں، اور ایک شخص ایسا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا لیکن علم نہیں دیا وہ اپنے مال میں غلط روش اختیار کرتا ہے، ناحق خرچ کرتا ہے،

[1] صحیح۔ سنن ابن ماجۃ للالبانی، کتاب الزھد، باب النیۃ، رقم: ۴۲۲۸

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور ایک شخص ایسا ہے جس کو اللہ نے نہ علم دیا اور نہ مال، تو وہ کہتا ہے: کاش میرے پاس اس آدمی کے جیسا مال ہوتا تو میں اس (تیسرے) شخص کی طرح کرتا یعنی ناحق خرچ کرتا" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ دونوں گناہ میں برابر ہیں۔"

ایک اور حدیث میں ہے۔ اگر کوئی آدمی رات کو سوتے وقت یہ نیت کر کے سوتا ہے کہ اس نے تہجد پڑھنی ہے لیکن آخری پہر وہ نیند کے غلبہ کی وجہ سے اُٹھ نہ سکا نیت کے مطابق بغیر تہجد پڑھے اس کے نامۂ عمل میں تہجد کا ثواب لکھ دیا جائے گا سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ أَتَى فِرَاشَهُ وَهُوَ يَنْوِي أَنْ يَقُومَ فَيُصَلِّيَ مِنَ اللَّيْلِ فَغَلَبَتْهُ عَيْنُهُ حَتَّى يُصْبِحَ، كُتِبَ لَهُ مَا نَوَى وَكَانَ نَوْمُهُ صَدَقَةً عَلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ"[1]

"جو شخص اپنے بستر پہ آئے، اور ارادہ رکھتا ہو کہ رات کو اٹھ کر نماز پڑھے گا، پھر اسے ایسی نیند آئی کہ صبح ہوگئی، اس کا ثواب اس کی نیت کے مطابق لکھا جائے گا، اور اس کا سونا اس کے رب کی طرف سے اس پر صدقہ ہوگا۔"

سنن ابی داود کی حدیث میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ ثُمَّ رَاحَ فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا، أَعْطَاهُ اللَّهُ جَلَّ وَعَزَّ مِثْلَ أَجْرِ مَنْ صَلَّاهَا وَحَضَرَهَا لَا يَنْقُصُ ذَٰلِكَ مِنْ أَجْرِهِمْ شَيْئًا[2]

"جس نے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا، پھر مسجد کی طرف چل پڑا تو

---

[1] صحیح۔ سنن ابن ماجۃ للالبانی، کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ، باب ماجاء فیمن نام عن حزبہ، رقم: ۱۳۴۴

[2] صحیح۔ سنن ابی داود، للالبانی، کتاب الصلاۃ باب فیمن خرج یرید الصلاۃ فسبق بہا، رقم: ۵۶۴

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دیکھا کہ لوگ نماز پڑھ چکے ہیں تو اسے بھی اللہ تعالیٰ جماعت میں شریک ہونے والوں کی طرح ثواب دے گا اور جماعت سے نماز ادا کرنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔"

نیت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ قیامت والے دن لوگ اپنی نیتوں کے اعتبار سے ہی اٹھیں گے۔ سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَغْزُو جَيْشٌ الْكَعْبَةَ، فَإِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ۔

"قیامت کے قریب ایک لشکر کعبہ پر چڑھائی کرے گا۔ جب وہ مقام بیداء میں پہنچے گا تو اول سے آخر تک سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔"

میں نے عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللهِ، كَيْفَ يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ، وَفِيهِمْ أَسْوَاقُهُمْ وَمَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ؟۔

"یارسول اللہ! اسے شروع سے آخر تک کیوں کر دھنسایا جائے گا جب کہ وہیں ان کے بازار بھی ہوں گے اور وہ لوگ بھی ہوں گے جو ان لشکر والوں میں سے نہیں ہوں گے؟"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ، ثُمَّ يُبْعَثُونَ عَلَى نِيَّاتِهِمْ[1]

"شروع سے آخر تک ان سب کو دھنسا دیا جائے گا۔ پھر وہ اپنی نیتوں کے مطابق اٹھائے جائیں گے۔"

---

[1] صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب ما ذکر فی الاسواق، رقم: ۲۱۱۸

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نیت کو متاثر کرنے والی چیزیں:

نیت میں اخلاص نہ ہو تو بڑے بڑے عظیم اعمال بھی جنھیں مشقتیں اٹھا کے انجام دیا گیا ہو ضائع ہو جاتے ہیں۔ یاد رکھئے تین چیزیں نیت کو متاثر کرتی ہیں اور اعمال کو دیمک کی طرح چاٹ جاتی ہیں۔

(۱) دنیاوی مقاصد:

ان میں پہلی چیز ہے دینی اعمال کو دنیاوی مقاصد کیلئے انجام دینا سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

الرَّجُلُ: يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلذِّكْرِ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُرَى مَكَانُهُ فَمَنْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟ قَالَ: " مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ[۱]

”ایک شخص جنگ میں شرکت کرتا ہے غنیمت حاصل کرنے کے لیے ایک شخص جنگ میں شرکت کرتا ہے ناموری کے لیے، ایک شخص جنگ میں شرکت کرتا ہے تاکہ اس کی بہادری کی دھاک بیٹھ جائے تو ان میں سے اللہ کے راستے میں کون لڑتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس ارادہ سے جنگ میں شریک ہوتا ہے کہ اللہ ہی کا کلمہ بلند رہے، صرف وہی اللہ کے راستہ میں ہے۔“

جہاد جیسا عظیم عمل اگر دنیاوی مقاصد کو سامنے رکھ کے کیا جاتا ہے تو وہ جہاد ہی شمار نہیں ہوتا، جہاد ہوتا ہے صرف اللہ کا کلمہ بلند کرنے کیلئے مال غنیمت کیلئے لڑنا یا اپنی دھاک بٹھانے کیلئے لڑنا سب دنیاوی مقاصد ہیں، لہٰذا ہر وہ دینی عمل جس کے

[۱] صحیح بخاری۔ کتاب الجہاد والسیر، باب من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ہی العلیا، رقم: ۲۸۱۰

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

بارے میں حکم ہو کہ اِسے دینی مقاصد کیلئے انجام دینا ہے اگر اس میں دنیا کی نیت شامل ہو گئی تو عمل اپنا حقیقی ثواب کھو دے گا۔رسول اللہ ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

"مَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهُ, فَرَّقَ اللهُ عَلَيْهِ أَمْرَهُ, وَجَعَلَ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ, وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مَا كُتِبَ لَهُ, وَمَنْ كَانَتِ الْآخِرَةُ نِيَّتَهُ, جَمَعَ اللهُ لَهُ أَمْرَهُ, وَجَعَلَ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ, وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ "[1]

''جس کو دنیا کی فکر لگی ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر اس کے معاملات کو پراگندہ کر دے گا، اور محتاجگی کو اس کی نگاہوں کے سامنے کر دے گا اور اس کو دنیا سے صرف وہی ملے گا جو اس کے حصے میں لکھ دیا گیا ہے، اور جس کا مقصود آخرت ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے معاملات کو ٹھیک کر دے گا، اس کے دل کو بے نیازی عطا کرے گا، اور دنیا اس کے پاس ناک رگڑتی ہوئی آئے گی۔''

ریاکاری:

دوسری چیز ہے ریاکاری، نیت کا تعلق دل کے ساتھ ہے لہٰذا نیت ایک پوشیدہ عمل ہے اور ریاکاری بھی ایک پوشیدہ عمل ہے۔اس لئے کہ ریاکاری میں صرف نیت ہی تبدیل ہوتی ہے۔وہی نیت جس میں اللہ کی رضا شامل تھی ریاکاری میں بندوں کو راضی کرنے کی خواہش بھی شامل ہو جاتی ہے۔اسی لئے ریاکاری کو شرک اصغر سے تعبیر کیا گیا ہے۔سیدنا محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ " قَالُوا: وَمَا الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: " الرِّيَاءُ, يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: إِذَا جُزِيَ النَّاسُ بِأَعْمَالِهِمْ: اذْهَبُوا إِلَى الَّذِينَ كُنْتُمْ تُرَاءُونَ فِي الدُّنْيَا فَانْظُرُوا هَلْ تَجِدُونَ

[1] صحیح۔سنن ابن ماجۃ للالبانی، کتاب الزھد، باب الھم بالدنیا، رقم:۴۱۰۵

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عِنْدَهُمْ جَزَاءً"[1]

"بلاشبہ مجھے تم پر سب سے زیادہ جس چیز کا ڈر ہے وہ شرک اصغر ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! شرک اصغر کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ریاکاری، اللہ تعالیٰ قیامت والے دن فرمائیں گے جب لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا جاؤ ان لوگوں کے پاس جنہیں تم دنیا میں اپنے اعمال دکھاتے تھے۔ دیکھو! ان کے ہاں تمہیں کوئی بدلہ ملتا ہے۔"

اور سنن ابن ماجہ میں مذکور ہے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ, فَقَالَ: "أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا هُوَ أَخْوَفُ عَلَيْكُمْ عِنْدِي مِنَ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ" , قَالَ: قُلْنَا: بَلَى , فَقَالَ: "الشِّرْكُ الْخَفِيُّ, أَنْ يَقُومَ الرَّجُلُ يُصَلِّي فَيُزَيِّنُ صَلَاتَهُ لِمَا يَرَى مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ"[2]

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، ہم مسیح دجال کا تذکرہ کر رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا میں تمہیں ایسی چیز کے بارے میں نہ بتادوں جو میرے نزدیک مسیح دجال سے بھی زیادہ خطرناک ہے"؟ ہم نے عرض کیا: "کیوں نہیں"؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ پوشیدہ شرک ہے جو یہ ہے کہ آدمی نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے، تو اپنی نماز کو صرف اس وجہ سے خوبصورتی سے ادا کرتا ہے کہ کوئی آدمی اسے دیکھ رہا ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریاکاری کو دجال کے فتنہ سے بھی زیادہ خطرناک

[1] حسن، مسند احمد تعلیق شعیب الارنؤوط، حدیث محمود بن لبید، رقم: ۲۳۶۳۰

[2] حسن۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب الریاء والسمعۃ، رقم: ۴۲۰۴

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قرار دیا ہے حالانکہ دجال کا فتنہ اس قدر شدید ہے کہ انبیاء بھی اس سے پناہ مانگتے رہے۔ایک حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

إِنِّي أُنْذِرُكُمُوهُ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا قَدْ أَنْذَرَهُ قَوْمَهُ لَقَدْ أَنْذَرَهُ نُوحٌ قَوْمَهُ[1]

''میں تمہیں اس (دجال) سے ڈراتا ہوں، کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی قوم کو اس کے فتنہ سے نہ ڈرایا ہو''

اور ریاکاری کو دجال کے فتنہ سے بھی شدید قرار دیا اس لئے کہ ریاکاری میں بندے کی ساری عبادت مٹی میں مل جاتی ہے اور بندہ عبادت کی مشقت بھی اُٹھاتا ہے اور اللہ کا تقرب بھی نہیں پاتا بلکہ وہ عبادت جس نے اسے اللہ کے قریب کرنا تھا اسے اللہ سے دور لے جاتی ہے۔ریاکاری نیت کو کھوٹا کر دیتی ہے اور جب نیت کھوٹی ہو جائے سونے جیسی عبادت بھی مٹی بن جاتی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ریاکاری سے کس قدر ڈرا کرتے تھے جامع ترمذی کی ایک روایت سے اس کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔سیدنا شفیا اصبحی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

ایک مرتبہ وہ مدینہ میں داخل ہوئے، اچانک ایک آدمی کو دیکھا جس کے پاس کچھ لوگ جمع تھے، انہوں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ لوگوں نے جواباً عرض کیا: یہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، شفیا اصبحی کا بیان ہے کہ میں ان کے قریب ہوا یہاں تک کہ ان کے سامنے بیٹھ گیا اور وہ لوگوں سے حدیث بیان کر رہے تھے، جب وہ حدیث بیان کر چکے اور تنہا رہ گئے تو میں نے ان سے کہا: میں آپ سے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھ رہا ہوں کہ آپ مجھے ایسی حدیث بیان کیجئے جسے آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہو اور اسے اچھی طرح جانا اور سمجھا ہو۔سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ٹھیک ہے، میں تمہیں ایسی

[1] صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب کیف یعرض الاسلام علی الصبی، رقم:۳۰۵۷

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حدیث بیان کروں گا جو مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے بیان کی ہے اور میں نے اسے اچھی طرح جانا اور سمجھا ہے۔ پھر ابو ہریرہ نے زور کی چیخ ماری اور بیہوش ہو گئے، تھوڑی دیر بعد جب افاقہ ہوا تو فرمایا: یقیناً میں تم سے وہ حدیث بیان کروں گا جسے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے اس گھر میں بیان کیا تھا جہاں میرے سوا کوئی نہیں تھا، پھر دوبارہ ابو ہریرہ نے چیخ ماری اور بیہوش ہو گئے، پھر جب افاقہ ہوا تو اپنے چہرے کو صاف کیا اور فرمایا: ضرور میں تم سے وہ حدیث بیان کروں گا جسے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے بیان کیا ہے اور اس گھر میں میرے اور آپ کے سوا کوئی نہیں تھا، پھر ابو ہریرہ نے زور کی چیخ ماری اور بیہوش ہو گئے، اپنے چہرے کو پونچھا اور پھر جب افاقہ ہوا تو فرمایا: ضرور میں تم سے وہ حدیث بیان کروں گا جسے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے بیان کیا ہے اور اس گھر میں میرے اور آپ کے سوا کوئی نہیں تھا، پھر ابو ہریرہ نے زور کی چیخ ماری اور بیہوش ہو کر منہ کے بل زمین پر گر پڑے، میں نے بڑی دیر تک انہیں اپنا سہارا دیئے رکھا پھر جب افاقہ ہوا تو فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی ہے: "قیامت کے دن جب ہر امت گھٹنوں کے بل پڑی ہوگی تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلے کے لیے نزول فرمائے گا، پھر اس وقت فیصلہ کے لیے سب سے پہلے ایسے شخص کو بلایا جائے گا جو قرآن کا حافظ ہوگا، دوسرا شہید ہوگا اور تیسرا مالدار ہوگا، اللہ تعالیٰ حافظ قرآن سے کہے گا: کیا میں نے تجھے اپنے رسول پر نازل کردہ کتاب کی تعلیم نہیں دی تھی؟ وہ کہے گا: یقیناً اے میرے رب! اللہ تعالیٰ فرمائے گا جو علم تجھے سکھایا گیا اس کے مطابق تو نے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا: میں اس قرآن کے ذریعے رات دن تیری عبادت کرتا تھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے جھوٹ کہا اور فرشتے بھی اس سے کہیں گے کہ تو نے جھوٹ کہا، پھر اللہ تعالیٰ کہے گا: (قرآن سیکھنے سے) تیرا مقصد یہ تھا کہ لوگ تجھے قاری کہیں، سو تجھے کہہ دیا گیا، پھر صاحب مال کو پیش کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا: کیا میں نے تجھے ہر چیز کی وسعت نہ دے رکھی تھی، یہاں تک

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہ تجھے کسی کا محتاج نہیں رکھا؟ وہ عرض کرے گا: یقیناً میرے رب! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے تجھے جو چیزیں دی تھیں اس میں تو نے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا: صلہ رحمی کرتا تھا اور صدقہ و خیرات کرتا تھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے جھوٹ کہا اور فرشتے بھی اسے جھٹلائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم یہ چاہتے تھے کہ تمہیں سخی کہا جائے، سو تمہیں سخی کہا گیا، اس کے بعد شہید کو پیش کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا: تجھے کس لیے قتل کیا گیا؟ وہ عرض کرے گا: مجھے تیری راہ میں جہاد کا حکم دیا گیا چنانچہ میں نے جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہو گیا، اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا: تو نے جھوٹ کہا، فرشتے بھی اسے جھٹلائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تیرا مقصد یہ تھا کہ تجھے بہادر کہا جائے سو تجھے کہا گیا"، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے زانو پر اپنا ہاتھ مار کر فرمایا: ابو ہریرہ! یہی وہ پہلے تین شخص ہیں جن سے قیامت کے دن جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی۔"

حضرت شفیا اصحی نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر انہیں یہ حدیث بیان کی تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ان تینوں کے ساتھ ایسا معاملہ ہوا تو باقی لوگوں کے ساتھ کیا ہوگا، یہ کہہ کر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ زار و قطار رونے لگے یہاں تک کہ ہم نے سمجھا کہ وہ زندہ نہیں بچیں گے، اور ہم لوگوں نے یہاں تک کہہ ڈالا کہ یہ شخص شر لے کر آیا ہے، پھر جب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو افاقہ ہوا تو انہوں نے اپنے چہرے کو صاف کیا اور فرمایا: "یقیناً اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا ہے اور اس آیت کریمہ کی تلاوت کی:

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ۔ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ "جو شخص دنیاوی زندگی اور اس کی زیب و زینت کو چاہے گا تو ہم دنیا ہی میں اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے دیں گے اور کوئی کمی نہیں کریں گے، یہ وہی لوگ ہیں جن کا آخرت میں جہنم کے علاوہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور کوئی حصہ نہیں ہے اور دنیا کے اندر ہی ان کے سارے اعمال ضائع اور باطل ہو گئے۔"[1]

ہم دنیا کا کام کاج ترک کر کے مشقت اُٹھا کے مسجد میں آتے ہیں۔ اللہ کے حضور جھکنا چاہتے ہیں۔ عبادت کرنا چاہتے ہیں لیکن ریا کاری اس نیت کو بدل دیتی ہے اور جب نیت بدل جاتی ہے تب ہم عبادت تو کر رہے ہوتے ہیں لیکن حقیقی لذت سے محروم ہو چکے ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ اب ہمارے پیش نظر دنیا ہوتی ہے۔ اب ہم اپنے رکوع و سجود سے اللہ کے ساتھ ساتھ بندوں کو بھی خوش کرنا چاہتے ہیں ہم اپنی عبادت کا صلہ لوگوں سے بھی لینا چاہتے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ اللہ کے خوش ہونے کے ساتھ ساتھ لوگ بھی ہمیں داد دیں اسی وجہ سے اسے شرک کہا گیا ہے۔

جو میں سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

ثبوت کیلئے عبادت:

نیت کو متاثر کرنے والی تیسری چیز ہے ثبوت کیلئے عبادت کرنا یہ ثابت کرنے کیلئے کہ میں مسلمان ہوں کاروباری نمازیں اور کاروباری حج۔ تا کہ لوگ حاجی صاحب سمجھ کر اس پر اعتماد کریں اور اس کے ساتھ کاروبار کریں یاد رکھیئے! یہ منافقانہ سوچ اور منافقانہ طرز عمل ہے عہد رسالت میں منافق صرف اس لئے نماز پڑھا کرتے تھے تا کہ لوگ انہیں مسلمان سمجھیں جب یہ سوچ آ جائے عبادت کی لذت ختم ہو جاتی ہے جو نماز ہو ہی ثبوت کیلئے اس میں خشوع وخضوع کیسے آ سکتا ہے؟ تب بندہ بوجھل قدموں کے ساتھ صرف بوجھ اتارنے کیلئے مسجد میں آتا ہے، اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں منافقین کی نمازوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

[1] صحیح۔ سنن ترمذی للالبانی، کتاب الزہد، باب ماجاء فی الریاء والسمعۃ، رقم:۲۳۸۱

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَى يُرَاءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا ۔[1]

جب وہ نماز کیلئے کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی کاہلی سے کھڑے ہوتے ہیں صرف لوگوں کو دکھاتے ہیں اور بہت کم اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔"

تین باتیں اس آیت میں بیان ہوئی ہیں (۱) منافق لوگ نماز میں سستی سے کھڑے ہوتے ہیں (۲) ریاکاری کرتے ہیں (۳) نماز میں بہت کم اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔

منافق کی نماز میں یہ تین باتیں پائی جاتی ہیں۔ اس لئے کہ وہ عبادت تو کر رہے ہیں یہ ثبوت پیش کرنے کیلئے کہ وہ مسلمان ہیں اور ثبوت ظاہری ہوتا ہے۔ جبکہ نیت باطنی ہے اور باطن سے جب اللہ کی رضا کا شوق ختم ہو جائے تب عبادت میں نہ چستی ہوتی ہے اور نہ رغبت، خالی خولی اور مردہ عبادتوں میں اللہ کا ذکر بہت کم ہوتا ہے۔

ہر عمل اللہ کی خاطر:

"الصوم لی" میں دوسرا یہ سبق ہے کہ ہر نیکی اللہ کی خاطر کرنے کی عادت بنالیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں روزہ میرے لئے ہے اور روزہ ایک عمل ہے جب تم روزے جیسا عظیم عمل اللہ کیلئے کرتے ہو تو اس کا بدلہ بطور خاص اللہ ہی دے گا اس میں یہ نکتہ ہے کہ اللہ کی خاطر جو عمل بھی کیا جائے اللہ اسے ضائع نہیں ہونے دیتا دنیا والے اس عمل کو جانیں نہ جانیں جس عظیم بادشاہ کیلئے عمل کیا ہے وہ اسے جانتا ہے اور وہ اس کا بدلہ ضرور دے گا سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بَيْنَا رَجُلٌ بِطَرِيقٍ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيهَا فَشَرِبَ، ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ،

[1] النساء: ۱۴۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فَقَالَ الرَّجُلُ: لَقَدْ بَلَغَ هَذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِي كَانَ بَلَغَ مِنِّي، فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهُ مَاءً فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ لَأَجْرًا، فَقَالَ: فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ"[1]

''ایک شخص راستے میں سفر کر رہا تھا کہ اسے پیاس لگی۔ پھر اسے راستے میں ایک کنواں ملا اور وہ اس کے اندر اتر گیا اور پانی پیا۔ جب باہر آیا تو اس کی نظر ایک کتے پر پڑی جو ہانپ رہا تھا اور پیاس کی سختی سے کیچڑ چاٹ رہا تھا۔ اس شخص نے سوچا کہ اس وقت یہ کتا بھی پیاس کی اتنی ہی شدت میں مبتلا ہے جس میں میں تھا۔ چنانچہ وہ کنویں میں اترا اور اپنے جوتے میں پانی بھر کر اس نے کتے کو پلایا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا یہ عمل مقبول ہوا۔ اور اس کی مغفرت کر دی گئی۔ صحابہ نے پوچھا، یارسول اللہ کیا جانوروں کے سلسلہ میں بھی ہمیں اجر ملتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، ہر جاندار مخلوق کے سلسلے میں اجر ملتا ہے۔''

محض کتے کو پانی پلانے کی وجہ سے اس آدمی کو اس لیے بخش دیا گیا کہ اس نے اللہ کی مخلوق پر رحم کھایا اللہ خوفی کی اور اللہ کی خاطر کتے کو پانی پلایا بھلا کتا اسے کیا انعام دے سکتا تھا وہ تو خود پانی پینے پر قادر نہیں تھا اور پیاس کی شدت سے تڑپ رہا تھا ہاں جس کی خاطر ترس کھایا تھا وہ کائنات کا مالک اور عظیم ہے ہر چھوٹے بڑے عمل کی خبر رکھنے والا ہے۔ اس کی خاطر کیا ہوا معمولی سے معمولی عمل بھی ضائع نہیں ہوتا۔ صحیح بخاری کی ایک حدیث اس ضمن میں بڑی واضح مثال ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قَالَ رَجُلٌ: لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ

---

[1] صحیح بخاری، کتاب المظالم والغصب، باب الآبار علی الطرق اذا لم یتاذ بہا، رقم: ۲۴۶۶

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سَارِقٍ، فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تُصُدِّقَ عَلَى سَارِقٍ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدَيْ زَانِيَةٍ، فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلَى زَانِيَةٍ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى زَانِيَةٍ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدَيْ غَنِيٍّ، فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تُصُدِّقَ عَلَى غَنِيٍّ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى سَارِقٍ، وَعَلَى زَانِيَةٍ، وَعَلَى غَنِيٍّ، فَأُتِيَ فَقِيلَ لَهُ: أَمَّا صَدَقَتُكَ عَلَى سَارِقٍ فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعِفَّ عَنْ سَرِقَتِهِ، وَأَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا أَنْ تَسْتَعِفَّ عَنْ زِنَاهَا، وَأَمَّا الْغَنِيُّ فَلَعَلَّهُ يَعْتَبِرُ فَيُنْفِقُ مِمَّا أَعْطَاهُ اللَّهُ"[1]

"ایک شخص نے (بنی اسرائیل میں سے) کہا کہ مجھے ضرور (آج رات) صدقہ کرنا ہے۔ چنانچہ وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اور (ناواقفی سے) ایک چور کے ہاتھ میں رکھ دیا۔ صبح ہوئی تو لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ آج رات کسی نے چور کو صدقہ دے دیا۔ اس شخص نے کہا: اے اللہ! تمام تعریف تیرے ہی لیے ہے۔ (آج رات) میں پھر صدقہ کروں گا۔ چنانچہ وہ دوبارہ صدقہ لے کر نکلا اور اس مرتبہ ایک فاحشہ کے ہاتھ میں دے آیا۔ جب صبح ہوئی تو پھر لوگوں میں چرچا ہوا کہ آج رات کسی نے فاحشہ عورت کو صدقہ دے دیا۔ اس شخص نے کہا اے اللہ! تمام تعریف تیرے ہی لیے ہے' میں زانیہ کو اپنا صدقہ دے آیا۔ اچھا آج رات پھر صدقہ نکالوں گا۔ چنانچہ اپنا صدقہ لیے ہوئے وہ پھر نکلا اور اس مرتبہ ایک مالدار کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ صبح ہوئی تو لوگوں کی زبان پر ذکر تھا کہ ایک مالدار کو کسی نے صدقہ دے دیا ہے۔ اس شخص نے کہا کہ اے اللہ! حمد

[1] صحیح بخاری۔ کتاب الزکاۃ، باب اذا تصدق علی غنی وھو لا یعلم، رقم: ۱۴۲۱

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تیرے ہی لیے ہے۔ میں اپنا صدقہ (لاعلمی سے) چور، فاحشہ اور مالدار کو دے آیا۔ اسے بتایا گیا کہ جہاں تک چور کے ہاتھ میں صدقہ چلے جانے کا سوال ہے۔ تو اس میں اس کا امکان ہے کہ وہ چوری سے رک جائے۔ اسی طرح فاحشہ کو صدقہ کا مال مل جانے پر اس کا امکان ہے کہ وہ زنا سے رک جائے اور مالدار کے ہاتھ لگ جانے کا یہ فائدہ ہے کہ اسے عبرت ہو اور جو اللہ عزوجل نے اسے دیا ہے، وہ بھی اس سے خرچ کرے۔"

کس قدر رازداری سے صدقہ کیا ہے اور جن پر صدقہ کیا ہے وہ چور، زانیہ اور دولت مند ہیں، صدقہ دینے والے کیلئے یہ سب نامعلوم افراد ہیں صدقہ کرنے والا ان کو نہیں جانتا اور یہ صدقہ کرنے والے کو نہیں جانتے۔ مگر نیت خالص ہو تو اجر کیسے ضائع ہو سکتا ہے اور خالص نیت سے کیے جانے والے صدقہ کے روحانی اثرات بھی ہوتے ہیں۔ اس حدیث کو دیکھ لیجیے اس میں بتایا گیا ہے کہ خالص نیت اور رازداری سے کیا ہوا صدقہ اجر و ثواب کے علاوہ اپنے اندر اتنی روحانی قوت رکھتا ہے کہ زانیہ کو پاکدامنی کا درس دے سکتا ہے۔ چور کو توبہ کی طرف مائل کر سکتا ہے۔ دولت مند میں صدقہ کی رغبت و خواہش پیدا کر سکتا ہے۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

سلف صالحین صدقہ میں اللہ کی رضا مندی اور رازداری میں کمال احتیاط رکھتے تھے۔

امام اشعب بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں میں ایک دن شہر کی گلی سے گزر رہا تھا کہ اچانک ایک آدمی میرے قریب آیا اور کہنے لگا: آپ کی اولاد ہے؟ میں نے اسے بتایا کہ میرے اتنے بچے ہیں وہ کہنے لگا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تیرا اور تیرے اہل وعیال کی ضروریات کا بندوبست کرتا رہوں میں نے پوچھا: آپ کو یہ حکم

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کس نے دیا ہے؟ اللہ تمہیں برکت سے نوازے۔

اس نے کہا: میں آپ کو اس بارے میں نہیں بتا سکتا۔

میں نے کہا: احسان کرنے والے کا شکریہ تو ادا کرنا چاہئے۔

اس نے کہا: جس نے مجھے تیری اور تیری اولاد کی کفالت کی ذمہ داری سونپی ہے وہ آپ کا شکریہ نہیں چاہتا۔ اشعب بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں اپنا اور بچوں کا روزینہ حاصل کرتا رہا ایک عرصہ گزر گیا اس دوران خالد بن عبداللہ بن عمر بن عثمان کا انتقال ہو گیا وہ ایک پارسا آدمی تھے۔ میں لوگوں کے ساتھ ان کی تعزیت میں شریک تھا کہ مجلس میں میری اسی آدمی سے ملاقات ہوگئی جس کے ذریعہ سے مجھے روزینہ ملتا تھا۔ اس نے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا:

> يَا أَشْعَبُ هٰذَا هُوَ صَاحِبُكَ الَّذِيْ كَانَ يُجْرِي عَلَيْكَ مَا كُنْتُ أُعْطِيْكَ[1]
>
> ''اے اشعب یہی آپ کا محسن ہے جو آپ پر خرچ کرتا تھا اور میں آپ کو پہنچاتا تھا۔''

یہ ہے اخلاص نیت اور احسان کہ جس سے نیکی کی جا رہی ہے۔ اس سے نہ ستائش کی تمنا ہے اور نہ صلے کی پرواہ، اس سے کسی چیز کی امید نہیں بلکہ جس کی خاطر کی جا رہی ہے اس سے امید اور خواہش بندھی ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ سے محبت بھی یہی ہے کہ ہر نیکی اور ہر عمل میں یہی کلمہ ورد زبان رہے یہ میرے رب کیلئے ہے اور جب بندہ بار بار ''میرا رب'' کہتا ہے تو اللہ بھی محبت سے میرا بندہ کہتا ہے جو بندہ آج دنیا میں ہر نیکی میں اپنے رب کو تلاش کرتا ہے اس کی رضامندی ڈھونڈتا ہے قیامت والے دن بھی وہ یہی پکارے گا ''میرا رب'' اور اللہ فرمائیں گے ''میرا بندہ'' سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

[1] نوادر من التاریخ صالح محمد الزمام، ۱/ ۱۴۹، دروس رمضان للشیخ محمد ابراہیم الحمد، ۱/ ۲۸

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یارسول اللہ! کیا قیامت کے دن ہم اپنے رب کو دیکھ سکیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، کیا سورج کو دوپہر کے وقت دیکھنے میں تمہیں کوئی دشواری ہوتی ہے، جبکہ اس پر بادل بھی نہ ہوں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور کیا چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں تمہیں کچھ دشواری پیش آتی ہے، جبکہ اس پر بادل نہ ہوں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: نہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بس اسی طرح تم بلا کسی دقت اور رکاوٹ کے اللہ تعالیٰ کو دیکھو گے۔ قیامت کے دن ایک منادی اعلان کرے گا کہ ہر امت اپنے معبودوں کے ساتھ حاضر ہو جائے۔ اس وقت اللہ کے سوا جتنے بھی بتوں اور پتھروں کی پوجا ہوتی تھی، سب کو جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔ پھر جب وہی لوگ باقی رہ جائیں گے جو صرف اللہ کی پوجا کیا کرتے تھے، خواہ نیک ہوں یا گنہگار اور اہل کتاب کے کچھ لوگ، تو پہلے یہود کو بلایا جائے گا اور پوچھا جائے گا کہ تم (اللہ کے سوا) کس کی پوجا کرتے تھے؟ وہ عرض کریں گے کہ عزیر ابن اللہ کی، اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا لیکن تم جھوٹے تھے، اللہ نے نہ کسی کو اپنی بیوی بنایا اور نہ بیٹا، اب تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے، ہمارے رب! ہم پیاسے ہیں، ہمیں پانی پلا دے۔ انہیں اشارہ کیا جائے گا: کیا ادھر نہیں جاؤ گے؟ چنانچہ سب کو جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔ وہاں چمکتی ریت پانی کی طرح نظر آئے گی، ان سب کو آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر نصاریٰ کو بلایا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا: تم کس کی عبادت کیا کرتے تھے؟ وہ کہیں گے کہ ہم مسیح ابن اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ ان سے بھی کہا جائے گا کہ تم جھوٹے تھے۔ اللہ نے کسی کو بیوی اور بیٹا نہیں بنایا، پھر ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا چاہتے ہو؟ اور ان کے ساتھ یہودیوں کی طرح برتاؤ کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب ان لوگوں کے سوا اور کوئی باقی نہ رہے گا جو صرف اللہ کی عبادت کرتے تھے، خواہ وہ نیک ہوں یا گنہگار، تو ان کے پاس ان کا رب ایک صورت میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جلوہ گر ہوگا، جو پہلی صورت سے جس کو وہ دیکھ چکے ہوں گے، ملتی جلتی ہوگی۔ اب ان سے کہا جائے گا:

مَاذَا تَنْتَظِرُونَ؟ تَتْبَعُ كُلُّ أُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ.

''اب تمہیں کس کا انتظار ہے؟ ہر امت اپنے معبودوں کو ساتھ لے کر جا چکی۔''

وہ جواب دیں گے:

فَارَقْنَا النَّاسَ فِي الدُّنْيَا عَلَى أَفْقَرِ مَا كُنَّا إِلَيْهِمْ وَلَمْ نُصَاحِبْهُمْ، وَنَحْنُ نَنْتَظِرُ رَبَّنَا الَّذِي كُنَّا نَعْبُدُ.

''ہم دنیا میں ان لوگوں سے جدا رہے حالانکہ ہم اس وقت ان کی صحبت کے زیادہ محتاج تھے، پھر بھی ہم نے ان کا ساتھ نہیں دیا اور اب ہمیں اپنے سچے رب کا انتظار ہے جس کی ہم دنیا میں عبادت کرتے رہے۔''

اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

أَنَا رَبُّكُمْ.

''تمہارا رب میں ہی ہوں۔

اس پر تمام مسلمان بول اٹھیں گے:

لَا نُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا، مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا".

''ہم بھی اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے تھے، دو یا تین مرتبہ یوں کہیں گے ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنے والے نہیں ہیں۔''[1]

کس قدر لذت ہوگی اُس کلمہ میں جب آسمان وزمین کا مالک اور عرش عظیم کا رب اپنے بندوں سے مخاطب ہو کر کہے گا ''میں تمہارا رب ہوں'' اور

[1] صحیح بخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب قولہ ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ، رقم: ۴۵۸۱

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بندے خوشی و مسرت کی کیفیت میں جھومتے ہوئے کہیں گے "ہم نے بھی اپنے رب کے ساتھ کبھی کسی کو شریک نہیں کیا تھا" ہماری عبادت خالص تیرے لئے تھی ہم خالص تیرے بندے ہیں۔ اور اللہ کیلئے خالص عبادت کی پہلی شرط یہ ہے کہ نیت خالص ہو نیت خالص ہو تو عبادت خالص ہوتی ہے اور عبادت خالص ہو تو اخروی کامیابی ملتی ہے۔

کامیابی کیلئے تین چیزیں:

ہر بندہ دنیا اور آخرت کی کامیابی چاہتا ہے یاد رکھئے ایک مسلمان کیلئے دنیا اور آخرت کی کامیابی تین چیزوں پر منحصر ہے۔

(۱) اخلاص نیت:

کامیابی کے راستے پر چلنے کیلئے پہلی چیز نیت کا اخلاص ہے بعض گاڑیوں کے پیچھے لکھا ہوتا ہے "نیت نیک منزل آسان" منزل تک پہنچنے کیلئے نیت کو نیک کرنا ضروری ہے۔ ایک ڈرائیور جب بس لے کر دوسرے شہر جانے کیلئے نکلتا ہے اگر اس کی نیت اپنی منزل پر پہنچنے کی ہے تو وہ منزل کی جانب سفر کو جاری رکھے گا۔ اس کے راستے میں خوبصورت مقامات بھی آتے ہیں وہ جنگلوں، پہاڑوں سے گزرتا ہے اور بعض جگہ کھیل کود میں مصروف لوگوں کا مجمع بھی دیکھتا ہے۔ نیت منزل پر پہنچنے کی ہے وہ کہیں بھی نہیں رکتا اگر وہ کہیں کھیل و تماشوں کو دیکھنے کیلئے ٹھہر جائے، کسی خوبصورت مقام پر رک کے موسم کا نظارہ کرنے لگ پڑے وہ نہ تو وقت پر اپنی منزل کو پا سکتا ہے اور نہ اپنا کاروبار کامیاب کر سکتا ہے۔ اس لئے کہ بے مقصد ڈرائیور کے ساتھ لوگ سفر نہیں کریں گے بے مقصد اور با مقصد آدمی میں یہی فرق ہے۔ بے مقصد کی نیت نیک نہیں ہوتی وہ بد نیت اور سست ہوتا ہے اور با مقصد آدمی کی نیت میں اخلاص ہوتا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۲) سیدھا چلنا:

منزل تک پہنچنے کیلئے دوسری اہم چیز ہے سیدھا چلنا اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کے آغاز میں جو پہلی دعا سکھائی ہے وہ یہی دعا ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ کہہ کر بندہ اللہ کی تعریف کرتا ہے الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہہ کر اللہ کی شفقت و مہربانی کا ذکر کرتا ہے۔ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ میں اللہ کی جلالت و کبریائی اور عظمت کا ذکر کرتا ہے اور پھر عاجزی سے اللہ کی معبودیت کا اظہار ان الفاظ میں کرتا ہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اس کے بعد سب سے پہلی دعا جو مانگتا ہے وہ یہ ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ اے اللہ ہماری سیدھے راستے پر راہنمائی فرما اور سیدھے راستے کی توفیق مل جانا اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے۔ بعض دفعہ نیت تو منزل تک پہنچنے کی ہوتی ہے لیکن راستہ سیدھا نہیں ہوتا۔ تب بھی نیت خالص نہیں رہتی جیسے ایک آدمی بزنس مین بننے کی نیت تو رکھتا ہے لیکن دولت کمانے کیلئے راستہ حرام کا اختیار کر لیتا ہے جیسے ہی وہ غلط راستہ اختیار کرتا ہے نیت کا خلوص ختم ہو جاتا ہے اور کامیابی یا تو ویسے ہی ہاتھ سے نکل جاتی ہے یا پھر وہ جس چیز کو کامیابی سمجھ رہا ہوتا ہے وہ ایک بدبودار ذہنیت کی بیمار تصویر ہوتی ہے۔ صحیح بخاری سے دو مثالیں پیش کرتا ہوں جنگ احد کا موقع تھا رسول اللہ ﷺ نے مختلف مورچوں پر فوجیوں کو متعین کیا تو ایک پہاڑی درے پر پچاس فوجیوں کو مقرر کرنے کے بعد فرمایا:

اِنْ رَاَيْتُمُوْنَا تَخْطَفُنَا الطَّيْرُ فَلَا تَبْرَحُوْا مَكَانَكُمْ هٰذَا حَتّٰى اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ، وَاِنْ رَاَيْتُمُوْنَا هَزَمْنَا الْقَوْمَ وَاَوْطَاْنَاهُمْ فَلَا تَبْرَحُوْا حَتّٰى اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ[1]

”اگر تم یہ بھی دیکھ لو کہ پرندے ہم پر ٹوٹ پڑے ہیں۔ پھر بھی اپنی جگہ

[1] صحیح بخاری۔ کتاب الجہاد، باب ما یکرہ من التنازع والاختلاف، رقم: ۳۰۳۹

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

سے مت ہٹنا' جب تک میں تم لوگوں کو پیغام نہ بھیجوں۔اسی طرح اگر تم یہ دیکھو کہ کفار کو ہم نے شکست دے دی ہے اور انہیں پامال کر دیا ہے پھر بھی یہاں سے نہ ہٹنا' جب تک میں تمہیں خود پیغام نہ بھیجوں۔

پھر اسلامی لشکر نے کفار کو شکست دے دی۔سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کرتے ہیں اللہ کی قسم! میں نے مشرک عورتوں کو دیکھا کہ تیزی کے ساتھ بھاگ رہی تھیں۔ان کی پازیبیں اور پنڈلیاں دکھائی دے رہی تھیں۔اور وہ اپنے کپڑوں کو اٹھائے ہوئے تھیں۔سیدنا عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے کہا: 'اے قوم! غنیمت تمہارے سامنے ہے، غنیمت اٹھاؤ تمہارے ساتھی غالب آ گئے ہیں۔اب ڈر کس بات کا ہے۔اس پر سیدنا عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بھول گئے؟

توجہ کیجئے! غنیمت کا مال اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کیلئے حلال قرار دیا ہے۔ ضرور حاصل کرنا چاہیے لیکن ابھی اس طرف جانے کا راستہ کھلا نہیں تھا اور اطاعت و فرمانبرداری کا راستہ یہی تھا کہ ابھی اس مال کی طرف قدم نہ بڑھایا جائے ابھی اس مال کی طرف نافرمانی کا راستہ جاتا تھا اور یہی غلط راستہ تھا بعض افراد نے اس راستے پر قدم بڑھا دیا بس قدم بڑھانا ہی تھا کامیابی ہاتھ سے نکل گئی۔حدیث مبارک میں آتا ہے مال غنیمت کی طرف بڑھنے والوں نے اپنے امیر عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی بات رد کر دی اور کہا:

وَاللهِ لَنَأْتِيَنَّ النَّاسَ فَلَنُصِيبَنَّ مِنَ الْغَنِيمَةِ فَلَمَّا أَتَوْهُمْ صُرِفَتْ وُجُوهُهُمْ، فَأَقْبَلُوا مُنْهَزِمِينَ فَذَاكَ إِذْ يَدْعُوهُمُ الرَّسُولُ فِي أُخْرَاهُمْ. فَلَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا فَأَصَابُوا مِنَّا سَبْعِينَ[1]

[1] صحیح بخاری۔کتاب الجہاد، باب ما یکرہ من التنازع والاختلاف فی الحرب، رقم: ۳۰۳۹

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"اللہ کی قسم ہم ضرور جائیں گے اور دوسرے اصحاب کے ساتھ غنیمت جمع کرنے میں شریک ہوں گے۔ جب یہ لوگ اپنی جگہ چھوڑ کر چلے گئے تو ان کے منہ کافروں نے پھیر دیئے' اور (مسلمانوں کو) شکست زدہ پا کر بھاگتے ہوئے آئے' یہی وہ گھڑی تھی (جس کا ذکر سورۃ آل عمران میں ہے کہ) "جب رسول اللہ ﷺ تمہیں پیچھے کھڑے بلا رہے تھے۔" اس وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بارہ صحابہ کے سوا اور کوئی بھی باقی نہ رہ گیا تھا اور ہمارے ستر آدمی شہید ہو گئے۔"

دوسری مثال: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس روایت کے راوی ہیں فرماتے ہیں ہم ایک جنگ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مصروف جہاد تھے ایک آدمی بڑی بے جگری سے لڑتا ہوا کافروں کو تہہ تیغ کرتا چلا جا رہا تھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی تعریف کی آپ ﷺ نے فرمایا وہ جہنمی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خاموش ہو گئے کچھ دیر بعد وہ آدمی شدید زخمی ہو گیا موت اس کے قریب تھی کہ وہ زخموں کی تکلیف برداشت نہ کر سکا اس نے اپنے ہی ہتھیار سے خود کو قتل کر کے خودکشی کر لی آپ ﷺ نے اس موقع پر فرمایا:

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ، وَإِنَّ اللهَ لَيُؤَيِّدُ هَذَا الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ[1]

"جنت میں صرف مسلمان ہی داخل ہوگا اور اللہ تعالیٰ کبھی اپنے دین کی مدد کسی فاجر شخص سے بھی لے لیتا ہے۔"

غور کیجئے! جب اس آدمی کو شدید زخم لگے اس کی موت یقینی تھی اور شہادت جیسے عظیم مقام تک پہنچنے کیلئے صبر کا راستہ تھا اور منزل چند لمحات کے فاصلے پر تھی مگر اسے صبر کا راستہ دشوار لگا اس نے بے صبری کے راستے پر قدم رکھ دیا اور یہی غلط راستہ

[1] صحیح بخاری۔ کتاب الجہاد والسیر، باب ان اللہ یؤید الدین بالرجل الفاجر، رقم: ۳۰۶۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تھا جو اسے منزل سے بہت دور لے گیا۔

گماں تم کو کہ رستہ کٹ رہا ہے
یقیں مجھ کو کہ منزل کھو رہے ہو

منزل تک پہنچنے کیلئے پہلی چیز اخلاص نیت ہے اور دوسری چیز ہے سیدھے راستے پر چلنا بہت سارے لوگ دولت کمانے اور بڑا آدمی بننے کیلئے غلط راستوں پر قدم رکھ دیتے ہیں اور بیمار کامیابی سے ساری زندگی خود کو فریب دیتے رہتے ہیں آپ ﷺ کا فرمان ہے:

سَدِّدُوا، وَقَارِبُوا وَاعْلَمُوا أَنْ لَنْ يُدْخِلَ أَحَدَكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ، وَأَنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللهِ أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ[1]

"سیدھی راہ پر چلو اور میانہ روی اختیار کرو، اور عمل کرتے رہو، تم میں سے کسی کا محض عمل اسے جنت میں نہیں داخل کر سکے گا، میرے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل وہ ہے جس پر ہمیشگی کی جائے خواہ وہ کم ہی کیوں نہ ہو"

آپ ﷺ نے فرمایا ہے میانہ روی کے ساتھ سیدھے راستے پر چلو، اس لئے کہ کامیابی سیدھی راہ پر ایمانداری کے ساتھ چلنے سے ملتی ہے دائیں بائیں کے راستے کتنے ہی خوشنما کیوں نہ ہوں ان پر چلنے سے آدمی پھسل جاتا ہے۔

اپنے مرکز سے اگر دور نکل جاؤ گے
غائب ہو جاؤ گے افسانوں میں ڈھل جاؤ گے
اپنی مٹی پر تو چلنے کا سلیقہ سیکھو
سنگ مرمر پر چلو گے تو پھسل جاؤ گے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا. يُصْلِحْ لَكُمْ

[1] صحیح بخاری۔ کتاب الرقاق، باب القصد والمداومة على العمل، رقم: ٦٤٦٤

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا[1]

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سیدھی بات کیا کرو۔ تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کام سنوار دے اور تمہارے گناہ معاف فرمادے، اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کی اس نے بڑی مراد پالی۔''

محنت:

کامیابی تک پہنچنے کیلئے تیسری چیز ہے محنت...... محنت تیسری سیڑھی ہے۔ جس تک پہنچنے کیلئے پہلی چیز ہے اخلاص نیت...... اور دوسری چیز ہے سیدھے راستے پر چلنے کی لگن...... ان دو چیزوں کو ساتھ لے کر جو آدمی محنت کی کنجی سے کامیابی کے دروازے پر دستک دیتا ہے کامیابی کا دروازہ اس کیلئے کھل جاتا ہے صحیح بخاری کی حدیث میں موجود ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں موجود تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی:

وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ[2]

''اور ان میں سے کچھ اور ان لوگوں میں بھی (آپ کو بھیجا) جو ابھی تک ان سے نہیں ملے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔''

میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا:

مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَلَمْ يُرَاجِعْهُ حَتَّى سَأَلَ ثَلَاثًا، وَفِينَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ، وَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ عَلَى سَلْمَانَ، ثُمَّ قَالَ: " لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ

---

[1] الاحزاب:۷۰۔۷۱

[2] الجمعۃ:۳

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

رِجَالٌ أَوْ رَجُلٌ مِنْ هَؤُلَاءِ"[1]

"یا رسول اللہ! یہ دوسرے کون لوگ ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہیں دیا۔ آخر یہی سوال تین مرتبہ کیا۔ مجلس میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اگر ایمان ثریا پر بھی ہوگا تب بھی ان لوگوں (یعنی فارس والوں) میں سے بعض اس تک پہنچ جائیں گے یا یوں فرمایا کہ ایک آدمی ان لوگوں میں سے اس تک پہنچ جائے گا۔"

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فارس کے رہنے والے تھے امیر باپ کے بیٹے اور شہزادے تھے۔ اخلاص نیت سے ایمان کی تلاش میں نکلے، کئی مالکوں کے ہاتھوں بکتے بکاتے مدینہ میں ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیئے گئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے اور سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کے کانوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خبر پہنچی تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی اور بالآخر جس گوہر نایاب کی تلاش میں وہ فارس سے چلے تھے اسے پالیا اور اپنے مطلوب و مقصود تک پہنچ گئے جب نیت خالص اور سیدھا راستہ ہو اور اپنے مطلوب تک پہنچنے کی تڑپ دل میں موجزن ہو تو اللہ کی مدد بھی شامل حال ہوتی ہے۔

نیت کس قدر خالص ہے اس کا اندازہ شروع میں ہی ہو جاتا ہے۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے سب کچھ مکہ میں چھوڑ آئے تھے۔ کاروبار کرنے کیلئے پلے ایک پیسہ نہ تھا بدن پر وہی کپڑے تھے جو پہنے ہوئے تھے اور سر چھپانے کیلئے کوئی گھر نہیں تھا۔ مہاجرین و انصار کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا گیا تھا ان کے انصاری بھائی سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنی کل جائیداد میں سے آدھی جائیداد ان کے نام لگانے کی آفر کی سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے

[1] صحیح بخاری۔ کتاب تفسیر القرآن، باب قولہ وآخرین منھم لما یلحقوا بھم، رقم: ۴۸۹۷

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ان سے معذرت کر لی اس لئے کہ۔

شاہین کبھی پرواز سے تھک کر نہیں گرتا
پر دم ہے اگر تُو تو، نہیں خطرۂ افتاد

انہوں نے کہا مجھے بازار کا راستہ بتا دو میرے پاس اللہ کی دی ہوئی قوت و ہمت موجود ہے مجھے اللہ نے سوچنے کیلئے دماغ اور کمانے کیلئے دو ہاتھ عطا کئے ہیں۔ بازار پہنچے اور نئے سرے سے نشیمن کی تعمیر میں لگ گئے اور اللہ نے انہیں ان کی محنت کا ثمر یوں عطا کیا کہ مدینہ کے سب سے بڑے تاجر بن گئے اور جب فوت ہوئے تو اتنی بڑی جائیداد کے مالک تھے کہ ورثاء میں ان کے مال کو جب تقسیم کیا گیا تو سونے کی اینٹوں کو توڑتے توڑتے لوگوں کے ہاتھ تھک گئے۔

توجہ کیجئے! سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ ایمان کی دولت پانے کیلئے جب گھر سے نکلے تو تین چیزوں پر ہی عمل کیا اخلاص نیت سے نکلے، حق تک پہنچنے کیلئے سیدھے راستے پر چلے اور محنت سے چلتے رہے۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے پہلے ایمانی دولت کے حصول کیلئے ہجرت کی جب ایمان کا خزانہ مل گیا پھر دنیا کی دولت پانے کیلئے نکلے تو اخلاص نیت سے نکلے سوچا اس دولت تک پہنچنے کیلئے اگر میں سیدھے راستے پر چلوں تو بازار کا پتہ پوچھنا ہوگا سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی آفر کو مسترد کر دیا بازار کا پتہ پوچھا اور سیدھے راستے پر چل پڑے اور تیسرا کام یہ کیا کہ ایمانداری سے محنت کی مدینہ کے سب سے بڑے بزنس مین بن گئے۔

معلوم ہوا اگر آپ دین کے کسی شعبہ میں کامیابی چاہتے ہیں تب بھی اور اگر آپ دنیا کے کسی شعبہ میں کامیابی چاہتے ہیں تب بھی...... کامیابی کے دروازے پر دستک دینے کیلئے آپ کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کنجی کے تین دندانے ہونے چاہئیں۔ (۱) اخلاص نیت (۲) سیدھے راستے پر چلنا اور (۳) ایمانداری سے محنت...... ان میں سے ایک چیز بھی کم ہوئی تو کامیابی کا دروازہ نہیں کھلے گا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دنیاوی کاموں کی انجام دہی میں تین چیزیں:

جس طرح دنیا و آخرت کی کامیابی کیلئے تین چیزیں درکار ہیں اور ان میں پہلی چیز اخلاص نیت ہے بالکل اسی طرح دنیا کے کاموں میں اگر کوئی بندہ مخلص ہے تو اس کام کو انجام دینے کیلئے بھی تین چیزیں درکار ہوتی ہیں ان تین چیزوں کو اگر وہ پلے باندھ لے اس کام کی انجام دہی میں اسے شرمندگی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔

اخلاص نیت:

پہلی چیز ہے نیت کا خالص ہونا ہے کسی بھی کام کو کرنے کیلئے اس کا ارادہ اور نیت کرنا ضروری ہے جب ہم کسی کام کے کرنے کی نیت کر لیتے ہیں تو درحقیقت اس کی انجام دہی کا فیصلہ کر لیتے ہیں سید قاسم علی شاہ فرماتے ہیں ''زندگی، سالوں، مہینوں اور دنوں میں نہیں بدلتی بلکہ زندگی اسی لمحے بدل جاتی ہے جب ہم زندگی بدلنے کی نیت اور فیصلہ کرتے ہیں اور فرماتے ہیں اگر کسی کے پاس ذہانت کی انتہا بھی ہو لیکن اگر وہ کچھ کرنے کی خواہش اور نیت نہیں رکھتا تو وہ کچھ نہیں پا سکتا۔''

عہد رسالت میں وہ بڑے بڑے کافر جو اسی محلہ میں رہتے تھے جہاں آپ ﷺ رہتے تھے ان کی گلیاں، محلے اور مجلسیں اکٹھی تھیں لیکن وہ آپ پر اس لئے ایمان نہیں لائے کہ انہوں نے ایک بھی دن حق تک پہنچنے کی نیت اور ارادہ نہیں کیا اور سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہاں غفار قبیلہ کے رہنے والے انہوں نے نہ کبھی آپ کو دیکھا اور نہ آپ ﷺ کی مجلس میں شرکت کی تھی جب انہوں نے سنا کہ مکہ میں ایک آدمی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے انہوں نے اسی وقت آپ ﷺ تک پہنچنے کا ارادہ کر لیا جب بندہ کسی کام کی نیت کر لیتا ہے تو نیت میں بڑی قوت اور طاقت ہے، نیت کے ساتھ ہی اس کام کی تکمیل کیلئے پاؤں میں حرکت آ جاتی ہے۔ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا واقعہ اس کی بہترین مثال ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں یہ واقعہ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کی زبانی ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

میرا تعلق قبیلہ غفار سے تھا۔ ہمارے یہاں یہ خبر پہنچی کہ مکہ میں ایک شخص پیدا ہوئے ہیں جن کا دعویٰ ہے کہ وہ نبی ہیں میں نے اپنے بھائی سے کہا کہ اس شخص کے پاس مکہ جاؤ، اس سے گفتگو کرو اور پھر اس کے سارے حالات آ کر مجھے بتاؤ۔ چنانچہ میرے بھائی خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور واپس آ گئے۔ میں نے پوچھا کہ کیا خبر لائے؟ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے ایسے شخص کو دیکھا ہے جو اچھے کاموں کے لیے کہتا ہے اور برے کاموں سے منع کرتا ہے۔ میں نے کہا کہ تمہاری باتوں سے تو میری تشفی نہیں ہوئی۔ اب میں نے توشے کا تھیلا اور چھڑی اٹھائی اور مکہ آ گیا۔ وہاں میں کسی کو پہچانتا نہیں تھا اور آپ کے متعلق کسی سے پوچھتے ہوئے بھی ڈر لگتا تھا۔ میں (صرف) زمزم کا پانی پی لیا کرتا تھا، اور مسجد الحرام میں ٹھہرا ہوا تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ میرے سامنے سے گزرے اور بولے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس شہر میں مسافر ہیں۔ میں نے کہا: جی ہاں۔ انہوں نے کہا: پھر میرے گھر چلو۔ وہ مجھے اپنے گھر لے گئے۔ نہ انہوں نے کوئی بات پوچھی اور نہ میں نے کچھ کہا۔ صبح ہوئی تو میں پھر مسجد الحرام میں آ گیا تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کسی سے پوچھوں لیکن آپ کے بارے میں کوئی بتانے والا نہیں تھا۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ میرے سامنے سے گزرے اور بولے کہ کیا ابھی تک آپ اپنے ٹھکانے کو نہیں پا سکے ہیں؟ میں نے کہا: نہیں۔ انہوں نے کہا: اچھا پھر میرے ساتھ آیئے۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: آپ اس شہر میں کیوں آئے؟ میں نے کہا: آپ اگر ظاہر نہ کریں تو میں آپ کو اپنے معاملے کے بارے میں بتاؤں۔ انہوں نے کہا کہ میں ایسا ہی کروں گا۔ تب میں نے ان سے کہا: ہمیں معلوم ہوا ہے کہ یہاں کوئی شخص پیدا ہوئے ہیں جو نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ میں نے پہلے اپنے بھائی کو ان سے بات کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ لیکن جب وہ واپس ہوئے تو انہوں نے مجھے کوئی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تشفی بخش اطلاعات نہیں دیں۔ اس لیے میں اس ارادہ سے آیا ہوں کہ ان سے خود ملاقات کروں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ نے اچھا راستہ پایا کہ مجھ سے ملاقات ہو گئی۔ میں اُن ہی کے پاس جا رہا ہوں۔ آپ میرے پیچھے پیچھے چلیں۔ جہاں میں داخل ہوں آپ بھی داخل ہو جائیں۔ اگر میں کسی ایسے آدمی کو دیکھوں گا جس سے آپ کے بارے میں مجھے خطرہ ہو گا تو میں کسی دیوار کے پاس کھڑا ہو جاؤں گا، گویا کہ میں اپنا جوتا ٹھیک کر رہا ہوں۔ اس وقت آپ آگے بڑھ جائیں چنانچہ وہ چل پڑے اور میں بھی ان کے پیچھے ہولیا اور آخر وہ ایک مکان کے اندر داخل ہو گئے اور میں بھی ان کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اسلام کے اصول وارکان مجھے سمجھا دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سامنے ان کی وضاحت فرمائی اور میں مسلمان ہو گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوذر! اس معاملے کو ابھی پوشیدہ رکھنا اور اپنے شہر کو چلے جانا۔ پھر جب تمہیں ہمارے غلبہ کا حال معلوم ہو جائے تب یہاں دوبارہ آنا۔ میں نے عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں تو ان سب کے سامنے اسلام کے کلمہ کا اعلان کروں گا۔ چنانچہ وہ مسجد الحرام میں آئے۔ قریش کے لوگ وہاں موجود تھے اور کہا، اے قریش کی جماعت! (سنو) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ قریشیوں نے کہا کہ اس بددین کی خبر لو۔ چنانچہ وہ میری طرف لپکے اور مجھے اتنا مارا کہ میں مرنے کے قریب ہو گیا۔ اتنے میں سیدنا عباس رضی اللہ عنہ آ گئے اور مجھ پر گر کر مجھے اپنے جسم سے چھپا لیا اور قریشیوں کی طرف متوجہ ہو کر انہوں کہا۔ ارے نادانو! قبیلہ غفار کے آدمی کو قتل کرتے ہو۔ غفار سے تو تمہاری تجارت بھی ہے اور تمہارے قافلے بھی اس طرف سے گزرتے ہیں۔ اس پر انہوں نے مجھے چھوڑ دیا۔ پھر جب دوسری صبح ہوئی تو پھر میں مسجد الحرام میں آیا اور جو کچھ میں نے کل پکارا تھا اسی کو پھر دہرایا۔ قریشیوں نے پھر کہا: پکڑو اس

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بد دین کو۔ جو کچھ انہوں نے میرے ساتھ کل کیا تھا وہی آج بھی کیا۔ اتفاق سے پھر عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ آ گئے اور مجھ پر گر کر مجھے اپنے جسم سے انہوں نے چھپالیا اور جیسا انہوں نے قریشیوں سے کل کہا تھا ویسا ہی آج بھی کہا۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کی ابتداء اس طرح سے ہوئی تھی۔[1]

مکہ کے بڑے بڑے کافر سردار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دبانے اور اسلام کو مٹانے کی نیت سے ساری زندگی منفی سرگرمیوں میں مصروف رہے۔ اگر وہ ایک دن بھی تلاش حق کی نیت کر لیتے ان کی زندگی میں انقلاب برپا ہو جاتا لیکن انہوں نے نیت ہی نہ کی نور ہدایت تک پہنچنے کیلئے ان کے پاؤں کو حرکت بھی نہ مل سکی اور وہ ہدایت سے محروم دنیا سے چلے گئے۔ اسی طرح دنیا کے کاموں میں جب ہم کسی کام کی تکمیل کا ارادہ کر لیتے ہیں ہمت خود بخود پیدا ہو جاتی ہے اور راستے کھلتے چلے جاتے ہیں۔

مشاورت:

دنیاوی کاموں کی تکمیل میں دوسری چیز ہے مشاورت...... جب ہم نے کسی کام کا ارادہ کر لیا اور اس کی جانب بڑھنا چاہتے ہیں تو قدم بڑھانے سے پہلے مشورہ کر لینا چاہئے اور مشورہ ہمیشہ مخلص دوست سے کیا جائے جو مشورہ بھی دے اور اس کو راز میں بھی رکھے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِينَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَدْ شَهِدَ بَدْرًا تُوُفِّيَ بِالْمَدِينَةِ. قَالَ عُمَرُ: فَلَقِيتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ. فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ

---

[1] صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب قصۃ زمزم، رقم: ۳۵۲۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ. قَالَ: سَأَنْظُرُ فِي أَمْرِي فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ. فَقَالَ: قَدْ بَدَا لِي أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هَذَا. قَالَ عُمَرُ: فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ. فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ فَصَمَتَ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا, فَكُنْتُ عَلَيْهِ أَوْجَدَ مِنِّي عَلَى عُثْمَانَ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ. ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ, فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرٍ. فَقَالَ: لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَيَّ حِينَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ. قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيمَا عَرَضْتَ إِلَّا أَنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ذَكَرَهَا, فَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ تَرَكَهَا لَقَبِلْتُهَا"[1]

”جب سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کے شوہر سیدنا خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں تھے اور بدر کی لڑائی میں انہوں نے شرکت کی تھی اور مدینہ میں ان کی وفات ہوگئی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میری ملاقات سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو میں نے ان سے حفصہ کا ذکر کیا اور کہا کہ اگر آپ چاہیں تو اس کا نکاح میں آپ سے کردوں۔ انہوں نے کہا کہ میں سوچوں گا۔ اس لیے میں چند دنوں کے لیے ٹھہر گیا، پھر انہوں نے کہا میں نے سوچا ہے کہ ابھی میں نکاح نہ کروں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میری ملاقات سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور ان سے بھی میں نے یہی کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کا نکاح حفصہ بنت عمر سے کردوں۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے اور کوئی جواب

[1] صحیح بخاری۔ کتاب المغازی، باب شھود الملائکۃ بدرا، رقم: ۴۰۰۵

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

نہیں دیا۔ان کا یہ عمل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ میرے لیے باعث تکلیف ہوا۔کچھ دنوں میں نے اور توقف کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا پیغام بھیجا اور میں نے ان کا نکاح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا۔ اس کے بعد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ملاقات مجھ سے ہوئی تو انہوں نے کہا،شاید آپ کو میرے اس طرز عمل سے تکلیف ہوئی ہوگی کہ جب آپ کی مجھ سے ملاقات ہوئی اور آپ نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے متعلق مجھ سے بات کی تو میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔میں نے کہا کہ ہاں تکلیف تو ہوئی تھی۔انہوں نے بتایا کہ آپ کی بات کا میں نے صرف اس لیے کوئی جواب نہیں دیا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا تھا (مجھ سے مشورہ لیا تھا کہ میں اس سے نکاح کرلوں) اور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا راز فاش نہیں کر سکتا تھا۔اگر آپ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا ارادہ چھوڑ دیتے تو بیشک میں ان سے نکاح کر لیتا۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا ارادہ کیا لیکن پیغام بھیجنے سے پہلے اپنے انتہائی قریبی اور دلی دوست سے مشورہ کیا ہے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو اتنی دیر تک راز میں رکھا جب تک یہ کام مکمل نہیں ہو گیا معلوم ہوا کہ مشاورت ہمیشہ قریبی اور مخلص دوست سے کی جائے اسی طرح اہل علم سے مشورہ کیا جائے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

أَصَابَ عُمَرُ بِخَيْبَرَ أَرْضًا، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "أَصَبْتُ أَرْضًا لَمْ أُصِبْ مَالًا قَطُّ أَنْفَسَ مِنْهُ، فَكَيْفَ تَأْمُرُنِي بِهِ، قَالَ: إِنْ شِئْتَ حَبَّسْتَ أَصْلَهَا، وَتَصَدَّقْتَ بِهَا، فَتَصَدَّقَ عُمَرُ أَنَّهُ لَا يُبَاعُ أَصْلُهَا، وَلَا يُوهَبُ، وَلَا يُورَثُ فِي الْفُقَرَاءِ، وَالْقُرْبَى وَالرِّقَابِ، وَفِي سَبِيلِ اللهِ، وَالضَّيْفِ، وَابْنِ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

السَّبِيلِ، لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلِيَهَا أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوفِ، أَوْ يُطْعِمَ صَدِيقًا غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ فِيهِ"[1]

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر میں ایک زمین ملی (جس کا نام ثمغ تھا) تو آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے ایک زمین ملی ہے اور اس سے عمدہ مال مجھے کبھی نہیں ملا تھا' آپ اس کے بارے میں مجھے کیا مشورہ دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر چاہے تو اصل جائیداد اپنے قبضے میں روک رکھ اور اس کے منافع کو خیرات کردے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اس شرط کے ساتھ صدقہ (وقف) کیا کہ اصل زمین نہ بیچی جائے، نہ ہبہ کی جائے اور نہ وراثت میں کسی کو ملے اور فقراء، رشتہ دار، غلام آزاد کرانے' اللہ کے راستے مہمانوں اور مسافروں کے لیے (وقف ہے) جو شخص بھی اس کا متولی ہو اگر دستور کے مطابق اس میں سے کھائے یا اپنے کسی دوست کو کھلائے تو کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ مال جمع کرنے کا ارادہ نہ ہو۔"

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خیبر کی سرزمین کو صدقہ کرنے کا ارادہ کرلیا تھا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کرنے کیلئے آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا مشورہ دیا جس سے وہ اصل زمین کے مالک بھی رہے اور زمین سے پیدا ہونے والا غلہ مستقل طور پر صدقہ ہونے لگا صاحب علم آدمی ہمیشہ مناسب اور علمی مشورہ دے گا جبکہ جاہل آدمی سے مشورہ کام میں بگاڑ کا باعث بن سکتا ہے۔

حکایت:

کہتے ہیں کسی آدمی نے ایک نیک خاتون سے نکاح کرلیا چند دن گزرے تو

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الوصایا، باب الوقف کیف یکتب، رقم: ۲۷۷۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بیوی کہنے لگی کیوں نہ ہم اپنا ہر کام اور فیصلہ قرآن وحدیث کے مطابق کیا کریں۔ شوہر بڑا خوش ہوا کہ بڑی نیک بخت خاتون ہے کوئی ہفتہ دس دن بعد وہ خاتون کہنے لگی ہمارا معاہدہ ہوا ہے کہ ہر فیصلہ قرآن وحدیث کے مطابق ہوگا۔ شریعت کی رو سے آپ کے والدین کی خدمت میرے اوپر فرض نہیں ہے اس لئے ہمیں علیحدہ گھر میں رہنا چاہئے۔ شوہر بڑا پریشان ہوا اب وہ مشورہ کیلئے ایک عالم دین کے پاس آیا جب ساری صورتحال بیان کی تو اس عالم نے کہا عورت درست کہتی ہے کوئی آیت یا حدیث موجود نہیں ہے جس کی رو سے آپ کے والدین کی خدمت اس پر واجب ہو، شوہر سر پکڑ کے بیٹھ گیا کہنے لگا میں آپ سے فتویٰ لینے نہیں مشورہ لینے آیا ہوں عالم نے کہا ہاں ایک مشورہ ہے تم بیوی سے جا کے بولو قرآن وحدیث کے مطابق شوہر چار شادیاں کرسکتا ہے۔ لہٰذا میں آپ کو الگ گھر لے دیتا ہوں تم وہاں اکیلی رہو اور میں دوسری شادی کرلیتا ہوں۔ دوسری بیوی میرے والدین کے پاس رہے گی اور ان کی خدمت کرے گی بیوی سٹپٹا گئی کہنے لگی قرآن وحدیث کے مطابق مجھے کچھ سوچنے کا وقت ملنا چاہئے اور سوچ بچار کے بعد اس نے فیصلہ کیا کہ آپ دوسری شادی نہ کریں میں آپ کے والدین کی خدمت کیلئے تیار ہوں۔

یہ ہے صاحب علم آدمی سے مشورہ کی برکت...... اگر یہ آدمی مشورہ نہ کرتا لڑائی جھگڑے شروع ہوجاتے بات طلاق تک پہنچ جاتی جیسے عموماً ہمارے ہاں ہوتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ملکی امور میں اہل مجلس سے مشاورت کیا کرتے تھے۔

جنگ خندق کے موقع پر مدینہ کے گرد خندق کھودنے کا فیصلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے کیا تھا۔

حضرات! اس مضمون میں اب تک جتنی بھی چیزیں بیان ہوئی ہیں ان سب کی بنیاد اخلاص نیت ہے دنیا کی کامیابی ہو یا آخرت کی...... پہلی شرط اخلاص نیت ہے اور یہی چیز اللہ تعالیٰ ''الصوم لی وانا اجزی بہ'' میں بتانا چاہتے ہیں جب تمہارا ہر عمل میرے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

لئے ہوگا وہ عمل چھوٹا ہو یا بڑا میں اسے ضائع نہیں ہونے دوں گا۔ تمہاری ایک ایک نیکی سنبھال رکھوں گا اور وہ نیکی بروزِ محشر تمہیں اپنے نامہ عمل میں چمکتی ہوئی نظر آئے گی۔

وہ بخشتا ہے گناہِ عظیم بھی لیکن
ہماری چھوٹی سی نیکی سنبھال رکھتا ہے
ہم اسے بھول جاتے ہیں روشنی میں
وہ تاریکی میں بھی خیال رکھتا ہے
محبت اپنے بندوں سے کمال رکھتا ہے
وہ ایک اللہ ہے جو سب کا خیال رکھتا ہے

❁❁❁

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

محبت روزہ اور لوگوں کے مراتب

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

واجب الاحترام سامعین حضرات!

رمضان المبارک کا ہماری زندگی میں آنا ہماری خوش قسمتی اور ہم پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ اس لئے کہ کسی بھی انسان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بہت بڑا انعام ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے لمبی عمر کے ساتھ نیک اعمال کی توفیق بھی عطا فرمادے۔ سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور کہا:

يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؛ قَالَ: "مَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَحَسُنَ عَمَلُهُ" قَالَ: فَأَيُّ النَّاسِ شَرٌّ؛ قَالَ: "مَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَسَاءَ عَمَلُهُ"[1]

"اللہ کے رسول! لوگوں میں سب سے بہتر شخص کون ہے؟ آپ نے فرمایا: "جس کی عمر لمبی ہو اور عمل نیک ہو"، اس آدمی نے پھر پوچھا کہ لوگوں میں سب سے بدتر شخص کون ہے؟ آپ نے فرمایا: "جس کی عمر لمبی ہو اور عمل برا ہو"۔"

صحت وعافیت سے بھرپور لمبی عمر کا مل جانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کیلئے انعام عظیم ہے اور اس سے بھی بڑا انعام یہ ہے کہ زندگی کے روز وشب میں اعمال صالحہ کی توفیق مل جائے سیدنا طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ کسی دور دراز علاقہ سے دو آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور دونوں نے ایک ساتھ اسلام قبول کیا ان میں ایک دوسرے کی نسبت زیادہ محنتی تھا۔ نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کے حصہ لینے والا تھا وہ ایک غزوہ میں شریک جہاد ہو کر نکلا اور میدانِ جہاد میں شہید ہو گیا اور اس کا دوسرا ساتھی اس کے بعد ایک سال تک زندہ رہا۔ پھر اس

---

[1] صحیح۔ سنن الترمذی للالبانی، ابواب الزہد، باب ما جاء فی طول العمر للمؤمن، رقم: ۲۳۳۰

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی وفات ہوگئی۔ سیدنا طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوں اتنے میں مجھے وہ فوت ہونے والے دونوں آدمی نظر آئے ابھی وہ جنت میں داخل نہیں ہوئے تھے کہ جنت سے ایک آدمی نکلا اور ان کے راستے میں کھڑا ہوگیا۔ اس نے اس آدمی کو جنت میں پہلے جانے کی اجازت دی جو ایک سال بعد فوت ہوا تھا۔ اسکے بعد اسے اجازت دی جو اس سے ایک سال پہلے شہید ہوا تھا پھر وہ آدمی میرے پاس آیا اور کہا: تم واپس چلے جاؤ ابھی تمہارا وقت نہیں آیا۔ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ صبح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آئے اور اپنا خواب بیان کیا لوگوں نے یہ واقعہ سن کر بڑی حیرت اور تعجب کا اظہار کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مِنْ أَيِّ ذَلِكَ تَعْجَبُونَ "، فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ، هَذَا كَانَ أَشَدَّ الرَّجُلَيْنِ اجْتِهَادًا ثُمَّ اسْتُشْهِدَ، وَدَخَلَ هَذَا الْآخِرُ الْجَنَّةَ قَبْلَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " أَلَيْسَ قَدْ مَكَثَ هَذَا بَعْدَهُ سَنَةً "، قَالُوا: بَلَى، قَالَ: " وَأَدْرَكَ رَمَضَانَ، فَصَامَ وَصَلَّى كَذَا وَكَذَا مِنْ سَجْدَةٍ فِي السَّنَةِ "، قَالُوا: بَلَى، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " فَمَا بَيْنَهُمَا أَبْعَدُ مِمَّا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ".[1]

"تمہیں کس بات پر تعجب ہے"؟ انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! پہلا شخص نہایت عبادت گزار تھا، پھر وہ شہید بھی کر دیا گیا اور یہ دوسرا اس سے پہلے جنت میں داخل کیا گیا! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا یہ اس کے بعد ایک سال مزید زندہ نہیں رہا؟"، لوگوں نے عرض کیا: کیوں نہیں، ضرور زندہ رہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک سال میں اس نے رمضان کا مہینہ بھی پایا اور روزے رکھے اور نماز بھی پڑھی اور اتنے سجدے کئے، کیا یہ

[1] صحیح۔ سنن ابن ماجۃ للالبانی، کتاب تعبیر الرؤیا، باب تعبیر الرؤیا، رقم: ۳۹۲۵

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حقیقت نہیں ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: یہ تو ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

"تو اسی وجہ سے ان دونوں (کے درجوں) میں زمین و آسمان کے فاصلہ سے بھی زیادہ دوری ہے۔"

توجہ فرمائیے! دو آدمی ایک ساتھ مسلمان ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک اللہ کی راہ میں شہید ہوتا ہے اور دوسرا عام طبعی موت اس دنیا سے جاتا ہے لیکن وہ شہید سے پہلے جنت میں داخل ہو جاتا ہے کیوں......؟ اس لئے کہ اس کے نامہ عمل میں ایک سال کی نمازیں زیادہ ہیں۔ اسے رمضان المبارک کا مزید ایک مہینہ نصیب ہوا اور اس مہینہ کے اس نے روزے رکھے۔

آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق صرف دو چیزوں نے...... یعنی سال بھر کی نمازوں اور رمضان المبارک کے روزوں نے اسے اس مقام پر پہنچا دیا کہ وہ شہید سے پہلے جنت میں داخل ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ سلف صالحین اللہ کی بارگاہ میں دعائیں کیا کرتے تھے کہ اے باری تعالیٰ! ہماری زندگیوں کو رمضان المبارک تک دراز کر دے تاکہ ہم اس مہینہ میں روزے رکھ کے اور عبادات کے ذریعہ تیرا قرب پا سکیں۔

روزہ سے محبت کرنے والوں کے تین مراتب:

اہل علم فرماتے ہیں کہ روزہ سے محبت کرنے والوں کے تین مراتب ہیں:

پہلا مرتبہ:

سب سے بلند مرتبہ ان لوگوں کا ہے جو اس طرح روزہ رکھتے ہیں جیسے سیدنا داؤد علیہ السلام روزہ رکھتے تھے یعنی بندہ رمضان المبارک کے مکمل فرضی روزے رکھنے کے ساتھ ساتھ باقی سارا سال اس طرح زندگی گزارے کہ ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن روزہ چھوڑ دے۔ جب بندہ اس طرح زندگی گزارتا ہے تو قلب و باطن کی صفائی ہو جاتی ہے اور نفسانی و شہوانی خواہشات کمزور ہو جاتی ہیں۔ جس سے ایمانی اور روحانی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قوت بڑھتی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ زندگی بھر صوم داؤدی پر قائم رہے انکا بیان ہے میں عہد رسالت میں ہر دن روزہ رکھا کرتا تھا اور ہر رات جتنا قرآن پاک نازل ہوا تھا سارا پڑھا کرتا تھا میرے والد گرامی نے آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے مجھے اپنے پاس بلایا اور پوچھا:

أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُومُ الدَّهْرَ وَتَقْرَأُ الْقُرْآنَ كُلَّ لَيْلَةٍ.

"مجھے کیا خبر نہیں لگی ہے کہ تم ہمیشہ روزے رکھتے ہو اور ساری رات قرآن پڑھتے ہو۔"

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ بات ٹھیک ہے لیکن میرا ارادہ اس کام سے صرف خیر و بھلائی کا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

فَإِنَّ بِحَسْبِكَ أَنْ تَصُومَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ.

"تمہارے لئے اتنا کافی ہے کہ ہر مہینے تین روزے رکھ لیا کرو۔"

میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میرے جسم میں اس سے زیادہ روزے رکھنے کی قوت ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

فَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا.

"تیری بیوی کا تیرے اوپر حق ہے تیرے مہمان کا تجھ پر حق ہے اور تیرے جسم کا تجھ پر حق ہے۔"

پھر آپ ﷺ نے فرمایا اچھا تم ایسا کرو:

فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهُ كَانَ أَعْبَدَ النَّاسِ". قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، وَمَا صَوْمُ دَاوُدَ؟

"تم وہ روزے رکھ لیا کرو جو اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام رکھا کرتے تھے اور وہ لوگوں میں سب سے بڑھ کے عبادت گزار تھے۔"

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں نے پوچھا داؤد علیہ السلام والے روزے کون سے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا.

"وہ ایک دن روزہ رکھا کرتے تھے اور ایک دن روزہ چھوڑا کرتے تھے۔"

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ہر رات کی بجائے مہینہ بھر میں قرآن مکمل کیا کرو میں نے عرض کیا مجھ میں اس سے زیادہ پڑھنے کی قوت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم بیس دن میں ختم کر لیا کرو چنانچہ میں زیادہ کا مطالبہ کرتا رہا بالآخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سات دن تک کی اجازت دے دی اور فرمایا: اس سے کم نہ کرنا۔[1]

ایک حدیث میں آتا ہے:

أَفْضَلُ الصِّيَامِ صِيَامُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ. كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا.[2]

"افضل ترین روزے داؤد علیہ السلام والے روزے ہیں وہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن چھوڑتے تھے۔"

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مذکور ہے کہ وہ بھی صوم داؤدی کے پابند تھے ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن چھوڑتے تھے اور بڑھاپے میں بھی ان کے چہرے کے حسن اور تازگی میں فرق نہیں پڑا تھا۔

روزہ سے محبت کرنے والوں کا یہ پہلا مرتبہ ہے کہ اس قدر روزے سے محبت ہے کہ رمضان المبارک کے فرضی روزے رکھنے کے ساتھ ان کا باقی پورا سال یوں گزرتا ہے کہ وہ ایک دن روزہ رکھتے ہیں اور ایک دن چھوڑتے ہیں۔ اس سے اعلیٰ درجہ کوئی نہیں ہے۔ اس سے زیادہ اگر کوئی روزہ رکھتا ہے تو اس کا روزہ شمار ہی نہیں ہوتا اس لئے کہ وہ آدمی جو روزانہ نفلی روزہ رکھتا ہے اور کسی دن نہیں چھوڑتا اس

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب النھی عن صوم الدھر لمن تضرر بہ، رقم: ۱۱۵۹

[2] صحیح سنن نسائی للالبانی، کتاب الصیام، باب صوم یوم وافطار یوم، رقم: ۲۳۸۸

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ[1]

"جو ہمیشہ روزہ رکھے اس کا کوئی روزہ (شمار) نہیں ہوتا۔"

دوسرا مرتبہ:

روزے سے محبت کرنے والے دوسرے مرتبہ میں وہ لوگ ہیں جو رمضان المبارک کے روزے رکھنے کے ساتھ ساتھ ہر سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھتے ہیں اور دیگر وہ نفلی روزے جن کے فضائل احادیث میں بیان ہوئے ہیں ان کا التزام کرتے ہیں جیسے ایامِ بیض کے روزے ہیں عشرہ ذوالحجہ کے روزے ہیں اور دیگر وہ تمام روزے جن کا ذکر احادیث میں موجود ہے۔

تیسرا مرتبہ:

تیسرا مرتبہ ان لوگوں کا ہے جو صرف رمضان المبارک کے روزے رکھتے ہیں اور جو رمضان کے روزے بھی نہیں رکھتے وہ بھی دو طرح کے لوگ ہیں ایک وہ ہیں جو صحت ہونے کے باوجود اپنی سستی اور غفلت میں روزے چھوڑتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کی روزے سے محبت محض زبانی کلامی ہے اور حقیقی محبت میں یہ جھوٹے لوگ ہیں۔ اس لئے کہ محبت کو ثابت کرنے کیلئے اطاعت لازم ہے۔ جو محبت کا دعویٰ تو کرتا ہے لیکن اطاعت نہیں کرنا چاہتا ایسا آدمی اپنے دعویٰ میں کھوکھلا ہے:

لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَأَطَعْتَهُ... إِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ يُطِيعُ.

"اگر تو اپنی محبت میں سچا ہوتا تو اس کی (اپنے محبوب کی) اطاعت کرتا اس لئے کہ محبت کرنے والا جس سے محبت کرتا ہے اس کی اطاعت کرتا ہے۔"

دوسرے وہ لوگ ہیں جو کسی بیماری یا عذر کی وجہ سے روزے چھوڑتے ہیں۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصوم، باب حق الاہل فی الصوم، رقم: ۱۹۷۷

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انہیں اللہ نے رخصت دی ہے اگر یہ لوگ اللہ کے حضور سچے دل سے وعدہ کر لیں کہ باری تعالیٰ اگر تو ہمیں صحت وتندرستی سے نواز دے تو آئندہ سال روزے رکھیں گے اور سارا سال اس خواہش کو پورا کرنے کیلئے اپنی صحت کی بحالی کیلئے کوشش کرتے ہیں تو اس میں بھی انشاء اللہ اجر پائیں گے۔

روزہ چھوڑنے کی رخصت چار افراد کیلئے:

روزہ چھوڑنے کی رخصت چار افراد کیلئے ہے نہایت اختصار کے ساتھ آپ کے سامنے بیان کروں گا۔

(۱) مریض:

اللہ تعالیٰ نے مریض کو روزہ چھوڑنے کی رخصت عطا فرمائی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ [۱]

”تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ اور دنوں میں گنتی کو پورا کر لے“

مریض دو طرح کے ہوتے ہیں (۱) عارضی بیمار: وہ جو وقتی طور پر بیماری کا شکار ہوا اور صحت یاب ہونے کی امید ہو جیسے بخار ہو جانا، پیٹ خراب ہو جانا یا کوئی بھی ایسی بیماری جو وقتی اور عارضی ہو اور بندے کو صحت پانے کی امید ہو اس کیلئے حکم یہ ہے کہ وہ بیماری کے ایام میں روزہ چھوڑ دے اور چھوڑے ہوئے روزوں کو شمار کرتا جائے اور جب اللہ تعالیٰ اسے صحت عطا فرما دیں وہ ان چھوڑے ہوئے روزوں کو مکمل کر لے یہ حکم بیمار کیلئے ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے ”مریض“ کا کلمہ استعمال کیا ہے اور رہا یہ کہ مرض کس نوعیت یا شدت کا ہو اسے بندے کی فہم اور قوت پر چھوڑ دیا ہے کہ اس نے خود فیصلہ کرنا ہے۔ اگر وہ واقعتاً مریض ہے تو اسے رخصت ہے اور اگر وہ اپنی بدعملی اور غفلت کو

[۱] البقرة: ۱۸۴

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

مرض کا نام دے کر محض آرام طلبی کا خواہش مند ہے تو اس کا یہ عمل مناسب نہیں ہوگا۔

(۲) دائمی مریض: دوسرا دائمی مریض ہے جو کسی مستقل مرض کا شکار ہوا اور روزہ رکھنے میں اسے دشواری کا سامنا ہو یا مرض بڑھنے کا اندیشہ ہو۔ اسی طرح وہ بوڑھے افراد جو بڑھاپے اور کمزوری کی وجہ سے روزہ رکھنے کی سکت کھو دیں وہ روزہ چھوڑ سکتے ہیں۔ انہیں باقی دنوں میں بھی روزہ رکھنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا[1]

"اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔"

ہاں ایسے لوگ فدیہ ادا کریں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ[2]

"اور طاقت رکھنے والے فدیہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں۔"

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لَيْسَتْ بِمَنْسُوخَةٍ هُوَ الشَّيْخُ الْكَبِيرُ وَالْمَرْأَةُ الْكَبِيرَةُ لَا يَسْتَطِيعَانِ أَنْ يَصُومَا. فَلْيُطْعِمَانِ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِينًا.

"یہ آیت منسوخ نہیں ہے۔ اس سے مراد بہت بوڑھا مرد یا بہت بوڑھی عورت ہے۔ جو روزے کی طاقت نہ رکھتی ہو، انہیں چاہئے کہ ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں۔"[3]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب بوڑھے ہو گئے تو وہ روزانہ مسکین کو روٹی اور گوشت کھلایا کرتے تھے اور روزہ چھوڑ دیتے تھے۔[4]

---

[1] البقرہ:۲۸۶

[2] البقرہ:۱۸۴

[3] صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب قولہ، ایاما معدودات فمن کان منکم مریضا، رقم:۴۵۰۵

[4] بخاری، کتاب و باب مذکورہ، رقم:۴۵۰۵

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسلام آسانی اور اعتدال کا دین ہے لیکن ہمارے یہاں بعض لوگ بیماری کے معاملہ میں افراط وتفریط کا شکار ہوجاتے ہیں۔بعض شدید بیماری کے باوجود روزہ رکھنے کا اصرار کرتے ہیں یہ ایسے لوگ ہیں جو تشدد کا راستہ اختیار کرتے ہیں اور اللہ کی دی ہوئی رخصت کو قبول نہیں کرتے اور بعض معمولی بیماری کو بہانہ بنا کے جو روزے میں کسی زائد مشقت کا باعث بھی نہیں بنتی روزہ چھوڑ دیتے ہیں ان کا عمل بھی کسی طور پر درست نہیں ہے۔

(۲) حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتیں:

حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتیں اگر روزہ رکھنے میں مشقت محسوس کریں تو وہ روزہ چھوڑ سکتی ہیں۔ سیدنا انس بن مالک الکعبی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى وَضَعَ شَطْرَ الصَّلَاةِ أَوْ نِصْفَ الصَّلَاةِ وَالصَّوْمَ عَنِ الْمُسَافِرِ وَعَنِ الْمُرْضِعِ أَوِ الْحُبْلَى[1]

''اللہ نے (سفر میں) نماز آدھی کردی ہے، اور مسافر، دودھ پلانے والی، اور حاملہ عورت کو روزہ رکھنے کی رخصت دی ہے۔''

امام حسن بصری رحمہ اللہ اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کے بارے میں فرماتے ہیں:

إِذَا خَافَتَا عَلَى أَنْفُسِهِمَا أَوْ وَلَدِهِمَا تُفْطِرَانِ ثُمَّ تَقْضِيَانِ[2]

''دودھ پلانے والی یا حاملہ کو اگر اپنی یا اپنے بیٹے کی جان کا خوف ہو تو وہ افطار کرلیں اور پھر اس کی قضاء کرلیں۔''

(۳) مخصوص کیفیت کی شکار خواتین:

خواتین کیلئے ضروری ہے کہ وہ حیض اور نفاس کے ایام میں روزہ چھوڑ دیں

[1] حسن صحیح، سنن ابی داؤد للالبانی، کتاب الصوم، باب اختیار الفطر، رقم: ۲۴۰۸

[2] صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب قولہ ایاما معدودات فمن کان منکم مریضا، رقم: ۴۵۰۵

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ان ایام میں ان کیلئے روزہ رکھنا حرام ہے۔ ان دنوں میں چھوڑے ہوئے روزے وہ باقی دنوں میں ایسے ہی پورے کریں گی جیسے مریض حالت مرض میں چھوڑے ہوئے روزے دیگر دنوں میں پورے کرتا ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كُنَّا نَحِيضُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ نَطْهُرُ فَيَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصَّوْمِ، وَلَا يَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ[1]

''ہم عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حیض سے ہوتی تھیں، پھر ہم پاک ہوتیں تو آپ ہمیں روزہ کی قضاء کا حکم دیتے تھے، اور نماز کی قضاء کے لیے نہیں کہتے تھے۔''

(۴) مسافر:

مسافر کو روزے کی رخصت ہے لیکن واضح رہے اگر کوئی شخص محض اس لئے سفر کرتا ہے تا کہ اسے روزہ چھوڑنے کی رخصت مل جائے اور فرض کو ساقط کرنے کیلئے کوئی حیلہ کرتا ہے تو یہ درست نہ ہوگا مسافر کو روزہ چھوڑنے کی رخصت تین اعتبار سے ہے:

❁ اگر سفر کا روزہ برداشت سے باہر ہو اور اس کا روزہ رکھنا اس کیلئے اور دیگر افراد کیلئے پریشانی کا باعث بن سکتا ہو تو روزہ رکھنا درست نہیں ہوگا۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَرَأَى زِحَامًا وَرَجُلًا قَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَا هَذَا؟ فَقَالُوا: صَائِمٌ، فَقَالَ: لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ[2]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک شخص پر لوگوں نے سایہ کر رکھا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا

---

[1] صحیح۔ سنن نسائی للالبانی، کتاب الصیام، باب وضع الصیام عن الحائض، رقم: ۲۳۱۸

[2] صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لمن ظلل علیہ...... رقم: ۱۹۴۶

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بات ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ایک روزہ دار ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔"

توجہ کیجئے ایک ایسا آدمی جو سفر میں روزہ رکھنے کی برداشت نہیں رکھتا اور بالآخر وہ چلنے پھرنے سے دوبھر ہو گیا اور سفر میں وہ جس کام کیلئے نکلا تھا وہ بھی متاثر ہوا اور دیگر افراد بھی اپنا کام چھوڑ کے اس کے گرد جمع ہو گئے آپ ﷺ نے اس آدمی کی حالت دیکھ کر فرمایا کہ سفر کے روزے میں کوئی نیکی نہیں ہے اور جب ایسے آدمی کو روزہ رکھنے پر سوائے تنگی اور مشقت کے کچھ نہیں ملتا تو اس کا روزہ رکھنا درست کیسے قرار پا سکتا ہے ایک اور حدیث سے یہ مسئلہ مزید واضح ہو جاتا ہے سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ فِي رَمَضَانَ، فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ كُرَاعَ الْغَمِيمِ فَصَامَ النَّاسُ، فَبَلَغَهُ أَنَّ النَّاسَ قَدْ شَقَّ عَلَيْهِمُ الصِّيَامُ، فَدَعَا بِقَدَحٍ مِنَ الْمَاءِ بَعْدَ الْعَصْرِ فَشَرِبَ وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ، فَأَفْطَرَ بَعْضُ النَّاسِ وَصَامَ بَعْضٌ فَبَلَغَهُ أَنَّ نَاسًا صَامُوا، فَقَالَ: " أُولَئِكَ الْعُصَاةُ"[1]

" رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال رمضان میں مکہ کی طرف روانہ ہوئے تو آپ نے روزہ رکھا، یہاں تک کہ آپ کراع الغمیم پر پہنچے، تو لوگوں نے بھی روزہ رکھ لیا، آپ کو خبر ملی کہ لوگوں پر روزہ دشوار ہو گیا ہے، تو آپ نے عصر کے بعد پانی سے بھرا ہوا پیالہ منگوایا، پھر پانی پیا، اور لوگ دیکھ رہے تھے، پس (آپ کو دیکھ کر) بعض لوگوں نے روزہ افطار کر لیا اور بعض نے روزہ جاری رکھا، آپ کو یہ بات پہنچی کہ کچھ لوگ روزہ رکھے ہوئے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "یہی لوگ نافرمان ہیں۔"

[1] صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب صفۃ النبی ﷺ، رقم: ۳۵۶۰

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حدیث میں موجود ان الفاظ پر غور کیجئے آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ لوگوں پر روزہ دشوار ہو گیا ہے آپ ﷺ نے ان افراد کی مشقت کو سامنے رکھتے ہوئے روزہ ختم کر دیا اس مشقت کے باوجود بعض لوگ روزہ جاری رکھے ہوئے تھے آپ ﷺ نے انہیں نافرمان قرار دیا پچھلی حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: سفر کے روزہ میں نیکی نہیں ہے۔ اور اس حدیث میں مشقت کے باوجود روزہ جاری رکھنے والے افراد کو نافرمان قرار دیا دونوں جگہ شدید الفاظ ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ وہ افراد جن کیلئے سفر کا روزہ نا قابل برداشت ہے انہیں سفر میں روزہ نہیں رکھنا چاہئے اور ان کا روزہ رکھنا درست عمل نہیں ہوگا، اور اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے اگر سفر کے دوران روزے میں مشقت بن جائے تو اسے دوران سفر ختم کیا جا سکتا ہے جیسے آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عصر کے وقت روزہ کھول لیا تھا۔

❁ دوسرے وہ افراد ہیں جو سفر کا روزہ پورا تو کر لیتے ہیں لیکن انہیں سخت مشقت اور دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے علماء فرماتے ہیں کہ ایسے افراد کا روزہ رکھنا ناپسندیدہ ہے اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں رخصت اور آسانی دی ہے تو وہ اپنے آپ کو مشقت میں کیوں مبتلا کرتے ہیں، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا، فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ[1]

"رسول اللہ ﷺ کو جب بھی دو چیزوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کے لیے کہا گیا تو آپ ﷺ نے ہمیشہ اسی کو اختیار فرمایا جس میں آپ کو زیادہ آسانی معلوم ہوئی بشرطیکہ اس میں کوئی گناہ نہ ہو۔ کیونکہ اگر اس میں گناہ کا کوئی شائبہ ہوتا تو آپ اس سے سب سے زیادہ دور رہتے۔"

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث مبارک میں ہے فرماتے ہیں:

---

[1] صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب صفۃ النبی ﷺ، رقم: ۳۵۶۰

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ. فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ. فَنَزَلْنَا فِي يَوْمٍ حَارٍّ وَاتَّخَذْنَا ظِلَالًا فَسَقَطَ الصُّوَّامُ. وَقَامَ الْمُفْطِرُونَ فَسَقَوْا الرِّكَابَ , فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " ذَهَبَ الْمُفْطِرُونَ الْيَوْمَ بِالْأَجْرِ[1]

''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے، ہم میں سے کچھ لوگ روزہ رکھے ہوئے تھے اور کچھ لوگ بغیر روزے کے تھے، ہم نے ایک گرم دن میں پڑاؤ کیا، اور ہم (خیمے لگا کر) سایہ کرنے لگے، تو روزہ دار (سخت گرمی کی تاب نہ لا کر) گر پڑے، اور روزہ نہ رکھنے والے اٹھے اور انہوں نے سواریوں کو پانی پلایا، یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " آج روزہ نہ رکھنے والے ثواب لے گئے۔''

یہ لوگ روزہ رکھنے والوں سے زیادہ اجر لے گئے اس لئے کہ روزہ رکھنے والے سفر کی مشقت کی وجہ سے تھک گئے اور ان میں خیمے لگانے اور سواریوں کو پانی پلانے کی سکت نہ رہی چنانچہ جنہوں نے روزہ نہیں رکھا تھا وہ اُٹھے انہوں نے خیمے لگائے، سواریوں کو پانی پلایا اور روزہ داروں کیلئے آسانی فراہم کی اس سے یہ مسئلہ بھی حل ہوتا ہے جو افراد کسی معذوری کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ رہے وہ روزہ داروں کیلئے آسانی فراہم کر کے اجر لے سکتے ہیں۔ روزہ کھلوانے کا جو اجر احادیث میں وارد ہوا ہے وہاں یہ شرط نہیں ہے کہ روزہ کھلوانے والے کو تب اجر ملے گا اگر وہ خود روزہ دار ہے۔ اگر کوئی دائمی مریض یا بوڑھا آدمی روزہ کھلواتا ہے تو اسے بھی وہی اجر ملے گا جو حدیث میں وارد ہوا ہے۔

❀ تیسرے وہ افراد ہیں جو روزہ رکھنے کے عادی ہیں اور سفر کے روزے میں انہیں مشقت کا سامنا نہیں کرنا پڑتا انہیں اختیار ہے چاہے تو روزہ رکھ لیں چاہے

[1] صحیح۔ سنن نسائی للالبانی، کتاب الصیام، باب فضل الافطار فی السفر علی الصیام، رقم: ۲۲۸۳

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو چھوڑ دیں۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيَّ، قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَأَصُومُ فِي السَّفَرِ، وَكَانَ كَثِيرَ الصِّيَامِ؟ فَقَالَ: إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ"[1]

"سیدنا حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: میں سفر میں روزہ رکھ لیا کروں؟ وہ روزے بکثرت رکھا کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر چاہے تو روزہ رکھ اور چاہے تو روزہ چھوڑ دے۔"

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا علمی مسائل میں بلند مرتبہ پر فائز تھیں۔ چنانچہ انہوں نے حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ سائل کثرت سے نفلی روزے رکھنے کا عادی تھا اور اس قول سے مسئلہ کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہ کثرت سے روزے رکھنے والا عام آدمیوں کے مقابلہ میں زیادہ مشقت برداشت کرنے کا عادی ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ تمہاری مرضی پر موقوف ہے چاہے تو روزہ رکھ لو چاہے تو چھوڑ دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان تمام امور کو سمجھتے تھے۔ اس لئے بعض دفعہ ایک ہی سفر میں بعض لوگ رخصت پر عمل کرتے ہوئے روزہ چھوڑے ہوئے ہوتے اور بعض روزہ رکھے ہوتے اور کوئی بھی کسی پر اعتراض نہیں کرتا تھا سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

سَافَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ، فَصَامَ بَعْضُنَا وَأَفْطَرَ بَعْضُنَا. "فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ"[2]

"ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رمضان میں سفر کیا تو ہم میں سے بعض لوگوں نے روزہ رکھا اور بعض نے نہیں رکھا تو نہ روزہ چھوڑنے

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب الصوم فی السفر والافطار، رقم: ۱۹۴۳

[2] صحیح۔ سنن ابی داؤد للالبانی کتاب الصوم، باب الصوم فی السفر، رقم: ۲۴۰۵

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

والوں نے روزہ رکھنے والوں پر عیب لگایا، اور نہ روزہ رکھنے والوں نے روزہ چھوڑنے والوں پر عیب لگایا۔''

بچہ اور دیوانہ:

وہ آدمی جس کی عقل کھو چکی ہے اور نابالغ بچہ جو ابھی بلوغت کو نہیں پہنچا روزے کے حکم سے مستثنیٰ ہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ الْمَجْنُونِ الْمَغْلُوبِ عَلَى عَقْلِهِ حَتَّى يَفِيقَ، وَعَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ، وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَحْتَلِمَ[1]

''قلم تین آدمیوں سے اٹھالیا گیا ہے: مجنون سے جس کی عقل جاتی رہے یہاں تک کہ صحت یاب ہوجائے، سوئے ہوئے شخص سے یہاں تک کہ وہ بیدار ہوجائے، بچے سے یہاں تک کہ وہ بالغ ہوجائے۔''

یہاں تک کل چار قسم کے افراد بیان ہوئے جو روزہ چھوڑ سکتے ہیں روزہ چھوڑنے پر یہ گناہ گار نہیں ہوں گے بشرطیکہ ان احکام کو مدنظر رکھیں جن کا انہیں حکم دیا گیا ہے

جان بوجھ کر روزہ چھوڑنے والے:

کچھ لوگ ایسے ہیں جنہیں کسی قسم کا کوئی عذر نہیں ہوتا وہ محض آرام طلبی کے پیش نظر جان بوجھ کر روزہ ترک کر دیتے ہیں انہیں سمجھنا چاہئے کہ روزہ چھوڑ کر وہ کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اس لئے کہ روزہ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے اور ان ارکان میں سے کسی بھی رکن کو جان بوجھ کر چھوڑنا، گناہِ کبیرہ کا ارتکاب ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے افراد سے شدید نفرت ہے جو رمضان کے مہینہ میں بلا عذر روزہ چھوڑنے اور اس قیمتی وقت کو غفلت میں گزارنے والے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے افراد کی بربادی کیلئے بددعا کی ہے سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک

[1] صحیح۔ سنن ابی داؤد للالبانی، کتاب الحدود، باب فی المجنون یسرق أو یصیب حدا، رقم: ۴۴۰۱

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

دفعہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: منبر لاؤ، ہم منبر لے آئے جب آپ ﷺ پہلی سیڑھی پر چڑھے تو فرمایا:

فَلَمَّا ارْتَقَى دَرَجَةً قَالَ: "آمِينَ". فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّانِيَةَ قَالَ: "آمِينَ". فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّالِثَةَ قَالَ: "آمِينَ". فَلَمَّا فَرَغَ نَزَلَ مِنَ الْمِنْبَرِ قَالَ: فَقُلْنَا له يَا رَسُولَ اللهِ لَقَدْ سَمِعْنَا الْيَوْمَ مِنْكَ شَيْئًا لَمْ نَكُنْ نَسْمَعُهُ قَالَ: "إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامِ عَرَضَ لِي فَقَالَ: بَعُدَ مَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ فَقُلْتُ: آمِينَ فَلَمَّا رَقِيتُ الثَّانِيَةَ قَالَ: بَعُدَ مَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ فَقُلْتُ: آمِينَ، فَلَمَّا رَقِيتُ الثَّالِثَةَ قَالَ: بَعُدَ مَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ الْكِبَرَ عِنْدَهُ أَوْ أَحَدَهُمَا، فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ. قُلْتُ: آمِينَ[1]

''آمین'' جب دوسری سیڑھی پر چڑھے تو فرمایا آمین، اور جب تیسری سیڑھی پر چڑھے تو فرمایا آمین، جب آپ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آج ہم نے آپ سے ایسی بات سنی جو اس سے پہلے کبھی نہیں سنی آپ ﷺ نے فرمایا: جبرائیل امین میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا: اس آدمی کیلئے ہلاکت ہے جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اپنے گناہوں کی معافی نہ پاسکا تو میں نے کہا: آمین اور جب میں دوسری سیڑھی پر چڑھا تو جبرائیل نے فرمایا: اس آدمی کیلئے ہلاکت ہو جس کے سامنے آپ کا نام لیا جائے اور وہ آپ پر درود نہ پڑھے۔ میں نے کہا: آمین اور جب میں تیسری سیڑھی پر چڑھا تو جبرائیل امین نے کہا: اس آدمی کیلئے ہلاکت ہو جس نے اپنے والدین کو یا دونوں میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور وہ ان کی

[1] صحیح، الترغیب والترہیب للالبانی، کتاب الصوم، باب الترغیب فی صیام رمضان، رقم: ۹۹۵

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خدمت کر کے جنت حاصل نہ کر سکا تو میں نے جواباً کہا: آمین۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو رحمۃ للعالمین کے لقب سے نوازا ہے آپ ﷺ سراپا رحمت تھے اور اس وقت بھی آپ ﷺ کے ہونٹوں پر بددعا نہ آئی جب طائف کے میدان میں آپ ﷺ پر پتھر برسائے گئے آپ ﷺ دوسروں کی غم خواری میں اپنی خوشی بھول جاتے تھے۔

محبت کے یوں جس نے دریا بہائے

دل ان کا بھی چھینا جو سر لینے آئے

بندہ نوازی کے یوں جوہر دکھائے

کہ خود کھا کے جو اور جواہر لٹائے

خوشی ساری اوروں کے غم میں بھلا دی

دیا دکھ جس نے اسے بھی دعا دی

اس قدر شفیق و مہربان پیغمبر جو امت کے غم میں راتوں کو اللہ کے حضور آنسو بہانے والے اگر کسی فعل پر ہلاکت کی بددعا پر آمین کہیں تو وہ فعل کس قدر سنگین ہوگا اور ایسے عمل سے آپ ﷺ کو کس قدر نفرت ہوگی اور توجہ کیجئے آپ ﷺ نے رمضان کی قدر نہ کرنے والے شخص سے ایسی ہی نفرت کا اظہار کیا ہے اور بلا عذر روزہ چھوڑنے والوں کی آخرت میں سزا بھی بہت دردناک ہوگی۔ سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ أَتَانِي رَجُلَانِ فَأَخَذَا بِضُبْعَيَّ فَأَتَيَا بِي جَبَلًا وَعْرًا فَقَالَا لِي: اصْعَدْ حَتَّى إِذَا كُنْتُ فِي سَوَاءِ الْجَبَلِ فَإِذَا أَنَا بِصَوْتٍ شَدِيدٍ فَقُلْتُ: مَا هَذِهِ الْأَصْوَاتُ؟ قَالَ: هَذَا عُوَاءُ أَهْلِ النَّارِ ثُمَّ انْطَلَقَ بِي فَإِذَا أَنَا بِقَوْمٍ مُعَلَّقِينَ بِعَرَاقِيبِهِمْ مُشَقَّقَةً أَشْدَاقُهُمْ تَسِيلُ أَشْدَاقُهُمْ دَمًا فَقُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ؟ فَقِيلَ:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

هُؤُلَاءِ الَّذِينَ يُفطرون قَبْلَ تَحِلَّةِ صَوْمِهِمْ[1]

''میں سویا ہوا تھا اور میرے پاس دو آدمی آئے انہوں نے مجھے بازوؤں سے پکڑا اور مشکل چڑھائی والے پہاڑ پر لے آئے اور دونوں نے کہا: اس پہاڑ پر چڑھیے، میں نے کہا: میں نہیں چڑھ سکتا۔ انہوں نے کہا: ہم آپ کو آسانی فراہم کردیتے ہیں۔ پس میں چڑھا یہاں تک کہ پہاڑ کی چوٹی تک جا پہنچا وہاں چیخ و پکار کی شدید آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ میں نے پوچھا: یہ کیسی آوازیں ہیں؟ انہوں نے بتایا یہ جہنمیوں کی چیخ و پکار ہے پھر وہ میرے ساتھ آگے بڑھے جہاں میں نے کچھ لوگ اُلٹے لٹکے ہوئے دیکھے جن کے منہ چیرے ہوئے تھے اور ان سے خون بہہ رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتایا یہ وہ لوگ ہیں جو وقت سے پہلے روزہ افطار کرلیا کرتے تھے۔''

جن لوگوں کو روزہ چھوڑنے کی رخصت اللہ تعالیٰ نے دی ہے وہ تو روزہ چھوڑ سکتے ہیں اور جن کو اللہ تعالیٰ نے بیماریوں سے محفوظ صحت مند جسم عطا کیا اور کتنے ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت کی فراوانی دی ہے اچھا جسم بھی دیا ہے اور مال بھی دیا ہے لیکن ان کی جرأت دیکھیے وہ عرش والے بادشاہ سے بغاوت پر تلے ہوئے ہیں، ڈریں اُس وقت سے جب بیماریاں بدن کھوکھلا کردیں گی جب پیسہ ہونے کے باوجود ڈاکٹر من پسند غذاؤں سے روک دیں گے تب رُکیں گے تو اجر کوئی نہیں اب رکیں گے تو اللہ کی خوشنودی حاصل ہوگی اور اب رکنا بھی کتنا ہے صرف فجر سے شام تک اور اجر بے مثال ہے، اللہ ہمیں روزہ رکھنے اور اس کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

[1] صحیح التعلیقات الحسان علی صحیح ابن حبان للالبانی، کتاب اخبارہ صلی اللہ علیہ وسلم...... باب صفۃ النار واہلہا، رقم: ۷۴۴۸

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

رمضان میں تقویٰ کا حصول کیسے......؟

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ[1]

"اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کر دیئے گئے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔"

واجب الاحترام سامعین حضرات! جو آیت کریمہ آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ رمضان کا ایمان کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ اسی لئے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا کہہ کر ایمان والوں کو مخاطب کیا گیا ہے کہ روزے ایمان والوں پر فرض کئے گئے ہیں جیسا کہ حدیث مبارک میں ہے:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ"[2]

"جس نے رمضان کے روزے ایمان اور احتساب کے ساتھ رکھے اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے۔"

معلوم ہوا کہ روزہ رکھ کر ایمان والا ہونا پڑے گا اور پھر روزہ رکھ کے ایمانی کیفیت کو برقرار رکھنا ہوگا اور آیت کے آخری جملہ سے ثابت ہوتا ہے کہ رمضان کا تقویٰ کے ساتھ بھی گہرا تعلق ہے۔ اسی لئے فرضیت روزہ کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے تا کہ تم متقی بن جاؤ، تمہارے اندر تقویٰ و پرہیزگاری کا وصف پیدا ہو جائے۔

حضرات! اللہ تعالیٰ عبادات کے ذریعہ سے ہم میں جو اوصاف پیدا کرنا چاہتے ہیں وہ اخلاقی اقدار ہم میں تبھی پیدا ہو سکتی ہیں جب ہم ہر عبادت اور عمل کو

---

[1] البقرہ: ۱۸۳

[2] صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب صوم رمضان احتسابا من الایمان، رقم ۳۸

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

طریقہ نبوی ﷺ کے مطابق ادا کریں اور روزہ بھی ہم میں تقویٰ تب ہی پیدا کرے گا جب ہم ان اعمال کی طرف پیش قدمی کریں جو اعمال رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک کے مہینہ میں اور دوران روزہ اختیار فرمایا کرتے تھے آج کے لیکچر میں ایسے ہی چند اعمال آپ کے سامنے بیان کروں گا۔

صدقہ وخیرات تیز آندھی کی مانند:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

" كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ، وَكَانَ أَجْوَدُمَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ، وَكَانَ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ، فَلَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ "[1]

''رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ جواد (سخی) تھے اور رمضان میں (دوسرے اوقات کے مقابلہ میں جب) جبریل علیہ السلام آپ ﷺ سے ملتے بہت زیادہ سخاوت فرماتے۔ جبریل علیہ السلام رمضان کی ہر رات آپ ﷺ سے ملاقات کرتے اور آپ ﷺ کے ساتھ قرآن کا دور کرتے، غرض نبی کریم ﷺ تیز چلتی ہوئی ہوا سے بھی زیادہ سخاوت فرمایا کرتے تھے۔''

رمضان کے علاوہ دیگر مہینوں میں بھی آپ ﷺ صدقہ کیا کرتے تھے لیکن رمضان المبارک کے مہینہ میں آپ ﷺ کا صدقہ تیز آندھی کی مثل ہوتا تھا۔ لہٰذا آپ ﷺ سے محبت اور ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ روزے کو صدقہ کے ساتھ اس طرح مزین اور مرصع کیا جائے جیسے آپ ﷺ صدقہ کا اہتمام فرماتے تھے اور بالخصوص پوشیدہ صدقہ کرنا سیکھیں اس میں بہت اجر ہے۔ اعلانیہ کا اپنا اجر ہے۔ لیکن

---

[1] صحیح بخاری۔ کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ، رقم: ۷

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

راز داری کا صدقہ اپنے اندر اتنی روحانی قوت رکھتا ہے کہ قیامت کی حشر خیز گرمی میں جب کوئی سایہ دار جگہ نہ ہوگی بندے کو اللہ کے عرش کے سایہ تک پہنچا دے گا، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرش الٰہی کا سایہ پانے والے سات قسم کے افراد ذکر کرتے ہوئے ان میں ایک بندے کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا:

رَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ[1]

''وہ انسان جو صدقہ کرے اور اسے اس درجہ چھپائے کہ بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔''

راز داری سے کیا ہوا صدقہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو مٹا دیتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

إِنَّ صَدَقَةَ السِّرِّ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى[2]

''بلاشبہ پوشیدہ صدقہ رب تبارک وتعالیٰ کے غصہ کو بجھا دیتا ہے۔''

صدقہ ایک عبادت ہے اس عبادت میں ہم بعض دفعہ کچھ کوتاہیاں کر جاتے ہیں ان کوتاہیوں کو جاننا بہت ضروری ہے۔

- بعض لوگ رمضان میں زکوٰۃ نکالنے کیلئے زکوٰۃ میں تاخیر کرتے ہیں ان کا یہ عمل درست نہیں زکوٰۃ میں یہ اصول ہے کہ آپ کے پاس موجود مال پر جیسے ہی سال مکمل ہو جاتا ہے اگر آپ صاحب نصاب ہیں تو سال مکمل ہونے پر زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی مثال کے طور پر اگر کسی آدمی کے پاس رجب کے مہینہ میں مال آتا ہے تو آنے والے رجب میں اس پر سال مکمل ہو جائے گا اور اسے رجب میں ہی زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی اگر وہ اس کی ادائیگی میں دو مہینہ کی تاخیر کر کے رمضان میں زکوٰۃ نکالتا ہے تو کوتاہی پر گناہ گار شمار ہوگا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

---

1 صحیح بخاری۔ کتاب الزکوۃ، باب الصدقۃ بالیمین، رقم: ۱۴۲۳

2 حسن، ا- غیب والترہیب للالبانی، کتاب الصدقات، باب الترغیب فی صدقۃ السر، رقم: ۸۸۸

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

لَا زَكَاةَ فِي مَالٍ حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ[1]

"کسی بھی مال پر اس وقت تک زکاۃ نہیں ہے جب تک اس پر سال نہ گزر جائے۔"

زکوٰۃ میں تاخیر درست نہیں ہے ہاں ضرورت کے پیش نظر پہلے ادا کی جاسکتی ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّ الْعَبَّاسَ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَعْجِيلِ صَدَقَتِهِ قَبْلَ أَنْ تَحِلَّ، فَرَخَّصَ لَهُ فِي ذَلِكَ[2]

"سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زکاۃ جلدی (یعنی سال گزرنے سے پہلے) ادا کرنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے ان کو اس کی اجازت دی۔"

اگر کسی حاجت مند کو پہلے ضرورت ہے تو اس کی شدتِ ضرورت اور حالات وواقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے زکوٰۃ پہلے بھی ادا کی جاسکتی ہے۔

❁ صدقہ میں دوسری غلطی یہ کی جاتی ہے کہ بعض لوگ صدقہ دیتے ہوئے قرابتداروں کو چھوڑ دیتے ہیں اور باہر تقسیم کرتے ہیں حالانکہ قرابتدار اگر حق دار ہے تو اس کی مدد کرنے اور اس کو صدقہ دینے میں دو اجر ہیں ایک اجر صدقہ کا اور دوسرا صلہ رحمی کا سیدنا سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِينِ صَدَقَةٌ، وَهِيَ عَلَى ذِي الْقَرَابَةِ اثْنَتَانِ صَدَقَةٌ، وَصِلَةٌ[3]

"مسکین وفقیر کو صدقہ دینا (صرف) صدقہ ہے، اور رشتہ دار کو صدقہ دینا

---

[1] صحیح۔ سنن ابن ماجہ للالبانی۔ کتاب الزکوۃ، باب من استفاد مالا، رقم: ۱۷۹۲

[2] حسن۔ سنن ابی داود للالبانی، کتاب الزکاۃ، باب فی تعجیل الزکاۃ، رقم: ۱۶۲۴

[3] صحیح۔ سنن ابن ماجہ للالبانی، کتاب الزکاۃ، باب فضل الصدقۃ، رقم: ۱۸۴۴

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دو (اجر رکھتا) ہے، ایک صدقہ اور دوسری صلہ رحمی۔"

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں اسے افضل صدقہ قرار دیا گیا ہے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَفْضَلُ الدِّينَارِ دِينَارٌ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلَى عِيَالِهِ، وَدِينَارٌ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلَى دَابَّتِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَدِينَارٌ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلَى أَصْحَابِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ[1]

"سب سے بہتر دینار وہ دینار ہے، جسے آدمی اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے، اور وہ دینار ہے جسے وہ اللہ کی راہ میں اپنی سواری پر خرچ کرتا ہے، اور وہ دینار ہے جسے آدمی اللہ کی راہ میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے۔"

قرابتداروں کو صدقہ میں مقدم رکھیں ان سے محبت بھی رکھیں اور ان کی کڑوی کسیلی باتوں کو یہ سوچ کر برداشت کریں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کی اُمید بنایا ہوا ہے اور آپ کا ہاتھ دینے والا بنادیا ہے۔

❁ صدقہ میں تیسری غلطی ہم یہ کرتے ہیں کہ ہم عموماً اس وقت صدقہ نکالتے ہیں جب جسم کو کوئی بیماری لاحق ہوتی ہے یا کسی آفت یا مصیبت کا شکار ہو جاتے ہیں یعنی ہم بیماری یا مصیبت کا انتظار کرتے ہیں اور خوشحالی اور تندرستی میں اللہ کو بھول جاتے ہیں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا اور کہنے لگا:

يَا رَسُولَ اللهِ، أَيُّ الصَّدَقَةِ أَعْظَمُ أَجْرًا؟ قَالَ: أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ، تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَأْمُلُ الْغِنَى، وَلَا تُمْهِلُ حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ، قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا، وَلِفُلَانٍ كَذَا، وَقَدْ كَانَ

[1] صحیح۔ الترمذی للالبانی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی النفقۃ علی الاہل، رقم: ۱۹۶۶

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لِفُلَانٍ"[1]

"یا رسول اللہ! کس طرح کے صدقہ میں سب سے زیادہ ثواب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس صدقہ میں جسے تم صحت کے ساتھ بخل کے باوجود کرو۔ تمہیں ایک طرف تو فقیری کا ڈر ہو اور دوسری طرف مالدار بننے کی تمنا اور امید ہو اور (صدقہ وخیرات میں) اتنی دیر نہ کرو کہ جان حلق تک آجائے اور اس وقت تو کہنے لگے کہ فلاں کے لیے اتنا اور فلاں کے لیے اتنا حالانکہ وہ تو اب فلاں کا ہو چکا۔"

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو نذر پسند نہیں ہے۔ اس لئے کہ نذر ماننے والا عموماً آسانی اور راحت میں صدقہ نہیں کرتا وہ جب بھی کسی آفت یا پریشانی کا شکار ہوتا ہے تو اس مصیبت سے نکلنے کیلئے صدقہ وخیرات کرنا چاہتا ہے آپ ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

لَا تَنْذِرُوا , فَإِنَّ النَّذْرَ لَا يُغْنِي مِنَ الْقَدَرِ شَيْئًا , وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ[2]

"نذر مت مانو، اس لیے کہ نذر تقدیر کے سامنے کچھ کام نہیں آتی، اس سے تو صرف بخیل سے کچھ نکلوایا جاتا ہے۔"

ابن حبان میں مذکور ہے ایک آدمی سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہنے لگا، اے ابوعبدالرحمٰن! میرا ایک بیٹا سرزمین فارس میں طاعون میں مبتلا ہو گیا، میں نے نذر مانی اگر میرا بیٹا ٹھیک ہو گیا تو میں اسے پیدل کعبۃ اللہ لے کر جاؤں گا اور میرا بیٹا آیا اور فوت ہو گیا، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے کہا: تو اپنی نذر پوری کر۔ اس آدمی نے کہا: میں نے نذر مانی تھی کہ اپنے بیٹے کو لے کر جاؤں گا اور میرا بیٹا تو فوت ہو گیا ہے، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما غصہ میں آ گئے اور فرمانے لگے کیا تمہیں نذر

[1] صحیح بخاری۔ کتاب الزکوۃ، باب فضل صدقۃ الشحیح الصحیح، رقم: ۱۴۱۹

[2] صحیح۔ سنن الترمذی، ابواب النذور والایمان، باب فی کراہیۃ النذر، رقم: ۱۵۳۸

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ماننے سے منع نہیں کیا گیا میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

إِنَّ النَّذْرَ لَا يُقَدِّمُ شَيْئًا وَلَا يُؤَخِّرُهُ وَلَكِنَّ اللّٰهَ يَنْزِعُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ[1]

"بے شک نذر نہ کسی چیز کو مقدم کرتی ہے اور نہ مؤخر بلکہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ بخیل سے کچھ نکلواتا ہے۔"

نذر ماننا اگرچہ درست ہے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آپ ﷺ کی موجودگی میں نذر ماننے کا ثبوت بھی ملتا ہے لیکن آپ ﷺ کا منع کرنا دراصل لوگوں کو بہتری کی طرف مائل کرنا ہے کہ صدقہ کرنے میں کسی آفت کا انتظار نہ کرو اور نہ ہی اللہ تعالیٰ سے شرطیں لگا کر صدقہ کرو کہ اگر فلاں کام ہو جائے گا تو میں اتنا صدقہ کروں گا، بہتر عمل یہ ہے کہ تم شرطیں لگائے بغیر تنگی ہو یا آسانی مطلق طور پر صدقہ کرو اور اسے اپنی عادت بنالو۔

❁ صدقہ کے حوالہ سے چوتھی غلطی یہ ہے کہ بعض افراد کو اگر اللہ تعالیٰ نے وافر مال عطا نہیں فرمایا تو وہ صدقہ بالکل بھی نہیں کرتے بلکہ وہ کہتے ہیں ہمارے پاس ہے کیا...... جو ہم صدقہ کریں حالانکہ تنگ دست آدمی کا تھوڑے مال سے کچھ گنجائش نکال کے صدقہ کرنا افضل ترین صدقہ ہے سیدنا عبداللہ بن حبشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا:

أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: " طُولُ الْقِيَامِ " قِيلَ: فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: " جَهْدُ الْمُقِلِّ " قِيلَ: فَأَيُّ الْهِجْرَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: "مَنْ هَجَرَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ" قِيلَ: فَأَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: " مَنْ جَاهَدَ الْمُشْرِكِينَ بِمَالِهِ وَنَفْسِهِ " قِيلَ: فَأَيُّ الْقَتْلِ أَشْرَفُ؟ قَالَ: "مَنْ أُهَرِيقَ دَمُهُ وَعُقِرَ جَوَادُهُ"[2]

[1] صحیح۔ التعلیقات الحسان علی صحیح ابن حبان للالبانی، کتاب النذور، رقم: ۴۳۶۳

[2] صحیح۔ سنن ابی داؤد للالبانی، کتاب تفریع ابواب الوتر، باب طول القیام، رقم: ۱۴۴۹

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ نماز جس میں لمبا قیام ہو"، پھر پوچھا گیا: کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "کم مال والا محنت کی کمائی میں سے جو صدقہ دے"، پھر پوچھا گیا: کون سی ہجرت افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس شخص کی ہجرت جو ان چیزوں کو چھوڑ دے جنہیں اللہ نے اس پر حرام کیا ہے"، پھر پوچھا گیا: کون سا جہاد افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس شخص کا جہاد جس نے اپنی جان و مال کے ساتھ مشرکین سے جہاد کیا ہو"، پھر پوچھا گیا: کون سا قتل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی راہ میں جس کا خون بہایا گیا ہو اور جس کے گھوڑے کو زخمی کر دیا گیا ہو۔"

آپ ﷺ نے کم مال والے کا اپنی محنت کی کمائی سے صدقہ کرنا افضل صدقہ قرار دیا ہے اور کم مال والے کیلئے صدقہ کرنا کچھ مشکل نہیں ہے اس لئے کہ آپ ﷺ نے ایک حدیث میں صدقہ کی اتنی تھوڑی مقدار بتا دی ہے کہ وہاں تک رسائی کسی کیلئے بھی مشکل نہیں ہے۔ صحیح بخاری کی روایت ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ إِلَّا الطَّيِّبَ، وَإِنَّ اللّٰهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يُرَبِّيهَا لِصَاحِبِهِ كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ[1]

"جو شخص حلال کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کرے اور اللہ تعالیٰ صرف حلال کمائی کے صدقہ کو قبول کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے داہنے ہاتھ سے قبول کرتا ہے پھر صدقہ کرنے والے کے لیے اسے بڑھاتا رہتا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے کوئی اپنے جانور کے بچے کو کھلا پلا کر بڑا کرتا ہے یہاں تک کہ

[1] صحیح بخاری۔ کتاب الزکاۃ، باب الصدقۃ من کسب طیب رقم: ۱۴۱۰

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس کا صدقہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔"

حلال کمائی سے خالص نیت کے ساتھ ایک کھجور کے برابر کیا ہوا صدقہ اللہ تعالیٰ پہاڑ کے برابر کر دیتے ہیں ایک کھجور کتنی مہنگی ہو سکتی ہے.....؟ سنن نسائی کی حدیث میں اس سے بھی تھوڑے صدقہ کا بیان ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ[1]

"آگ سے بچو اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی اللہ کی راہ میں دے کر سہی۔"

یہاں یہ نہیں فرمایا اگرچہ نصف کھجور یا کھجور کا تیسرا حصہ ہی ہو بلکہ فرمایا خواہ کھجور کا ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو، کھجور کا چوتھا حصہ بھی ٹکڑا ہی کہلاتا ہے بلکہ دسواں، بیسواں یا ہزارواں حصہ بھی ٹکڑا ہی کہلاتا ہے اب اگر کوئی اتنا بھی صدقہ نہیں کر سکتا تو پھر اسے غفلت، کوتاہی یا ایمانی کمزوری ہی کہا جا سکتا ہے۔

اگر نیت خالص ہو اور صرف اللہ کی رضا مقصود ہو تو مشقت سے کمائی ہوئی روٹی کا ایک ٹکڑا صدقہ میں ایک دولت مند کے لاکھوں سے سبقت لے جاتا ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سَبَقَ دِرْهَمٌ مِائَةَ أَلْفِ دِرْهَمٍ". قَالُوا: وَكَيْفَ؟ قَالَ: "كَانَ لِرَجُلٍ دِرْهَمَانِ تَصَدَّقَ بِأَحَدِهِمَا، وَانْطَلَقَ رَجُلٌ إِلَى عُرْضِ مَالِهِ فَأَخَذَ مِنْهُ مِائَةَ أَلْفِ دِرْهَمٍ فَتَصَدَّقَ بِهَا[2]

"'ایک درہم ایک لاکھ درہم سے بڑھ گیا"، لوگوں نے (حیرت سے) پوچھا: یہ کیسے؟ آپ نے فرمایا: "ایک شخص کے پاس دو درہم تھے، ان دو میں سے اس نے ایک صدقہ کر دیا، اور دوسرا شخص اپنی دولت (کے انبار کے) ایک گوشے کی طرف گیا اور اس (ڈھیر) میں سے ایک لاکھ درہم لیا

[1] صحیح۔ سنن نسائی للالبانی، کتاب الزکاۃ، باب القلیل فی الصدقۃ، رقم: ۲۵۵۳

[2] حسن۔ سنن نسائی للالبانی، کتاب الزکاۃ، باب جهد المقل، رقم: ۲۵۲۸

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور اسے صدقہ کر دیا۔"

دراصل اللہ تعالیٰ کے ہاں صدقہ کرنے والے کی حالت کا لحاظ کیا جاتا ہے نہ کہ دیئے گئے مال کا، اللہ کے نزدیک قدر و قیمت کے اعتبار سے ایک لاکھ درہم اس غریب کے ایک درہم کا مقابلہ نہیں کر سکتے جس کے پاس صرف دو درہم تھے اور ان دو میں سے بھی ایک اس نے اللہ کی راہ میں دے دیا۔ عزیزانِ گرامی! ہم بات کر رہے ہیں کہ رمضان المبارک میں ہمیں بالخصوص کن اعمال کا اہتمام کرنا چاہیے رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک میں تیز آندھی سے بھی زیادہ رفتار سے صدقہ و خیرات کیا کرتے تھے لہٰذا رمضان المبارک میں صدقہ و خیرات کیلئے اپنے ہاتھوں کو کھول دینا چاہیے جب تم فقراء و مساکین کی تنگدستی کا خیال کرتے ہوئے ان پر مال لٹاؤ گے تو اللہ اپنے خزانوں کے منہ، تمہارے لئے کھول دے گا۔

رمضان میں عمرہ:

دوسرا عمل ہے رمضان میں عمرہ کرنا، رمضان کا عمرہ تقویٰ و پارسائی میں اضافہ کے ساتھ رحمت الٰہی کے حصول میں بندے کا مددگار بن جاتا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے:

الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا[1]

"ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ دونوں کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے۔"

عمرہ گناہوں کی معافی کے ساتھ تنگی اور فقر کو بھی دور کرتا ہے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَإِنَّ الْمُتَابَعَةَ بَيْنَهُمَا تَنْفِي الْفَقْرَ

[1] صحیح بخاری، کتاب العمرہ، باب وجوب العمرۃ وفضلہا، رقم: ۱۷۷۳

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَالذُّنُوبَ، كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ[1]

"حج اور عمرہ کو یکے بعد دیگرے ادا کیا کرو، اس لیے کہ انہیں بار بار کرنا فقر اور گناہوں کو ایسے ہی دور کر دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو (ختم کر دیتی ہے)۔"

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا عورتوں پر بھی جہاد ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! ان پر جہاد ہے، لیکن اس میں قتال نہیں ہے اور وہ ہے حج اور عمرہ۔"[2]

عمرہ کی یہ بہت بڑی فضیلت ہے کہ خواتین کو عمرہ کرنے پر عمرہ کے ثواب کے ساتھ میدان قتال میں جہاد کرنے کا ثواب بھی عطا کیا جائے گا۔

رمضان میں عمرہ حج کے برابر:

رمضان المبارک میں عمرہ کا ثواب مزید بڑھ جاتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق رمضان میں عمرہ کرنے والے کو حج کے برابر ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی ایک خاتون سے دریافت فرمایا:

مَا مَنَعَكِ أَنْ تَحُجِّي مَعَنَا؟

"آپ کو ہمارے ساتھ حج کرنے سے کس چیز نے روک دیا؟"

اس نے کہا:

لَمْ يَكُنْ لَنَا إِلَّا نَاضِحَانِ فَحَجَّ أَبُو وَلَدِهَا وَابْنُهَا عَلَى نَاضِحٍ وَتَرَكَ لَنَا نَاضِحًا نَنْضِحُ عَلَيْهِ

[1] صحیح۔ سنن ابن ماجہ للالبانی، کتاب المناسک، باب فضل الحج والعمرۃ، رقم: ۲۸۸۷

[2] صحیح۔ سنن ابن ماجہ للالبانی، کتاب المناسک، باب الحج جہاد النساء، رقم: ۲۹۰۱

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"ہمارے پاس پانی لانے کے لئے دو ہی اونٹ تھے ایک پر ہمارا شوہر اور ہمارا بیٹا حج کے لئے روانہ ہو گیا اور ایک اونٹ ہمارے لئے چھوڑ گیا کہ اس پر ہم پانی لاتے ہیں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"فَإِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فَاعْتَمِرِي، فَإِنَّ عُمْرَةً فِيهِ تَعْدِلُ حَجَّةً"[1]

"جب رمضان آئے تو تم عمرہ کر لینا کہ اس کا بھی ثواب حج کے برابر ہے۔"

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے رمضان کے عمرہ کو بلندی کی چوٹی تک پہنچا دیا ہے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے حج کا ارادہ کیا، ایک عورت نے اپنے خاوند سے کہا: مجھے بھی اپنے اونٹ پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیلئے لے جاؤ، اس نے کہا: میرے پاس تو کوئی ایسی چیز نہیں جس پر میں تمہیں حج کراؤں، وہ کہنے لگی: مجھے اپنے فلاں اونٹ پر حج کراؤ، تو اس نے کہا: وہ اونٹ تو اللہ کی راہ میں وقف ہے، پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، اور کہنے لگا:

إِنَّ امْرَأَتِي تَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللَّهِ وَإِنَّهَا سَأَلَتْنِي الْحَجَّ مَعَكَ، قَالَتْ: أَحِجَّنِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: مَا عِنْدِي مَا أُحِجُّكِ عَلَيْهِ، فَقَالَتْ: أَحِجَّنِي عَلَى جَمَلِكَ فُلَانٍ، فَقُلْتُ: ذَاكَ حَبِيسٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَقَالَ: أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَحْجَجْتَهَا عَلَيْهِ كَانَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، قَالَ: وَإِنَّهَا أَمَرَتْنِي أَنْ أَسْأَلَكَ مَا يَعْدِلُ حَجَّةً مَعَكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " أَقْرِئْهَا السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللَّهِ وَبَرَكَاتِهِ وَأَخْبِرْهَا أَنَّهَا

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل العمرۃ فی رمضان، رقم: ۱۲۵۶

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تَعْدِلُ حَجَّةً مَعِي يَعْنِي عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ"[1]

''اللہ کے رسول! میری بیوی آپ کو سلام کہتی ہے، اس نے آپ کے ساتھ حج کرنے کی مجھ سے خواہش ظاہر کی ہے، اور کہا ہے: مجھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیلئے لے کر جاؤ، میں نے اس سے کہا: میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس پر میں تمہیں حج کراؤں، اس نے کہا: مجھے اپنے فلاں اونٹ پر حج کرائیں، میں نے اس سے کہا: وہ تو اللہ کی راہ میں وقف ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "سنو اگر تم اسے اس اونٹ پر حج کرا دیتے تو وہ بھی اللہ کی راہ میں ہوتا"۔ اس نے کہا: اس نے مجھے یہ بھی آپ سے دریافت کرنے کے لیے کہا ہے کہ کون سی چیز آپ ﷺ کے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اسے سلام کہو اور بتاؤ کہ رمضان میں عمرہ کر لینا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔''

رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کو آپ ﷺ نے اتنا بلند مقام دیا ہے کہ فرمایا رمضان المبارک میں عمرہ کرنا ایسے ہی ہے جیسے اس نے مجھ محمد ﷺ کے ساتھ میری معیت میں حج کیا ہے اس سے بلند مقام اور کیا ہو سکتا ہے......؟

وہ حضرات جن کے پاس عمرہ کرنے کی استطاعت نہیں یا اُن کیلئے عمرہ دشوار ہے آپ ﷺ نے ان کی آسانی کیلئے ایک ایسا عمل بتا دیا ہے جس پر عمل کر کے وہ چاہیں تو روزانہ عمرہ کا ثواب لے سکتے ہیں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلَّى الْغَدَاةَ فِي جَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللهَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَانَتْ لَهُ كَأَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ " قَالَ:

---

[1] حسن صحیح۔ سنن ابی داود، کتاب المناسک، باب العمرۃ، رقم: ۱۹۹۰

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "تَامَّةٍ تَامَّةٍ تَامَّةٍ"[1]

"جس نے نماز فجر باجماعت ادا کی پھر بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتا رہا یہاں تک کہ سورج نکل آیا، پھر اس نے دو رکعتیں پڑھیں، تو اسے ایک حج اور ایک عمرے کا ثواب ملے گا"۔ راوی کہتا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پورا، پورا، پورا، یعنی حج وعمرے کا پورا ثواب"۔

فجر سے لے کر طلوع شمس تک مسجد میں بیٹھ کر ذکر واذکار میں مشغول رہنا اکیلا عمرہ نہیں بلکہ حج اور عمرہ کے برابر اجر رکھتا ہے فجر سے طلوع آفتاب تک مسجد میں قیام کرنے والے کو حج اور عمرہ کے برابر ثواب ملتا ہے اور جو مسجد میں دس دن کا اعتکاف کرے اس کا اجر کتنا ہوگا......؟ وہ روزانہ حج اور عمرہ کا ثواب حاصل کرنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اپنی جھولی میں سمیٹتا ہے اس لئے کہ وہ دس دن کے لئے اللہ کے گھر کا مجاور بن گیا ہے۔ سنن ابی داود کی حدیث میں اس وقت کی مزید فضیلت ان الفاظ میں مذکور ہے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَأَنْ أَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ تَعَالَى مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ أَرْبَعَةً مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ، وَلَأَنْ أَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ أَرْبَعَةً.

"میرا ایسی قوم کے ساتھ بیٹھنا جو فجر سے لے کر طلوع شمس تک اللہ کا ذکر کرتی ہو میرے نزدیک اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسندیدہ امر ہے، اور میرا ایسی قوم کے ساتھ بیٹھنا جو نماز عصر سے غروب آفتاب تک اللہ کے ذکر واذکار میں منہمک رہتی ہو میرے

---

[1] حسن۔ سنن الترمذی للالبانی، ابواب السفر، باب ذکر ما یستحب من الجلوس فی المسجد بعد صلاۃ الصبح حتی تطلع الشمس، رقم: ۵۸۶

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نزدیک چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔"[1]

اگر اللہ تعالیٰ نے مال کی فراوانی دی ہے تو رمضان المبارک میں عمرہ کا اہتمام کرنا چاہئے اور اگر اتنی گنجائش نہیں ہے تو نماز فجر باجماعت ادا کر کے سورج طلوع ہونے تک مسجد میں بیٹھنے کا اہتمام تو ضرور کرنا چاہئے۔

حفاظت زبان:

رمضان المبارک میں تیسرا عمل جس کا خصوصیت کے ساتھ حکم دیا گیا ہے وہ ہے زبان کی حفاظت کرنا آپ ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ. فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ[2]

"اگر کوئی شخص جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔"

جھوٹ تو عام حالات میں رمضان کے علاوہ بھی حرام ہے اور رمضان میں بطور خاص اس سے روکنا درحقیقت روزے کی حفاظت کیلئے ہے کہ رمضان میں تمہیں اپنے نفس پر کڑی نظر رکھنی چاہئے روزہ رکھ کے تم جھوٹ کے قریب بھی نہ پھٹکو، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم میں حفظ اللسان للصائم (روزہ دار کیلئے زبان کی حفاظت) کا باب قائم کر کے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے:

إِذَا أَصْبَحَ أَحَدُكُمْ يَوْمًا صَائِمًا. فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ. فَإِنِ امْرُؤٌ شَاتَمَهُ أَوْ قَاتَلَهُ. فَلْيَقُلْ: إِنِّي صَائِمٌ إِنِّي صَائِمٌ[3]

"جو شخص روزے سے ہو وہ فحش گفتگو نہ کرے اور جہالت والا کام نہ

---

[1] حسن۔ سنن ابی داؤد للالبانی، کتاب العلم، باب فی القصص، رقم: ۳۶۶۷

[2] صحیح بخاری۔ کتاب الصوم، باب من لم یدع قول الزور والعمل بہ فی الصوم، رقم: ۱۹۰۳

[3] صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب حفظ اللسان للصائم، رقم: ۱۱۵۱

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کرے اور اگر کوئی اس کو برا کہے یا اس سے لڑائی کرے تو کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔"

جو لوگ کھانا پینا ترک کر کے پیٹ کا روزہ تو رکھ لیتے ہیں لیکن زبان، کان اور آنکھ کا روزہ نہیں رکھتے ان کی حفاظت نہیں کرتے اور ان کو اپنے قابو میں نہیں رکھتے انہیں سوائے بھوک پیاس برداشت کرنے کے کچھ نہیں ملتا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رُبَّ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الْجُوعُ، وَرُبَّ قَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ قِيَامِهِ إِلَّا السَّهَرُ[1]

"بہت سے روزہ رکھنے والے ایسے ہیں کہ ان کو اپنے روزے سے بھوک کے سوا کچھ نہیں حاصل ہوتا، اور بہت سے رات میں قیام کرنے والے ایسے ہیں کہ ان کو اپنے قیام سے جاگنے کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔"

دل اور زبان کا کردار:

اعمال کی اصلاح میں دل اور زبان کا بہت اہم کردار ہے اصلاح نفس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دل کی اہمیت ان الفاظ میں واضح کی ہے:

أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً: إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ[2]

"سن لو بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو گیا تو سمجھ لو سارا بدن درست ہو گیا اور جب وہ بگڑ گیا سارا بدن بگڑ گیا۔ آگاہ رہو وہ ٹکڑا آدمی کا دل ہے۔"

اور زبان کی حفاظت پر کامیابی اور نجات کا وعدہ ان الفاظ میں دیا ہے:

---

[1] حسن صحیح۔ سنن ابن ماجۃ للالبانی، کتاب الصیام، باب ما جاء فی الغیبۃ والرفث للصائم، رقم: ۱۶۹۰

[2] صحیح بخاری۔ کتاب الایمان، باب فضل من استبرأ لدینہ، رقم: ۵۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مَنْ صَمَتَ نَجَا[1]

''جو خاموش رہا وہ نجات پا گیا۔''

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بتایئے نجات کس چیز میں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں تین چیزیں ذکر کیں، فرمایا:

أَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلَى خَطِيئَتِكَ[2]

''اپنی زبان کو قابو میں رکھو، اپنے گھر کی وسعت میں مقید رہو اور اپنی خطاؤں پر روتے رہو۔''

جس نے اپنی زبان اور اپنے دل پر قابو پالیا اس نے دنیا اور آخرت کی کامیابی کو سمیٹ لیا دل کی اصلاح پر پورے جسم کی اصلاح ہے اور زبان کو قابو کر لینے پر دنیا اور آخرت میں نجات کا حصول ہے روزہ کو تقویٰ اور پرہیز گاری کا مظہر اس لئے کہا گیا ہے کہ روزہ رکھ کے بندہ دل اور زبان کی اصلاح کرتا ہے جب یہ دونوں چیزیں درست ہو جاتی ہیں تو نیک اعمال کی طرف قدم خود بخود بڑھ جاتے ہیں۔

عقلمندوں کا قول ہے کہ بندہ ہمیشہ بولنے پر ہی شرمندگی اور مصیبت کا شکار ہوتا ہے خاموش رہنے پر کبھی شرمندہ نہیں ہوتا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''بستان المحدثین'' میں ایک عجیب واقعہ نقل کیا ہے فرماتے ہیں ''مدینہ منورہ میں ایک حمام تھا جس میں مردہ عورتوں کو غسل دیا جاتا تھا اور تجہیز و تکفین کی جاتی تھی ایک دفعہ ایک نیک خاتون کی وفات ہوئی اور اسے غسل دینے کیلئے اس حمام میں لایا گیا غسل دیا جارہا تھا کہ وہاں موجود ایک عورت نے اس نیک بخت مردہ خاتون کی شرمگاہ پر ہاتھ مار کر کہا یہ کس قدر زنا کار تھی اور اسے برا بھلا کہا فوراً اس کا ہاتھ اس مردہ خاتون کی شرمگاہ

---

[1] صحیح۔ سنن ترمذی للالبانی، ابواب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع، رقم: ۲۵۰۱

[2] صحیح۔ سنن الترمذی للالبانی، ابواب الزہد، باب ماجاء فی حفظ اللسان، رقم: ۲۴۰۶

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سے چپک گیا عورتوں نے بہت کوشش وتدبیر کی لیکن ہاتھ الگ نہیں ہوا بات پورے شہر میں پھیل گئی اس مشکل کو علماء اور فقہا کی خدمت میں پیش کیا گیا کچھ نے کہا زندہ عورت کا ہاتھ کاٹ دیا جائے کچھ کی رائے یہ تھی کہ مردہ عورت کے جسم کا وہ حصہ کاٹ دیا جائے کچھ کا کہنا تھا کہ میت کی بے حرمتی درست نہیں معاملہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا گیا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: زندہ عورت کو وہ حد لگائی جائے جو شریعت نے زنا کی تہمت لگانے والوں کیلئے مقرر فرمائی ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق اس عورت کو کوڑے مارے جانے لگے اور جب اسی (۸۰) کوڑے پورے ہوئے جو تہمت کی سزا ہے اس عورت کا ہاتھ خود بخود میت کے جسم سے الگ ہو گیا۔[۱]

زبان کے گناہوں کی فہرست بہت طویل ہے تہمت زبان سے لگائی جاتی ہے جھوٹ، جھوٹی گواہی، چغلی، غیبت، شر انگیزی، فتنہ وفساد، گالی، دھوکہ وفریب، سب زبان کے گناہ ہیں اور حیرت یہ ہے کہ باقی گناہوں کیلئے بندہ لوگوں سے چھپتا ہے اور زبان کے گناہوں میں لوگوں کو شامل کرتا ہے جیسے غیبت اور چغلی تب ہی ممکن ہے جب کوئی دوسرا آدمی موجود ہو۔

اور ہمارا المیہ یہ ہے کہ غیبت اور چغلی کو ہم گناہ ہی نہیں سمجھتے غیبت اور چغلی روزے کے علاوہ بھی حرام ہے اور بحالت روزہ تو بالا ولیٰ اس سے بچنے کی ضرورت ہے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" لَمَّا عُرِجَ بِي مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمُشُونَ وُجُوهَهُمْ وَصُدُورَهُمْ فَقُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ لُحُومَ النَّاسِ وَيَقَعُونَ فِي أَعْرَاضِهِمْ "[۲]

"جب مجھے معراج کرائی گئی، تو میرا گزر ایسے لوگوں پر سے ہوا، جن کے

[۱] بستان المحدثین از شاہ عبدالعزیز دہلوی، ص ۱۷

[۲] صحیح سنن ابی داؤد للالبانی، کتاب الادب، باب فی الغیبۃ، رقم: ۴۸۷۸

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان سے اپنے منہ اور سینے نوچ رہے تھے، میں نے پوچھا: جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ کہا: یہ وہ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے (غیبت کرتے) اور ان کی بے عزتی کرتے تھے۔"

چھوڑ دیجئے دوسروں کے عیوب کو، اگر آپ انہیں بتا کر ان کی اصلاح نہیں کر سکتے تو دوسروں کو مت بتایئے دوسروں کو بتانے سے دو نقصان ہوں گے۔ پہلا نقصان یہ ہے کہ ہم گناہ گار ہوں گے ہمارے گناہوں میں اضافہ ہوگا دوسرا اس عمل سے فتنہ وفساد اور شر انگیزی پھیلے گی سیدنا ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

" يَا مَعْشَرَ مَنْ آمَنَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يَدْخُلِ الْإِيمَانُ قَلْبَهُ لَا تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِينَ وَلَا تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ. فَإِنَّهُ مَنِ اتَّبَعَ عَوْرَاتِهِمْ يَتَّبِعُ اللهُ عَوْرَتَهُ وَمَنْ يَتَّبِعِ اللهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ فِي بَيْتِهِ"[1]

"اے لوگو! جو صرف اپنی زبان سے ایمان لایا ہے ایمان اس کے دل میں داخل نہیں ہوا مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کے عیوب کے پیچھے نہ پڑو، اس لیے کہ جو ان کے عیوب کے پیچھے پڑے گا، اللہ اس کے عیب کے پیچھے پڑے گا، اور اللہ جس کے عیب کے پیچھے پڑے گا، اسے اسی کے گھر میں ذلیل ورسوا کر دے گا۔"

لوگوں کے عیب تلاش کرنے والا بندہ اللہ کی دشمنی مول لیتا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس کے عیوب لوگوں کے سامنے واضح کر دیتے ہیں بھلا جس کے عیبوں کے پیچھے اللہ پڑ جائے اس کے عیوب چھپے رہ سکتے ہیں؟ ہم میں سے ہر بندہ یہ چاہتا ہے کہ اس کی کمزوریاں اور اس کے عیوب لوگوں کے سامنے واضح نہ ہوں اس کے عیبوں پر

[1] حسن۔ صحیح سنن ابی داؤد للالبانی، کتاب الادب، باب فی الغیبۃ، رقم: ۴۸۸۰

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پردہ پڑا رہے لیکن وہ اس عمل کو اختیار نہیں کرتا جس کی وجہ سے عیبوں پر پردہ پڑا رہتا ہے وہ عمل کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ"[1]

''جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا، اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت دونوں میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔''

یاد رکھیے! جس کے عیبوں پر اللہ تعالیٰ نے دنیا میں پردہ ڈال دیا ان شاء اللہ آخرت میں بھی اس کے عیبوں پر پردہ پڑا رہے گا امام مسلم رحمہ اللہ نے صحیح مسلم میں باب قائم کیا ہے ''بَابُ بَشَارَةِ مَنْ سَتَرَهُ اللّٰهُ تعالىٰ عَيْبَهُ فِي الدُّنْيَا'' (اس بندے کیلئے بشارت جس کے عیبوں پر اللہ تعالیٰ نے دنیا میں پردہ ڈال دیا) اور اس باب کے تحت انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے:

لَا يَسْتُرُ اللّٰهُ عَلَى عَبْدٍ فِي الدُّنْيَا إِلَّا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ[2]

''اللہ نے دنیا میں جس بندے کے عیبوں پر پردہ ڈال دیا قیامت کے دن بھی اللہ اس کے عیبوں پر پردہ ڈال دیں گے۔''

صرف زبان کی حفاظت ہمارے لئے گناہوں سے بچاؤ کے ساتھ ساتھ دنیا اور آخرت میں پردہ پوشی کا باعث بھی ہے ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان کی حفاظت پر جنت کی ضمانت دی ہے۔ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ[3]

''جو شخص مجھے دونوں جبڑوں کے درمیان کی چیز (زبان) اور دونوں

---

[1] صحیح۔ سنن ابن ماجہ للالبانی، کتاب الحدود، باب الستر علی المؤمن ودفع الحدود بالشبہات، رقم: ۲۵۴۴

[2] صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب، باب بشارۃ من ستر اللہ عیبہ، رقم: ۲۵۹۰

[3] صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، رقم: ۶۴۷۴

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ٹانگوں کے درمیان کی چیز (شرمگاہ) کی ضمانت دیدے میں اس کے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔"

ایک حدیث میں زبان کی حفاظت کو اللہ اور آخرت پر ایمان کی علامت قرار دیا ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ. فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ. وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ. فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ. وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ. فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ"[1]

"جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔"

اللہ تعالیٰ ہمیں زبان کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اس زبان سے اپنا ذکر اور استغفار کرنے کی توفیق عطا فرمائے زبان کا زیور اللہ کا ذکر ہے اور وہ روزہ کس قدر پاکیزہ اور خوبصورت ہے جو اس زیور سے مزین و مرصع ہو۔

❁❁❁

[1] صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: ۶۰۱۸

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رمضان اور حفاظت زبان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زبان کے گناہوں میں ایک گناہ ایسا ہے جس کو عموماً گناہ ہی نہیں سمجھا جاتا صاحب عقل افراد بھی اس گناہ میں ملوث نظر آتے ہیں اور حیرت کی بات یہ ہے کہ بعض دفعہ حالت وضو اور حالت روزہ میں بھی اس گناہ کا ارتکاب کیا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم اسے نہایت معمولی یا پھر اسے جائز سمجھتے ہیں اور وہ گناہ ہے اپنے مسلمان بھائی کا مذاق اُڑانا اور اس گناہ کا ایک خوبصورت سا نام ہم نے دل لگی رکھ لیا ہے حالانکہ مذاق میں جہاں ہم ایک مسلمان کو تکلیف دینے کا سبب بنتے ہیں وہاں یہ چیز بسا اوقات لڑائی جھگڑے کا باعث بھی بن جاتی ہے اور حالت روزہ میں زبان کی حفاظت کا خاص درس دیا گیا ہے اور کسی سے جھگڑا کرنا تو بہت دور کی بات ہے۔ جھگڑا کرنے والے کو جواب دینے سے بھی روکا ہے کہ جواب دینے سے کہیں بات نہ بڑھ جائے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الصِّيَامُ جُنَّةٌ. فَلَا يَرْفُثْ، وَلَا يَجْهَلْ، وَإِنِ امْرُؤٌ قَاتَلَهُ أَوْ شَاتَمَهُ، فَلْيَقُلْ: إِنِّي صَائِمٌ مَرَّتَيْنِ[1]

”روزہ ایک ڈھال ہے اس لیے (روزہ دار) نہ فحش باتیں کرے اور نہ جہالت کی باتیں اور اگر کوئی شخص اس سے لڑے یا اسے گالی دے تو اس کا جواب صرف یہ ہونا چاہئے کہ میں روزہ دار ہوں، (یہ الفاظ) دو مرتبہ کہے۔“

مذاق عموماً جھگڑوں کی وجہ بنتا ہے۔ اس سے مسلمان بھائی کی تحقیر لازم آتی ہے اور مذاق کے ذریعہ سے بندہ زبان کے گناہ کا ارتکاب کرتا ہے اور روزہ کی کیفیت میں حفاظت زبان کا خاص درس دیا گیا ہے۔ پس روزے کی حفاظت کے لئے زبان کی حفاظت بہت ضروری ہے۔ روزہ رکھ کے جس نے زبان کی حفاظت نہ کی اس نے روزہ

[1] صحیح بخاری۔ کتاب الصوم، باب فضل الصوم، رقم: ۱۸۹۴

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کے حسن اور اس کی خوبصورتی کے وجود یا اس مضمون میں ہم اس بات کا جائزہ لیں گے کہ مذاق کی کیا صورتیں ہیں اور ان سے کیسے بچا جا سکتا ہے اور قرآن وحدیث میں مذاق پر کیا فرامین وارد ہوئے ہیں۔

مذاق کے لئے بولے جانے والے الفاظ:

عربی میں مذاق کے لئے عموماً تین کلمات استعمال ہوتے ہیں:

(۱) استہزاء (۲) تمسخر (۳) تفنید

(۱) استہزاء:

کسی چیز کو خلاف عقل اور عجیب سمجھ کر جو مذاق اُڑایا جائے اس کے لئے عموماً استہزاء کا کلمہ استعمال ہوتا ہے بنی اسرائیل میں جب ایک مقتول کے قاتلوں کا سراغ لگانے کے لئے سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے گائے ذبح کرنے کا حکم دیا تو بنی اسرائیل کے لوگوں نے اسے خلاف عقل سمجھ کر استہزاء قرار دیا:

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ[1]

"اور موسیٰ (علیہ السلام) نے جب اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے تو انہوں نے کہا کیا آپ ہم سے مذاق کرتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں ایسا جاہل ہونے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ پکڑتا ہوں۔"

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے جواب سے یہ بھی پتہ چلا کہ استہزاء (مذاق اڑانا) جاہل لوگوں کا کام ہے۔ اس کی ایک اور مثال صحیح بخاری میں بھی موجود ہے۔ سابقہ امتوں میں سے جب تین آدمی دوران سفر ایک پہاڑی غار میں پھنس گئے اور رہائی کی کوئی

[1] البقرۃ:۶۷

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صورت نظر نہ آئی تو تینوں نے اپنا اپنا نیک عمل اللہ کی بارگاہ میں پیش کر کے دعا مانگنے کا ارادہ کیا چنانچہ ان میں سے ایک آدمی نے ان الفاظ میں اپنا عمل پیش کیا:

اللّٰهُمَّ إِنِّي كُنْتُ اسْتَأْجَرْتُ أَجِيرًا بِفَرَقِ أَرُزٍّ فَلَمَّا قَضَى عَمَلَهُ قَالَ أَعْطِنِي حَقِّي فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقَّهُ فَتَرَكَهُ وَرَغِبَ عَنْهُ، فَلَمْ أَزَلْ أَزْرَعُهُ حَتَّى جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرَاعِيَهَا، فَجَاءَنِي فَقَالَ: اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَظْلِمْنِي وَأَعْطِنِي حَقِّي، فَقُلْتُ: اذْهَبْ إِلَى ذٰلِكَ الْبَقَرِ وَرَاعِيهَا، فَقَالَ: اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَهْزَأْ بِي فَقُلْتُ: إِنِّي لَا أَهْزَأُ بِكَ فَخُذْ ذٰلِكَ الْبَقَرَ وَرَاعِيَهَا فَأَخَذَهُ فَانْطَلَقَ بِهَا، فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ مَا بَقِيَ فَفَرَجَ اللّٰهُ عَنْهُمْ [1]

"اے اللہ! میں نے ایک مزدور ایک فرق چاول کی مزدوری پر رکھا تھا اس نے اپنا کام پورا کر کے کہا کہ میری مزدوری دو۔ میں نے اس کی مزدوری دے دی لیکن وہ چھوڑ کر چلا گیا اور اس کے ساتھ بے توجہی کی۔ میں اس کے اس بچے ہوئے دھان کو بوتا رہا اور اس طرح میں نے اس سے ایک گائے اور اس کے چرواہے کا انتظام کر لیا (پھر جب وہ آیا تو) میں نے اس سے کہا کہ یہ گائے اور چرواہا لے جاؤ۔ اس نے کہا اللہ سے ڈرو اور میرے ساتھ مذاق نہ کرو۔ میں نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ مذاق نہیں کرتا۔ اس گائے اور چرواہے کو لے جاؤ۔ چنانچہ وہ انہیں لے کر چلا گیا۔ پس اگر تیرے علم میں ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو (چٹان کی وجہ سے غار سے نکلنے میں) جو رکاوٹ باقی رہ گئی ہے اسے بھی کھول دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے پوری طرح کشادگی کر دی جس سے وہ باہر آ گئے۔"

[1] صحیح بخاری، کتاب الادب، باب اجابۃ دعاء من بر والدیہ، رقم: ۵۹۷۴

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مزدور جب اپنی مزدوری چھوڑ کر چلا گیا تھا تو وہ چند کلو چاول پر مشتمل تھی اور جب اسے مزدوری میں چرواہا سمیت گائے پیش کی گئی تو اس نے اسے خلاف عقل سمجھ کر مذاق قرار دے دیا۔

کبھی استہزاء کا کلمہ کسی کی عدم موجودگی میں اس کا مذاق اڑانے پر بولا جاتا ہے مدینہ میں بعض منافق لوگ اہل ایمان سے ملتے تو کہتے ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب اپنے شیطان صفت سرداروں سے ملتے تو کہتے ہم درحقیقت تمہارے ساتھ ہیں ہم تو مسلمانوں کے ساتھ استہزاء کرتے ہیں یہ کلمات وہ مسلمانوں کی عدم موجودگی میں کہتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَى شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ[1]

''اور جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان والے ہیں اور جب اپنے بڑوں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں ہم تو ان سے صرف مذاق کرتے ہیں۔''

(۳) تفنید:

کسی کو فاتر العقل یا سٹھیایا ہوا سمجھ کے جو مذاق اڑایا جاتا ہے اسے تفنید کہا جاتا ہے سیدنا یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے کی گمشدگی کے غم میں آنکھوں کی بینائی کھو بیٹھے تھے تو عالم پیری میں ایک دفعہ فرمانے لگے اگر تم مجھے سٹھیایا ہوا خیال نہ کرو تو میں یوسف علیہ السلام کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں:

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ قَالَ أَبُوهُمْ إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ لَوْلَا أَنْ تُفَنِّدُونِ. قَالُوا تَاللَّهِ إِنَّكَ لَفِي ضَلَالِكَ الْقَدِيمِ[2]

[1] البقرۃ: ۱۴

[2] یوسف: ۹۴، ۹۵

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

”جب یہ قافلہ جدا ہوا تو ان کے والد نے کہا کہ مجھے تو یوسف کی خوشبو آ رہی ہے اگر تم مجھے سٹھیایا ہوا قرار نہ دو۔ وہ کہنے لگے کہ واللہ آپ اپنے اسی پرانے خبط میں مبتلا ہیں۔“

تمسخر:

تمسخر ایسے مذاق کو کہتے ہیں جس میں دوسرے کی تحقیر و تذلیل کا پہلو شامل ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَى أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَى أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ [1]

”اے ایمان والو! مرد، دوسرے مردوں کا مذاق نہ اڑائیں ممکن ہے کہ یہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں کا مذاق اڑائیں ممکن ہے یہ ان سے بہتر ہوں۔“

مذاق اور مزاح میں فرق:

مذاق اور مزاح میں فرق ہے مذاق اور تمسخر میں دوسرے کی توہین کا پہلو شامل ہے جبکہ مزاح محض دل لگی اور دوسرے سے اپنائیت کا اظہار ہوتا ہے اس لئے مزاح کبھی کبھار رسول اللہ ﷺ بھی فرما لیا کرتے ہیں بعض محدثین نے اپنی کتابوں میں ”باب المزاح“ قائم کر کے اس ضمن میں کچھ احادیث بھی نقل کی ہیں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَالِطُنَا، حَتَّى يَقُولَ لِأَخٍ لِي صَغِيرٍ: "يَا أَبَا عُمَيْرٍ، مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ؟"، قَالَ وَكِيعٌ: يَعْنِي طَيْرًا كَانَ يَلْعَبُ بِهِ [2]

---

[1] الحجرات:11

[2] صحیح سنن ابن ماجہ للالبانی، کتاب الادب، باب المزاح، رقم:3720

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

''رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں سے (یعنی بچوں سے) میل جول رکھتے تھے، یہاں تک کہ میرے چھوٹے بھائی سے فرماتے: "یا أبا عمیر ما فعل النغیر اے ابوعمیر! تمہارا وہ نغیر (پرندہ) کیا ہوا؟" وکیع نے کہا نغیر سے مراد وہ پرندہ ہے جس سے ابوعمیر کھیلا کرتے تھے۔''

نغیر ایک پرندہ تھا جس سے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی ابو عمیر کھیلا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ اس ننھے بچے سے مزاح کے طور پر اس کے پرندے کا پوچھا کرتے تھے امام ترمذی اور امام ابن ماجہ رحمہما اللہ نے اس حدیث پر مزاح کا باب قائم کیا ہے جبکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر باب قائم کیا ہے بَابُ الْاِنْبِسَاطِ إِلَى النَّاسِ (لوگوں کے ساتھ فراخ دلی سے ملنا) اور اس کے ساتھ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان نقل کیا ہے:

خَالِطِ النَّاسَ وَدِينَكَ لَا تَكْلِمَنَّهُ[1]

''لوگوں کے ساتھ میل ملاپ رکھو، لیکن اس کی وجہ سے اپنے دین کو زخمی نہ کرنا۔''

یعنی ایسا مزاح نہ کرو جس سے کسی اعتبار سے دینی نقصان ہو جس میں جھوٹ یا دھوکہ کی آمیزش ہو، رسول اللہ ﷺ سے مزاح پر مبنی جتنی بھی احادیث ثابت ہیں ان میں جھوٹ کا شائبہ تک نہیں ہے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، احْمِلْنِي، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّا حَامِلُوكَ عَلَى وَلَدِ نَاقَةٍ، قَالَ: وَمَا أَصْنَعُ بِوَلَدِ النَّاقَةِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَهَلْ تَلِدُ الْإِبِلَ إِلَّا النُّوقُ[2]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الادب، باب الانبساط الی الناس/تحت الباب، رقم: ۶۱۲۹

[2] صحیح۔ سنن ابی داؤد للالبانی، کتاب الادب، باب ماجاء فی المزاح، رقم: ۴۹۹۸

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے سواری عطا فرما دیجئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہم تو تمہیں اونٹنی کے بچے پر سوار کرائیں گے'' وہ بولا: میں اونٹنی کے بچے کا کیا کروں گا؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: '' آخر ہر اونٹ اونٹنی کا بچہ ہی تو ہوتا ہے۔''

مزاح میں محبت اور اپنائیت کا رنگ پایا جاتا ہے جبکہ مذاق میں تحقیر اور تنقید کا رنگ غالب ہوتا ہے۔ مزاح میں محبت و اپنائیت کی ایک عمدہ مثال سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے منقول یہ واقعہ ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں ایک دیہاتی جس کا نام زاہر بن حرام تھا وہ نبی ﷺ کے لئے تحائف لایا کرتا تھا اور جب وہ شخص واپس جانے کا ارادہ کرتا تو آپ ﷺ بھی اسے کچھ تحائف دیا کرتے تھے اور آپ ﷺ نے فرمایا زاہر جنگل میں ہمارا کارندہ ہے اور ہم شہر میں اس کے کارندے ہیں نبی اکرم ﷺ اس سے محبت کرتے تھے حالانکہ وہ اتنا خوبصورت نہیں تھا ایک دفعہ آپ ﷺ تشریف لائے اور وہ اپنا سامان بیچ رہا تھا آپ ﷺ نے اسے پیچھے سے اپنے بازوؤں کے حصار میں لے لیا اس نے نبی ﷺ کو دیکھا نہیں تھا چنانچہ اس نے پکار کے کہا: مجھے چھوڑو! کون ہے؟ اتنے میں اس نے مڑ کر دیکھا تو نبی ﷺ کو پہچان لیا چنانچہ وہ پورا زور لگانے لگا کہ اپنی کمر کو نبی ﷺ کے سینے سے ملائے رکھے آپ ﷺ پکارنے لگے:

مَنْ يَشْتَرِي هَذَا الْعَبْدَ؛ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِذًا وَاللهِ تَجِدُنِي كَاسِدًا. فَقَالَ النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَكِنْ عِنْدَ اللهِ لَسْتَ بِكَاسِدٍ[1]

''اس غلام کو کون خریدے گا؟ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ کی قسم اگر آپ مجھے بیچیں گے تو بہت کم قیمت ملے گی نبی ﷺ نے جواب دیا'' البتہ اللہ کے ہاں تو کم قیمت نہیں ہے۔''

[1] صحیح۔ مختصر الشمائل للالبانی، باب ماجاء فی صفۃ مزاح رسول اللہ ﷺ، رقم: ۲۰۴

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اہل ایمان کا مذاق اڑانا:

بندے کے دین وایمان کے لئے انتہائی نقصان دہ مذاق کی ایک صورت یہ ہے کہ وہ اہل ایمان کا مذاق اڑائے ان کی نمازوں، لباس اور چہرے پر اعتراضات کرے یا کسی کے کاروباری نقصانات کو نمازوں، مسجد، داڑھی اور دینی امور سے جوڑے قرآن حکیم نے بیان کیا ہے کہ ایسی ہی باتیں کافر لوگ مسلمانوں کے بارے میں کہا کرتے تھے:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَكِن لَّا يَعْلَمُونَ [1]

"اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لے آؤ جیسے دیگر لوگ ایمان لائے ہیں وہ کہتے ہیں کیا ہم ایمان لے آئیں جیسے بے وقوف لوگ ایمان لے آئے ہیں خبردار یہی لوگ بے وقوف ہیں لیکن وہ یہ بات نہیں جانتے۔"

اس آیت میں "الناس" سے مراد سچے مسلمان ہیں جو دل سے ایمان لا کے آپ ﷺ کی تابعداری کرنے والے تھے اور کافر لوگ انہیں بے وقوف اور احمق کہہ کے ان کا مذاق اڑاتے تھے اور انہیں احمق اس لئے کہتے کہ انہوں نے ایمان قبول کر کے دنیاوی مفادات کو چھوڑ دیا ہے جو انہیں حرام کھانے، دھوکہ دینے اور لوٹ مار سے حاصل ہوتے تھے وہ نہیں احمق کہتے کہ انہوں نے دین کی خاطر اپنا گھر بار چھوڑ دیا ہے اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ انہیں بے وقوف کہنے والے خود احمق ہیں اور ان کی بے چارگی کا یہ عالم ہے کہ انہیں اس کا علم بھی نہیں یہ ایسے مریض ہیں جو خود کو تندرست کہہ رہے ہیں اور صحت مند لوگوں کو بیمار کہتے ہیں۔ سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَمَّا نَزَلَتْ آيَةُ الصَّدَقَةِ كُنَّا نُحَامِلُ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَتَصَدَّقَ بِشَيْءٍ كَثِيرٍ، فَقَالُوا: مُرَائِي، وَجَاءَ رَجُلٌ فَتَصَدَّقَ بِصَاعٍ فَقَالُوا: إِنَّ

[1] البقرۃ: ۱۳۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنْ صَاعِ هٰذَا ، فَنَزَلَتِ: اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ إِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ[1]

"جب آیت صدقہ نازل ہوئی تو ہم بوجھ ڈھونے کا کام کیا کرتے تھے (تاکہ اس طرح جو مزدوری ملے اسے صدقہ کردیا جائے) اسی زمانہ میں ایک شخص آیا اور اس نے صدقہ کے طور پر کافی سامان پیش کیا۔ اس پر لوگوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ یہ آدمی ریاکار ہے۔ پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے صرف ایک صاع کا صدقہ کیا۔ اس کے بارے میں لوگوں نے یہ کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ کو ایک صاع صدقہ کی کیا حاجت ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ إِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ جو لوگ ان مسلمانوں پر طعنہ زنی کرتے ہیں جو دل کھول کر خیرات کرتے ہیں اور ان لوگوں پر جنہیں سوائے اپنی محنت مزدوری کے اور کچھ میسر ہی نہیں، پس یہ ان کا مذاق اڑاتے ہیں، اللہ بھی ان سے تمسخر کرتا ہے انہی کے لئے دردناک عذاب ہے۔"

منافق لوگوں کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے اور مال سے محبت ہے اس لئے وہ خود تو اللہ کی راہ میں مال خرچ نہیں کرنا چاہتے لیکن جو خرچ کرنے والے ہیں ان کا وہ مذاق اڑا رہے ہیں زیادہ صدقہ کرنے والے کو وہ ریاکار کہتے ہیں اور کم صدقہ کرنے والے کا مذاق اڑاتے ہیں۔

سیدنا شعیب علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو دین کی دعوت دی اور انہیں توحید کا

---

[1] صحیح بخاری۔ کتاب الزکاۃ، باب اتقوا النار ولو بشق تمرۃ والقلیل من الصدقۃ، رقم: ۱۴۱۵

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

راستہ دکھایا تو انہوں نے بھی اعتراض سیدنا شعیب علیہ السلام کی نمازوں پر کیا تھا اور کہا:

يَاشُعَيْبُ أَصَلَاتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا أَوْ أَنْ نَفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ[1]

''اے شعیب! کیا تیری نماز تجھے یہی حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادوں کے معبودوں کو چھوڑ دیں اور ہم اپنے مالوں میں جو کچھ چاہیں اس کا کرنا بھی چھوڑ دیں۔''

حالانکہ بتوں کی پوجا چھوڑ کے ایک اللہ کی عبادت کا حکم خود باری تعالیٰ نے دیا ہے۔ یہ حکم سیدنا شعیب علیہ السلام کی نمازوں نے نہیں دیا تھا لیکن قوم کے لوگوں نے اعتراض ان کی نمازوں پر کیا جیسے ہم کہتے ہیں کیا کہتی ہیں آپ کی نمازیں......؟ اہل ایمان کا مذاق اڑانا کافروں کا طرز عمل ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ. وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ. وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَى أَهْلِهِمُ انْقَلَبُوا فَكِهِينَ. وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هَؤُلَاءِ لَضَالُّونَ. وَمَا أُرْسِلُوا عَلَيْهِمْ حَافِظِينَ. فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ. عَلَى الْأَرَائِكِ يَنْظُرُونَ. هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ[2]

''مجرم لوگ ایمان والوں کی ہنسی اڑایا کرتے تھے۔ اور ان کے پاس سے گزرتے ہوئے آپس میں آنکھ کے اشارے کرتے تھے۔ اور جب اپنے لوگوں کی طرف لوٹتے تو دل لگیاں کرتے تھے اور جب انہیں دیکھتے تو کہتے یقیناً یہ لوگ گمراہ ہیں۔ یہ ان پر پاسبان بنا کر تو نہیں بھیجے گئے۔ پس

[1] ہود:۸۷

[2] المطففین:۲۹تا۳۶

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

آج ایمان والے ان کافروں پر ہنسیں گے۔ تختوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے کہ اب ان منکروں نے جیسا یہ کرتے تھے پورا پورا بدلہ پالیا۔"

ان آیات میں ایک طرف تو مومنین کا مذاق اڑانا کافرانہ طرزِ عمل قرار دیا گیا ہے اور دوسری طرف اہل ایمان کو حوصلہ اور تسلی دی گئی ہے کہ ان کے مذاق سے بددل مت ہوں اور ایسے استہزاء سے ڈر کے کہیں ایمانی کاموں کو نہ چھوڑ دینا ان شاء اللہ مذاق اڑانے والے بروز محشر خود مذاق کا نشانہ بنیں گے ان آیات میں اہل ایمان کو حوصلہ دیا ہے اور ان کی ڈھارس بندھائی ہے اس لئے کہ مذاق سے بندہ ذہنی طور پر گہری اذیت محسوس کرتا ہے، کس قدر اذیت......؟ مسکراہٹ انسانی چہرے کا حسن اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کے لئے ایک انمول تحفہ ہے لیکن مسکراہٹ میں اگر طنز چھپا ہو یا اس کے ذریعہ کسی کا مذاق اڑایا جائے تو یہ اس قدر ذہنی اذیت والا عمل ہے کہ اس سے رسول اللہ ﷺ نے بھی پناہ پکڑی ہے سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. كَانَ يَدْعُو بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ، وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ[1]

"رسول اللہ ﷺ ان کلمات کے ذریعہ دعا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ، وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ "اللہ! میں قرض کے دباؤ اور دشمنوں کے ہنسنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

دشمن کی مسکراہٹ میں ایک طنز اور استہزاء چھپا ہوتا ہے جو بندے کو ذہنی تکلیف سے دوچار کرتا ہے اور یہ ایسی تکلیف ہے جس سے امام الانبیاء ﷺ نے بھی پناہ مانگی ہے۔

اپنے جھگڑوں یا ذہنی اختلافات کی بنیاد پر اہل ایمان کا قطعاً مذاق نہ

---

[1] صحیح۔ سنن نسائی للالبانی، کتاب الاستعاذة، باب الاستعاذة من شماتة الاعداء، رقم: ۵۴۸۸

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اڑائیں۔ داڑھی، پگڑی ٹخنوں سے اونچی شلوار یا کسی کی لمبی نمازوں کا مذاق اڑانے والے غور کریں یہ ساری چیزیں جن کا تم مذاق اڑا رہے ہو رسول اللہ ﷺ کی پسندیدہ چیزیں ہیں کہیں ہمارا یہ عمل بروزِ محشر نبی ﷺ کے سامنے شرمندگی کا باعث نہ بن جائے، جی ہاں! قیامت والے دن نبی رحمت ﷺ بھی میدان محشر میں تشریف فرما ہوں گے ان سے محبت رکھنے والے تو اس دنیا میں یہ دعائیں کرتے رہے ہیں کہیں آپ ﷺ کے سامنے کوتاہیوں بھرا نامہ عمل نہ کھل جائے۔

اہل ایمان کا مذاق اڑانے کی اس سے بھی سنگین صورت یہ ہے کہ بندہ زبان سے آگے بڑھ کے ہاتھ کا استعمال شروع کردے صحیح بخاری میں اس کی ایک مثال موجود ہے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي عِنْدَ الْبَيْتِ وَأَبُو جَهْلٍ وَأَصْحَابٌ لَهُ جُلُوسٌ، إِذْ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ، أَيُّكُمْ يَجِيءُ بِسَلَى جَزُورِ بَنِي فُلَانٍ فَيَضَعُهُ عَلَى ظَهْرِ مُحَمَّدٍ إِذَا سَجَدَ فَانْبَعَثَ أَشْقَى الْقَوْمِ، فَجَاءَ بِهِ فَنَظَرَ حَتَّى إِذَا سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَهُ عَلَى ظَهْرِهِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَأَنَا أَنْظُرُ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا لَوْ كَانَ لِي مَنَعَةٌ، قَالَ: فَجَعَلُوا يَضْحَكُونَ وَيُحِيلُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ، وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ لَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ حَتَّى جَاءَتْهُ فَاطِمَةُ، فَطَرَحَتْ عَنْ ظَهْرِهِ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَشَقَّ عَلَيْهِمْ إِذْ دَعَا عَلَيْهِمْ، قَالَ: وَكَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ الدَّعْوَةَ فِي ذٰلِكَ الْبَلَدِ مُسْتَجَابَةٌ، ثُمَّ سَمَّى اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِأَبِي جَهْلٍ، وَعَلَيْكَ بِعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَالْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ، وَأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ، وَعَدَّ السَّابِعَ فَلَمْ يَحْفَظْ، قَالَ: فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ رَأَيْتُ الَّذِينَ عَدَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَسَلَّمَ صَرْعَىٰ فِي الْقَلِيبِ قَلِيبِ بَدْرٍ "[1]

"ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کے نزدیک نماز پڑھ رہے تھے اور ابوجہل اور اس کے ساتھی (بھی وہیں) بیٹھے ہوئے تھے تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ تم میں سے کوئی شخص ہے جو فلاں قبیلے کی اونٹنی جو ذبح ہوئی ہے (اس کی) اوجھڑی اٹھا لائے اور جب محمد ﷺ سجدہ میں جائیں تو ان کی پیٹھ پر رکھ دے۔ یہ سن کر ان میں سب سے بدبخت (آدمی) اٹھا اور وہ اوجھڑی لے کر آیا اور دیکھتا رہا جب آپ نے سجدہ کیا تو اس نے اس اوجھڑی کو آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان رکھ دیا (سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں یہ (سب کچھ) دیکھ رہا تھا مگر کچھ نہ کر سکتا تھا۔ کاش! (اس وقت) مجھے روکنے کی طاقت ہوتی۔ فرماتے ہیں کہ وہ ہنسنے لگے اور (ہنسی کے مارے) لوٹ پوٹ ہونے لگے اور رسول اللہ ﷺ سجدہ میں تھے (بوجھ کی وجہ سے) اپنا سر نہیں اٹھا سکتے تھے۔ یہاں تک کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور وہ بوجھ آپ کی پیٹھ سے اتار کر پھینکا، تب آپ ﷺ نے سر اٹھایا پھر تین بار فرمایا۔ یا اللہ! تو قریش کو پکڑ لے، یہ (بات) ان کافروں پر بہت گراں گزری کہ آپ ﷺ نے انہیں بددعا دی ہے۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ سمجھتے تھے کہ اس شہر (مکہ) میں جو دعا کی جائے وہ ضرور قبول ہوتی ہے پھر آپ نے (ان میں سے) ہر ایک کا (جدا جدا) نام لیا کہ اے اللہ! ان ظالموں کو ضرور ہلاک کر دے۔ ابوجہل، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط کو۔ ساتویں (آدمی) کا نام (بھی) لیا مگر مجھے یاد نہیں رہا۔ اس ذات کی قسم

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب اذا القی علی ظہر المصلی قذر او جیفۃ، رقم: ۲۴۰

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ جن لوگوں کے (بددعا کرتے وقت) آپ ﷺ نے نام لیے تھے، میں نے ان کی (لاشوں) کو بدر کے کنویں میں پڑا ہوا دیکھا۔"

کافروں کا یہ ایک متقی اور پرہیز گار انسان کے ساتھ مذاق تھا اور وہ اپنے اس عمل پر ہنستے ہوئے ایک دوسرے پر گر رہے تھے لیکن دوسری طرف آپ ﷺ کے پیروکار سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اذیت محسوس کی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جو ابھی بچی تھیں انہوں نے اس سے تکلیف پائی اور اپنے ننھے ہاتھوں سے اوجھڑی کو ہٹایا اور خود آپ ﷺ نے اس مذاق سے اس قدر اذیت محسوس کی کہ بددعا کے لئے ہاتھ اٹھا لئے وہ نبی ﷺ جو رحمۃ للعالمین ہیں اور بڑی سے بڑی تکلیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کر لیتے ہیں میدان طائف میں زخموں سے چور پتھر مارنے والوں کے لئے بددعا نہیں کرتے لیکن مذاق اور تضحیک پر بددعا کے لئے ہاتھ اٹھا لیتے ہیں اس سے مذاق کی سنگینی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

عقائد کا مذاق اڑانا:

مذاق کی یہ صورت انتہائی ہلاکت خیز ہے کہ جس میں بندہ عقائد کا مذاق اڑائے عقیدہ کی مضبوطی دین وایمان کی مضبوطی ہے اور عقیدہ کا کمزور ہونا ایمان کے کمزور ہونے کی علامت ہے جو کسی بھی اسلامی عقیدہ کا مذاق اڑاتا ہے۔ وہ درحقیقت اسلام کا مذاق اڑاتا ہے اور اس کا یہ فعل اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینے والا عمل ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ کفریہ طرز عمل ہے اس لئے کہ کفار کی یہ روش تھی کہ وہ اسلامی عقائد کا مذاق اڑایا کرتے تھے سورۃ المدثر میں جب اللہ تعالیٰ نے جہنم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

وَمَا أَدْرَاكَ مَا سَقَرُ ۔ لَا تُبْقِي وَلَا تَذَرُ ۔ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ۔ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ[1]

---

[1] المدثر: ۲۷ تا ۳۰

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''اور تجھے کیا خبر کہ دوزخ کیا چیز ہے؟۔ نہ وہ باقی رکھتی ہے نہ چھوڑتی ہے۔ کھال کو جھلسا دیتی ہے اور اس میں انیس (فرشتے مقرر) ہیں۔''

جب جہنم کے فرشتوں کی تعداد انیس بتائی گئی تو مشرکین مذاق اڑانے لگے ابو جہل کہنے لگا: اے قریشیو! اگر یہ انیس ہیں تو ہم زیادہ سے زیادہ ایک سو نوے بھی ہوئے تو انہیں شکست دے دیں گے ایک کافر کلدہ بن امید کہنے لگا تم سب مل کر ان میں سے دو کو روک لینا اور باقی سترہ کو میں اکیلا کافی ہوں یہ بڑا مغرور شخص تھا اور سخت طاقتور تھا اور یہ گائے کے چمڑے پر کھڑا ہو جاتا پھر دس طاقتور شخص مل کر اس چمڑے کو کھینچتے، کھال کے ٹکڑے ہو جاتے لیکن اس کے قدم جنبش نہ کھاتے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَابَ النَّارِ إِلَّا مَلَائِكَةً وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ إِلَّا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَيَزْدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا وَلَا يَرْتَابَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْمُؤْمِنُونَ وَلِيَقُولَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْكَافِرُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَذَا مَثَلًا كَذَلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرَى لِلْبَشَرِ[1]

''ہم نے دوزخ کے داروغے صرف فرشتے رکھے ہیں۔ اور ہم نے ان کی تعداد کافروں کی آزمائش کے لیے مقرر کی ہے تاکہ اہل کتاب یقین کر لیں، اور اہل ایمان کے ایمان میں اضافہ ہو جائے اور اہل کتاب اور اہل ایمان شک نہ کریں اور جن کے دلوں میں بیماری ہے وہ اور کافر کہیں کہ اس بیان سے اللہ تعالیٰ کی کیا مراد ہے؟ اسی طرح اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ تیرے رب کے

[1] المدثر:۳۱

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، یہ تو بنی آدم کے لیے سراسر پند و نصیحت ہے۔“

سیدنا خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"كُنتُ رَجُلًا قَيْنًا، فَعَمِلْتُ لِلْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ، فَاجْتَمَعَ لِي عِنْدَهُ، فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ، فَقَالَ: لَا، وَاللَّهِ لَا أَقْضِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ، فَقُلْتُ: أَمَا وَاللَّهِ حَتَّى تَمُوتَ ثُمَّ تُبْعَثَ فَلَا، قَالَ: وَإِنِّي لَمَيِّتٌ ثُمَّ مَبْعُوثٌ، قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنَّهُ سَيَكُونُ لِي ثَمَّ مَالٌ وَوَلَدٌ فَأَقْضِيكَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا"[1]

”میں لوہار تھا، میں نے عاص بن وائل (مشرک) کا کام کیا۔ جب میری بہت سی مزدوری اس کے سر چڑھ گئی تو میں اس کے پاس تقاضا کرنے آیا، وہ کہنے لگا: اللہ کی قسم! میں تمہاری مزدوری اس وقت تک نہیں دوں گا جب تک تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کفر نہ کرو۔ میں نے کہا، اللہ کی قسم! یہ تو اس وقت بھی نہ ہوگا جب تو مر کے دوبارہ زندہ ہو جائے۔ اس نے کہا، کیا میں مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ کیا جاؤں گا؟ میں نے کہا کہ ہاں! اس پردہ بولا پھر کیا ہے۔ وہیں میرے پاس مال اور اولاد ہوگی اور وہیں میں تمہارا قرض ادا کر دوں گا۔ اس پر قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا ”اے کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیتوں کا انکار کیا اور کہا کہ مجھے ضرور وہاں مال و اولاد دی جائے گی۔“

اللہ تعالیٰ نے جہنم کا ذکر لوگوں کو ڈرانے کے لئے کیا ہے تاکہ وہ جہنم

[1] صحیح بخاری، کتاب الاجارۃ، باب ھل یواجر الرجل نفسہ من مشرک فی ارض الحرب، رقم: ۲۲۷۵

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

سے بچاؤ کے لئے نیک اعمال کریں اور جنت کا ذکر نیک اعمال کا شوق پیدا کرنے کے لئے ہے اور وہ چیزیں جن پر یقین رکھنا ایمان کا حصہ ہے جیسے تقدیر، قیامت، مرنے کے بعد زندہ ہونا اور میدان محشر کی کیفیات یہ سب ایسی چیزیں ہیں جن پر ایمان لانا ضروری ہے اور ایسی چیزوں کا مذاق اڑانا ایمان سے محرومی کا باعث بن سکتا ہے۔

مذاق میں الزام اور تہمت:

مذاق کی ایک سنگین صورت یہ بھی ہے کہ ہم مذاق میں کسی پر الزام لگا دیں یا ایسا مذاق کریں جس کا تعلق شرعی حدود کے ساتھ ہو جیسے بلا دلیل کسی عورت پر تہمت لگانا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ[1]

"جو لوگ پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں پھر چار گواہ نہ پیش کر سکیں تو انہیں اسی کوڑے لگاؤ اور کبھی بھی ان کی گواہی قبول نہ کرو۔ یہ فاسق لوگ ہیں۔"

ایک اور آیت میں ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ[2]

"جو لوگ پاک دامن بھولی بھالی باایمان عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں وہ دنیا و آخرت میں ملعون ہیں اور ان کے لئے بڑا بھاری عذاب ہے۔"

معلوم ہوا پاکدامن عورت پر تہمت لگانا ایک سنگین نوعیت کا جرم ہے جس کی

---

[1] النور:۴

[2] النور:۲۳

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

درج ذیل سزائیں ہیں:

(۱) اسی کوڑے لگائے جائیں۔

(۲) ایسے آدمی کی گواہی قبول نہ کی جائے۔

(۳) ایسا کرنے والے کا شمار فاسقین میں ہوگا۔

(۴) ایسے آدمی پر دنیا اور آخرت میں لعنت برستی ہے۔

(۵) آخرت میں اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔

مذکورہ سزاؤں سے تہمت لگانے والے پر اللہ تعالیٰ کے غیظ وغضب کا اندازہ لگائیں اور اپنے اعمال پر غور کریں ہم راہ چلتی عورتوں پر کیسے کیسے شرمناک الفاظ بول جاتے ہیں جو تہمت کے زمرہ میں آتے ہیں۔ مثلاً یہ دو نمبر عورت ہے یہ ٹیکسی ہے اور ایسے ایسے الفاظ جن کو لکھنے کی قلم کا تقدس اجازت نہیں دیتا۔

ضبط کرتا ہوں تو ہر زخم لہو دیتا ہے
نالہ کرتا ہوں تو اندیشہ رسوائی ہے

ایسے کلمات سے مذاق تہمت کے زمرہ میں آتا ہے۔ راستوں کے بھی حقوق ہوتے ہیں ایسے الفاظ بول کر ہم راستوں کے حقوق بھی پامال کرتے ہیں نبی کریم ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ عَلَى الطُّرُقَاتِ، فَقَالُوا: مَا لَنَا بُدٌّ، إِنَّمَا هِيَ مَجَالِسُنَا نَتَحَدَّثُ فِيهَا. قَالَ: فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجَالِسَ فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهَا. قَالُوا: وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ؟ قَالَ: غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الْأَذَى، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ[۱]

”راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ہم تو وہاں بیٹھنے پر مجبور

---

[۱] صحیح بخاری۔ کتاب المظالم والغصب، باب افنیۃ الدور والجلوس فیہا، رقم: ۲۴۶۵

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ وہی ہمارے بیٹھنے کی جگہ ہوتی ہے کہ جہاں ہم باتیں کرتے ہیں۔
اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہاں بیٹھنے کی مجبوری ہی ہے تو راستے کا حق بھی ادا کرو۔ صحابہ نے پوچھا اور راستے کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، نگاہ نیچی رکھنا، کسی کو ایذاء دینے سے بچنا، سلام کا جواب دینا، اچھی باتوں کا لوگوں کو حکم دینا اور بری باتوں سے روکنا۔"

ایک اور حدیث مبارک میں ایسے گناہ کو ہلاکت خیز گناہوں میں شمار کیا گیا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: الشِّرْكُ بِاللهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ[1]

"سات گناہوں سے جو تباہ کر دینے والے ہیں بچتے رہو۔" صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ! وہ کون سے گناہ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا "اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، جادو کرنا، کسی کی ناحق جان لینا کہ جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جنگ میں سے بھاگ جانا، پاک دامن بھولی بھالی ایمان والی عورتوں پر تہمت لگانا۔"

❀❀❀

[1] صحیح بخاری۔ کتاب الوصایا، باب قول اللہ تعالی ان الذین یاکلون اموال الیتامی ظلما، رقم: ۲۷۶۶

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رمضان کی لذتیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرات! ایمان کا ایک ذائقہ، لذت اور مٹھاس ہے لیکن یہ لذت ہر آدمی محسوس نہیں کرتا یہ لذت صرف اسی کو نصیب ہوتی ہے جو عمل کی بھٹی سے گزرتا ہے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ، أَنْ يَكُونَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ، وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ"[1]

''تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جس میں یہ پیدا ہو جائیں اس نے ایمان کی مٹھاس کو پالیا۔ اول یہ کہ اللہ اور اس کے رسول اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب بن جائیں، دوسرے یہ کہ وہ کسی انسان سے محض اللہ کی رضا کے لیے محبت رکھے۔ تیسرے یہ کہ وہ کفر میں واپس لوٹنے کو ایسا برا جانے جیسا کہ آگ میں ڈالے جانے کو برا جانتا ہے۔''

اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرمادیا کہ ایمان میں مٹھاس اور لذت ہے اور یہ بھی واضح کردیا کہ یہ لذت ہر بندے کو نصیب نہیں ہوتی یہ لذت صرف وہ آدمی پاتا ہے جس میں تین چیزیں پائی جاتی ہیں پہلی یہ کہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت اس کے ہاں تمام محبتوں سے بڑھ کے ہو۔ دوسری یہ کہ اگر وہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کی یہ محبت بھی اللہ کی محبت کے تابع ہو اور تیسری چیز یہ کہ اسے کفر اور گناہ کے کام کی طرف جانے میں اتنی نفرت اور گھبراہٹ محسوس ہوتی ہو۔ جیسے اسے دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ معلوم ہوا کہ ایمانی مٹھاس کا تعلق اعمال کے ساتھ ہے اگر دل کی زمین بنجر نہ ہوگئی ہو تو خلوص دل سے ایمانی کاموں کو سرانجام دینے

[1] صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب حلاوۃ الایمان، رقم: ۱۶

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

والا ہر نیک عمل کی حلاوت اور مٹھاس محسوس کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے ایک دفعہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا:

يَا بِلَالُ أَقِمِ الصَّلَاةَ أَرِحْنَا بِهَا [1]

''اے بلال نماز کے لیے اقامت کہو اور ہمیں اس سے آرام وسکون پہنچاؤ۔''

نماز میں سکون اور طمانیت محسوس کرنا یہ نماز کا ذائقہ ہے اور یہ ذائقہ ایک مومن آدمی ہی محسوس کرتا ہے منافقین پر تو نماز بھاری ہے وہ نماز سے لذت پانے کی بجائے گھٹن محسوس کرتے ہیں جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے:

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَىٰ يُرَاءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا [2]

''بیشک منافق اللہ سے چال بازیاں کر رہے ہیں اور وہ انہیں اس چالبازی کا بدلہ دینے والا ہے اور جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی کاہلی سے کھڑے ہوتے ہیں صرف لوگوں کو دکھاتے ہیں اور یادالٰہی تو یونہی برائے نام کرتے ہیں۔''

ہر ایمانی کام کا ایک ذائقہ ہے ایک لذت اور مٹھاس ہے لیکن یہ حلاوت اور شیرینی وہی محسوس کرتا ہے جس کے دل میں ایمان ہے چند دن بعد رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہونے والا ہے رمضان کو نیکیوں کا موسم بہار کہا جاتا ہے اور بہار کی فرحت وتازگی وہی محسوس کرتا ہے جو بیمار نہ ہو اس طرح رمضان المبارک کی لذت اور اس کے ایمانی ماحول کو وہی محسوس کرتا ہے جس کے دل میں ایمان مضبوط ہو۔ مساجد کی رونق، رمضان کی راتوں کا روح پرور ایمانی ماحول اور سحریوں اور افطاریوں کی لذت

[1] صحیح۔ سنن ابی داود للالبانی، کتاب الادب، باب صلاۃ العتمۃ، رقم: ۴۹۸۵

[2] النساء: ۱۴۲

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وہی پاتا ہے جس کے دل میں ایمان زندہ ہو روزے کی لذتوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ حِينَ يُفْطِرُ، وَفَرْحَةٌ حِينَ يَلْقَى رَبَّهُ[1]

"روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی اس وقت جب وہ افطار کرتا ہے اور ایک خوشی اس وقت جب وہ اپنے رب سے ملے گا۔"

روزہ افطار کرتے وقت ایک خوشی کا احساس روزے کی لذت ہے جو صرف روزہ دار ہی محسوس کرسکتا ہے۔"

نیکیوں کی لذت:

رمضان المبارک کے مہینہ کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی فضیلتوں سے نوازا ہے رمضان کی پہلی رات ہی شیاطین اور سرکش جنوں کو قید کر دیا جاتا ہے جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إِذَا كَانَتْ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ، وَمَرَدَةُ الْجِنِّ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ، فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ، وَفُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ، وَنَادَى مُنَادٍ يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ أَقْبِلْ، وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ، وَلِلَّهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ، وَذَلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ"[2]

"جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیطان اور سرکش جن زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، اور اس کا کوئی بھی دروازہ کھلا ہوا نہیں رہتا، جنت کے دروازے کھول دیئے

---

[1] صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ: یریدون ان یبدلوا کلام اللہ، رقم: ۷۴۹۲

[2] صحیح سنن ابن ماجہ للالبانی، کتاب الصیام، باب ماجاء فی فضل شہر رمضان، رقم: ۱۶۴۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جاتے ہیں، اور اس کا کوئی بھی دروازہ بند نہیں رہتا، منادی پکارتا ہے:
اے بھلائی کے چاہنے والے! بھلائی کے کام پہ آگے بڑھ، اور اے
برائی کے چاہنے والے! اپنی برائی سے رک جا، کچھ لوگوں کو اللہ جہنم کی
آگ سے آزاد کرتا ہے، اور یہ (رمضان کی) ہر رات کو ہوتا ہے۔''

جب جہنم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں سرکش شیطان قید ہو جاتے ہیں اور جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں تو بندے کیلئے نیکی آسان ہو جاتی ہے۔ تب وہ نیکی کرتا ہے تو نیکی کی لذت کو محسوس کرتا ہے اور غور فرمایئے یَابَاغِیَ الْخَیْرِ أَقْبِلْ کہہ کر اللہ کی طرف سے نیکی کی دعوت دی جاتی ہے اور یَابَاغِیَ الشَّرِّ أَقْصِرْ کہہ کر اللہ کی طرف سے بندے کو برائی سے رک جانے کا حکم دیا جاتا ہے لیکن کس قدر بدنصیب ہے وہ آدمی جس کیلئے اللہ نے نیکی کے مواقع آسان کر دیئے اور اسے نیکی کی دعوت دی لیکن اس نے اس دعوت کو ٹھکرا دیا اور برائی پر قائم رہا ایسے آدمی پر جبریل امین نے افسوس کا اظہار کیا ہے اور انبیاء کے سردار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بھی افسوس کا اظہار کیا ہے سیدنا کعب بن عجرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دفعہ آپ ﷺ نے فرمایا:

احْضَرُوا الْمِنْبَرَ فَحَضَرْنَا فَلَمَّا ارْتَقَى دَرَجَةً قَالَ: آمِينَ، فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّانِيَةَ قَالَ: آمِينَ فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّالِثَةَ قَالَ: آمِينَ ، فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ لَقَدْ سَمِعْنَا مِنْكَ الْيَوْمَ شَيْئًا مَا كُنَّا نَسْمَعُهُ قَالَ: " إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَرَضَ لِي فَقَالَ: بُعْدًا لِمَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يَغْفَرْ لَهُ قُلْتُ: آمِينَ، فَلَمَّا رَقِيتُ الثَّانِيَةَ قَالَ: بُعْدًا لِمَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ قُلْتُ: آمِينَ، فَلَمَّا رَقِيتُ الثَّالِثَةَ قَالَ: بُعْدًا لِمَنْ أَدْرَكَ أَبَوَاهُ الْكِبَرَ عِنْدَهُ أَوْ أَحَدُهُمَا فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ قُلْتُ: آمِينَ [1]

[1] صحیح۔ الترغیب والترہیب للالبانی، کتاب الصوم، باب الترغیب فی صیام رمضان، رقم: ۹۹۶

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

"منبر لاؤ" ہم منبر لے آئے جب آپ ﷺ پہلی سیڑھی پر چڑھے تو فرمایا آمین پھر جب دوسری سیڑھی پر چڑھے تو فرمایا "آمین" اور جب تیسری سیڑھی پر چڑھے تو فرمایا آمین جب آپ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آج ہم نے آپ سے ایسی بات سنی ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں سنی، آپ ﷺ نے فرمایا جبرئیل امین علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا اس آدمی کے لئے ہلاکت ہو جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اپنے گناہوں کی معافی حاصل نہ کر سکا۔ میں نے کہا "آمین" پھر جب میں دوسری سیڑھی پر چڑھا تو جبرئیل امین نے کہا: اس آدمی کے لئے ہلاکت ہو جس کے سامنے آپ ﷺ کا نام لیا گیا اور اس نے آپ پر درود نہ پڑھا، میں نے کہا آمین پھر جب میں تیسری سیڑھی پر چڑھا تو جبرئیل امین نے کہا جس شخص نے اپنے ماں باپ یا دونوں میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور ان کی خدمت کر کے جنت نہ پا سکا اس کے لئے ہلاکت ہو میں نے کہا آمین۔"

"اور قیامت والے دن ایسے لوگ بدترین عذاب سے دوچار ہوں گے سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔"

بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ أَتَانِي رَجُلَانِ فَأَخَذَا بِضَبْعَيَّ فَأَتَيَا بِي جَبَلًا وَعْرًا فَقَالَا لِي: اصْعَدْ فَقُلْتُ: إِنِّي لَا أُطِيقُهُ. فَقَالَا: إِنَّا سَنُسَهِّلُهُ لَكَ فَصَعِدْتُ حَتَّى إِذَا كُنْتُ فِي سَوَاءِ الْجَبَلِ إِذَا أَنَا بِأَصْوَاتٍ شَدِيدَةٍ فَقُلْتُ: مَا هَذِهِ الْأَصْوَاتُ؟ قَالُوا: هَذَا عَوِيُّ أَهْلِ النَّارِ، ثُمَّ انْطَلَقَ بِي فَإِذَا أَنَا بِقَوْمٍ مُعَلَّقِينَ بِعَرَاقِيبِهِمْ مُشَقَّقَةٌ أَشْدَاقُهُمْ تَسِيلُ أَشْدَاقُهُمْ دَمًا. قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يُفْطِرُونَ قَبْلَ تَحِلَّةِ صَوْمِهِمْ[1]

[1] صحیح۔ الترغیب والترہیب، کتاب الصوم، باب الترہیب من افطار شیء من رمضان من غیر عذر، رقم: ۱۰۰۵

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''اس حال میں کہ میں سویا ہوا تھا اور میرے پاس دو آدمی آئے انہوں نے مجھے میرے بازوؤں سے پکڑا اور مجھے ایک مشکل چڑھائی والے پہاڑ کے پاس لائے اور کہا ''اس پہاڑ پر چڑھیں۔'' میں نے کہا ''میں نہیں چڑھ سکتا، انہوں نے کہا ہم آپ کے لئے سہولت پیدا کر دیں گے۔'' پس میں چڑھ گیا یہاں تک کہ میں پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گیا جہاں میں نے شدید چیخ و پکار کی آوازیں سنیں میں نے پوچھا یہ آوازیں کیسی ہیں؟'' انہوں نے بتایا ''یہ جہنمیوں کی چیخ و پکار ہے'' پھر وہ میرے ساتھ آگے بڑھے جہاں میں نے کچھ لوگ اُلٹے لٹکے ہوئے دیکھے جن کے منہ چیرے ہوئے تھے اور ان کے جبڑوں سے خون بہہ رہا تھا میں نے پوچھا ''یہ کون لوگ ہیں؟'' انہوں نے جواب دیا یہ وہ لوگ ہیں جو روزہ وقت سے پہلے توڑ لیا کرتے تھے۔''

رمضان میں بھی عبادت نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ہم نفس کے غلام ہیں نفس کا آرام چاہتے ہیں اور گناہوں کی نحوست اور سیاہی ہمارے دلوں پر اس قدر چھا چکی ہے کہ دل مردہ ہو گئے ہیں اور ہم دنیا کو آخرت پر ترجیح دے رہے ہیں اور ہمارا عقیدۂ آخرت کمزور ہو چکا ہے۔

روزے کی لذت میدانِ محشر میں:

حشر کے دن روزہ دار کی عجب شان ہوگی جب وہ اللہ کی بارگاہ میں آئے گا تو روزہ اس کی سفارش کیلئے موجود ہوگا حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُوْلُ الصِّيَامُ أَيْ رَبِّ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهْوَةَ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ وَيَقُوْلُ الْقُرْآنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ قَالَ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

فَيُشَفَّعَانِ[1]

"روزہ اور قرآن قیامت کے دن بندے کی سفارش کریں گے روزہ کہے گا، اے رب! میں نے اسے کھانے اور شہوت سے روکے رکھا پس میری اس کے حق میں سفارش قبول فرما اور قرآن کہے گا میں نے اسے رات کو نیند سے روکے رکھا میری اس کے حق میں سفارش قبول فرما۔"

دوست وہ ہوتا ہے جو مصیبت میں ساتھ دے روزہ اس وقت ساتھ دے گا جب سب رشتے ساتھ چھوڑ دیں گے ایسے قیمتی دوست کو چھوڑ دینے والا غافل ہی ہوسکتا ہے؟ اور حشر کے روز اسے ایک اور بھی شان سے نوازا جائے گا اربوں کھربوں لوگوں کی موجودگی میں پکار کے کہا جائے گا این الصائمون (روزے دار کہاں ہیں؟) وہ کھڑے ہوں گے تو انہیں کہا جائے گا تمہارے لئے بطور خاص جنت کا دروازہ "ریان" ہے تم اسی دروازے سے گزر کے جنت میں داخل ہو جاؤ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا، يُقَالُ لَهُ: الرَّيَّانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، يُقَالُ: أَيْنَ الصَّائِمُونَ؟ فَيَقُومُونَ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ. فَإِذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ، فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ"[2]

"جنت کا ایک دروازہ ہے جسے ریان کہتے ہیں قیامت کے دن اس دروازہ سے صرف روزہ دار ہی جنت میں داخل ہوں گے، ان کے سوا اور کوئی اس میں سے داخل نہیں ہوگا، پکارا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں؟ وہ کھڑے ہو جائیں گے ان کے سوا اس سے اور کوئی نہیں اندر جانے

[1] حسن صحیح۔ الترغیب والترہیب، کتاب الصوم، باب الترغیب فی الصوم مطلقا، رقم: ۹۸۴

[2] صحیح بخاری۔ کتاب الصوم، باب الریان للصائمین، رقم: ۱۸۹۶

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پائے گا اور جب یہ لوگ اندر چلے جائیں گے تو یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا پھر اس سے کوئی اندر نہ جا سکے گا۔“

یہ روزے کی وہ لذت ہے جو بندہ قیامت کے دن پائے گا اسے بارگاہِ الٰہی میں بھی عزت سے نوازا جائے گا اور وہ جنت میں بھی اعزاز واکرام سے داخل ہوگا۔

ڈھال:

روزہ بندے کیلئے میدان محشر میں سفارشی اور جنت کا راستہ روشن کرنے والا عمل ہے یہ دنیا میں بھی گناہوں کے مقابلہ میں ڈھال بن کر کھڑا ہو جاتا ہے، آپ ﷺ نے ایک دفعہ نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا:

"يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ"[1]

”نوجوانوں کی جماعت! تم میں جسے بھی نکاح کرنے کی طاقت ہو اسے نکاح کر لینا چاہئے کیونکہ یہ نظر کو نیچا رکھنے والا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا عمل ہے اور جو کوئی نکاح کی طاقت نہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ روزہ رکھے کیونکہ روزہ اس کی نفسانی خواہشات کو توڑ دے گا۔“

روزے کے اندر ایک ایسی روحانی اور ایمانی قوت ہے جو شہوانی خیالات کو توڑ دیتی ہے یہ قوت بندے کی نظر میں حیاء پیدا کرتی ہے اور اس کے خیالات کو پاکیزگی عطا کرتی ہے جب خیالات پاک وصاف ہوں تو بندہ نیکی کی حقیقی لذت محسوس کرتا ہے اور نیکی کرنے والا آگ سے دور ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے آپ ﷺ نے روزے کو جہنم کی آگ سے ڈھال قرار دیا ہے۔ حضرت مطرف رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

دَخَلْتُ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ، فَدَعَا بِلَبَنٍ، فَقُلْتُ: إِنِّي

[1] صحیح بخاری۔ کتاب النکاح، باب من لم یستطع الباءۃ فلیصم، رقم: ۵۰۶۶

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

صَائِمٌ. فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. يَقُولُ: اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ كَجُنَّةِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْقِتَالِ[1]

''میں حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو انہوں نے (میری ضیافت کے لیے) دودھ منگوایا میں نے کہا: میں روزے سے ہوں، تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''روزہ آگ سے بچاؤ کے لیے ڈھال ہے جس طرح تم میں سے کسی کے پاس لڑائی میں دشمن کے حملہ سے بچاؤ کے لیے ڈھال ہوتی ہے۔''

لیکن یاد رکھئے! ڈھال اس وقت بندے کی حفاظت کرتی ہے جب بندہ ڈھال کو مضبوط بناتا ہے کمزور ڈھال دشمن کے مقابلہ میں صحیح کام نہیں دیتی یا یوں سمجھ لیں بیج کے اندر اُگنے، درخت بننے، پھل اور سایہ فراہم کرنے کی قوت ہوتی ہے لیکن اس سے یہ تمام فوائد اس وقت حاصل کئے جا سکتے ہیں جب بیج کو اُگنے کا موقع فراہم کیا جائے اور اس پر محنت کی جائے اور اس کی حفاظت کی جائے اسی طرح روزہ کے اندر روحانی اور ایمانی قوتیں موجود ہیں لیکن یہ قوتیں تب کارآمد ہوں گی جب ان کو پھلنے پھولنے کا موقع فراہم کیا جائے روزہ ایمان وتقویٰ کا ایک ایسا بیج ہے جسے ہم روزانہ سحری کے وقت منہ اندھیرے بوتے ہیں اور شام تک اس بیج کی حفاظت کرنی ہوتی ہے اور بالخصوص دو چیزوں سے اس کی حفاظت کی جاتی ہے اور وہ دو چیزیں ہیں نفس پر قابو رکھنا اور زبان پر قابو رکھنا۔ انہی دو چیزوں پر اعمال کی حفاظت کا دارومدار ہے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں ایک سفر میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھا، ایک دن میں صبح کے وقت آپ ﷺ کے قریب ہوا، اور ہم چل رہے تھے، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ مجھے کوئی عمل بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے، اور جہنم سے دور رکھے،

---

[1] صحیح۔ سنن نسائی للالبانی، کتاب الصیام، باب ذکر الاختلاف علی محمد بن ابی یعقوب، رقم: ۲۲۳۱

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم نے ایک بہت بڑی چیز کا سوال کیا ہے، اور بیشک یہ عمل اس شخص کے لیے آسان ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ آسان کر دے، تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو، نماز قائم کرو، زکاۃ دو، رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو"، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَبْوَابِ الْخَيْرِ؟ اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ النَّارَ الْمَاءُ، وَصَلَاةُ الرَّجُلِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ.

"کیا میں تمھیں بھلائی کے دروازے نہ بتاؤں؟ روزہ ڈھال ہے، صدقہ گناہوں کو ایسے ہی مٹاتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھاتا ہے، اور آدھی رات میں آدمی کا نماز (تہجد) ادا کرنا۔"

پھر فرمایا: "کیا میں تمھیں دین کی اصل، اس کا ستون اور اس کی چوٹی نہ بتا دوں؟ وہ اللہ کی راہ میں جہاد ہے"، پھر فرمایا: "کیا ان تمام باتوں کا جس چیز پر دارومدار ہے وہ نہ بتادوں"؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں ضرور بتایئے:

فَأَخَذَ بِلِسَانِهِ فَقَالَ: تَكُفُّ عَلَيْكَ هٰذَا قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَإِنَّا لَمُؤَاخَذُونَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهِ؟ قَالَ: ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا مُعَاذُ وَهَلْ يُكِبُّ النَّاسَ عَلَى وُجُوهِهِمْ فِي النَّارِ، إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ؟[1]

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک پکڑی اور فرمایا: "اسے اپنے قابو میں رکھو"، میں نے عرض کیا: اللہ کے نبی! کیا ہم جو بولتے ہیں اس پر بھی ہماری پکڑ ہوگی؟، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "معاذ! تیری ماں تجھ پر روئے! لوگ اپنی زبانوں کی کارستانیوں کی وجہ سے ہی اوندھے منہ جہنم میں ڈالے جائیں گے۔"

[1] صحیح۔ سنن ابن ماجہ للالبانی، کتاب الفتن، باب کف اللسان فی الفتنۃ، رقم: ۳۹۷۳

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے روزے کی حالت میں زبان پر قابو رکھنے کی خصوصی تاکید فرمائی ہے۔سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"الصِّيَامُ جُنَّةٌ إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ صَائِمًا فَلَا يَرْفُثْ، وَلَا يَجْهَلْ، فَإِنِ امْرُؤٌ قَاتَلَهُ، أَوْ شَاتَمَهُ، فَلْيَقُلْ: إِنِّي صَائِمٌ، إِنِّي صَائِمٌ"[1]

"روزہ (برائیوں سے بچنے کے لیے) ڈھال ہے، جب تم میں کوئی روزے سے ہو تو فحش باتیں نہ کرے، اور نہ نادانی کرے، اگر کوئی آدمی اس سے جھگڑا کرے یا گالی گلوچ کرے تو اس سے کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔"

إِنِّي صَائِمٌ کا مطلب ہے میں نے اللہ کیلئے روزہ رکھا ہے میں اللہ کیلئے خاموش ہوں میں نے اس عمل کا بدلہ اللہ سے لینا ہے۔میں نے آپ کی زیادتی کو اللہ کی خاطر معاف کر دیا لوگوں کی زیادتیاں اللہ کی خاطر نظر انداز کر دینے والا اللہ سے بدلہ کی امید رکھ سکتا ہے۔جس نے بدلہ لے لیا تو اب اللہ سے امید کس چیز کی......؟

اشفاق احمد نے لکھا ہے:

"بغداد میں ایک نانبائی تھا وہ بہت اچھے نان لگاتا تھا دور دور سے دنیا اس کے گرم نان خریدنے کیلئے آتی تھی بعض لوگ اسے کھوٹا سکہ دے کر چلے جاتے وہ نانبائی کھوٹا سکہ لے کر اسے جانچتا پرکھتا اور اپنی صندوقچی میں ڈال لیتا تھا کبھی واپس نہیں کرتا تھا اور کسی کو آواز دے کر نہیں کہتا تھا کہ تم نے مجھے کھوٹا سکہ دیا ہے نہ بے ایمانی کا طعنہ دیتا تھا جب اس نانبائی کا آخری وقت آیا تو اس نے پکار کے اللہ سے کہا: اے اللہ تو اچھی طرح جانتا ہے کہ میں تیرے بندوں سے کھوٹے سکے لے کر انہیں خوشبودار گرم نان دیتا تھا میں نے کبھی کسی کھوٹے سکے والے کا ہاتھ نہیں جھٹکا اور

---

[1] صحیح۔سنن ابی داؤد للالبانی، کتاب الصوم، باب الغیبۃ للصائم، رقم: ۲۳۶۳

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسے برا نہیں کہا آج میں تیرے پاس جھوٹی اور کھوٹی عبادت لے کر آیا ہوں میری عبادت ایسی نہیں جیسی تو چاہتا تھا میرے ٹوٹے پھوٹے سجدے اور نمازیں ہیں میری تجھ سے درخواست ہے جیسے میں نے تیری مخلوق کو معاف کیا تو بھی مجھے معاف کر دے۔"

اللہ کی خاطر اگر ہم اپنے غصے پر کنٹرول کرتے ہیں روزے کا خیال کرتے ہوئے دوسرے کی بدزبانی کو برداشت کر لیتے ہیں اگر ہم یہ سب اللہ کی خاطر کرتے ہیں تو اس سخی داتا سے امید رکھنی چاہیئے وہ ہماری ٹوٹی پھوٹی عبادت کو بھی شرف قبولیت سے نواز دے گا۔

بے مثل عبادت:

روزہ ایک ایسی عبادت ہے کہ اس کی مثل اور کوئی عبادت نہیں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں ایک دفعہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

يَارَسُولَ اللهِ! مُرْنِي بِعَمَلٍ، قَالَ: "عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا عَدْلَ لَهُ". قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! مُرْنِي بِعَمَلٍ، قَالَ: "عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا عِدْلَ لَهُ"[1]

"اللہ کے رسول! مجھے کسی کام کا حکم فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "روزے کو لازم پکڑو کیونکہ اس جیسا کوئی (عمل) نہیں ہے"۔ میں نے (پھر) عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے کسی کام کا حکم دیجئے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "روزے کو لازم پکڑو کیونکہ اس کے برابر کوئی عمل نہیں ہے۔"

یہ بے مثل عبادت ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس کا اجر بھی اپنے ذمہ اٹھالیا ہے اور فرمایا:

---

[1] صحیح۔ سنن نسائی للالبانی، کتاب الصیام، باب ذکر الاختلاف علی محمد بن ابی یعقوب، رقم: ۲۲۲۳

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَأَكْلَهُ وَشُرْبَهُ مِنْ أَجْلِي [1]

"روزہ خالص میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔" بندہ اپنی شہوت، کھانا پینا میری رضا کے لیے چھوڑتا ہے۔"

افطاری کی لذت:

ابھی پیچھے یہ روایت بیان ہوئی ہے کہ روزہ دار کیلئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی وہ روزہ افطار کرتے ہوئے پاتا ہے اور دوسری اسے بروز محشر اللہ سے ملاقات کے وقت نصیب ہوگی افطاری کے وقت اللہ کی رحمت جوش میں ہوتی ہے اور ہر افطاری کے موقع پر اللہ تعالیٰ لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتے ہیں۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ لِلَّهِ عِنْدَ كُلِّ فِطْرٍ عُتَقَاءَ، وَذَٰلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ [2]

"اللہ تعالیٰ ہر افطاری کے وقت لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے اور یہ (رمضان کی) ہر رات کو ہوتا ہے۔"

بعض علماء کے ہاں قبولیت کا یہ وقت افطاری کے قریب کا ہے کہ سارا دن جب وہ اللہ کی فرمانبرداری میں گزار کے اس کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے تو باری تعالیٰ ان ہاتھوں کو شرف قبولیت سے نواز دیتے ہیں۔

❁❁❁

---

[1] صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ یریدون ان یبدلوا کلام اللہ، رقم: ۷۴۹۲

[2] حسن صحیح۔ سنن ابن ماجہ للالبانی، کتاب الصیام، باب ما جاء فی فضل شہر رمضان، رقم: ۱۶۴۳

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رمضان اور
راتوں کا قیام

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

واجب الاحترام سامعین حضرات! رمضان المبارک رحمتوں، برکتوں اور عنایات سے بھر پور مہینہ ہے اس مہینہ میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ گھٹا بن کے برستی ہے اور ارشاد ہوتا ہے:

يَابَاغِيَ الْخَيْرِ أَقْبِلْ، وَيَابَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ[1]

''اے خیر کی تلاش کرنے والے! مزید آگے بڑھ، اور اے برائی کے طالب رک جا۔''

ہم اپنی زندگی کے سابقہ ایام کو دیکھیں تو گناہوں سے بھرے ہوئے ہیں دل ہیں کہ گناہوں سے سیاہ ہو چکے، ان پر گناہوں کا زنگ چڑھ چکا ہے۔ مدت سے ہماری سرد آنکھوں نے کبھی اس رحیم وکریم رب کے سامنے آنسو نہیں گرایا اور اس باری تعالیٰ کی کرم نوازی ہے کہ رمضان المبارک کا مہینہ پھر سے ہماری زندگی میں آ گیا تا کہ ہم اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلا کے اپنی پاپ بھری زندگی سے توبہ کر سکیں رمضان کی رحمتیں تو بارش کی طرح ہیں بارش جب برستی ہے تو ساری زمین پر یکساں برستی ہے لیکن دریا، ندی نالے اور تالاب اپنی اپنی وسعت کے مطابق اس سے فائدہ لیتے ہیں اسی طرح بارش پتھریلی زمین پر بھی برستی ہے ساری زمین جل تھل ہو جاتی ہے۔ لیکن پتھر زمین پانی کی دو بوندیں بھی اپنے اندر سمیٹ نہیں پاتی اور اگر زمین نرم ہو تو وہ بارش کی مٹھاس، حلاوت اور تاثیر کو اپنے اندریوں سمیٹتی ہے کہ وہ سبزہ سے لہلہا اٹھتی ہے۔

غور کیجئے! رمضان المبارک میں رب تعالیٰ کی رحمت تو برس رہی ہے اور کوئی بدنصیب پتھر دل ہی ہوگا جو اس رحمت سے محروم رہ جائے ہمارا دل بھی زمین کی طرح

---

[1] صحیح۔ سنن ابن ماجۃ للالبانی، کتاب الصیام، باب ما جاء فی فضل شہر رمضان، رقم: ۱۶۴۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے اگر یہ زمین نرم ہے تو اس میں نیکی کا بیج پھلے پھولے گا عبادت میں لذت ملے گی اور اگر دل پتھر ہے تو اب کے برس بھی یہ رحمت گزر جائے گی توبہ کی خواہش پیدا نہیں ہو گی اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم رمضان کی رحمتوں سے اپنی جھولیوں کو بھریں تو پھر ہمیں وہ اعمال کرنے چاہئیں جو ان دنوں میں نبی اکرم ﷺ کیا کرتے تھے آیئے! ان اعمال کا جائزہ لیں جو ہمیں رمضان المبارک میں کرنے چاہئیں۔

قرآن پاک کی تلاوت:

رمضان المبارک کے اعمال میں سے ایک اہم ترین عمل قرآن پاک کی تلاوت ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں:

"كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ، وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ، وَكَانَ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ فَلَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ"[1]

"رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ سے ملتے تو آپ ﷺ بہت زیادہ سخاوت فرماتے۔ جبرائیل علیہ السلام رمضان کی ہر رات آپ ﷺ سے ملاقات کرتے اور آپ ﷺ کے ساتھ قرآن کا دورہ کرتے، غرض نبی کریم ﷺ لوگوں کو بھلائی پہنچانے میں بارش لانے والی ہوا سے بھی زیادہ جود وکرم فرمایا کرتے تھے۔"

قرآن پاک کی تلاوت اگرچہ آپ ﷺ اور مہینوں میں بھی کرتے تھے لیکن خصوصاً جبرائیل امین کے ساتھ قرآن پاک کا دور صرف رمضان المبارک کے مہینہ میں ہی کرتے تھے اور احادیث سے یہ ثابت واضح ہے کہ جبرائیل امین اللہ تعالیٰ

[1] صحیح بخاری۔ کتاب بدء الوحی، رقم: ۷

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے حکم سے نازل ہوتے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ نبی ﷺ اور جبرئیل امین کا رمضان کے مہینہ میں قرآن کا دور کرنا اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے۔ نبی ﷺ کا ہر رمضان میں جتنا قرآن حکیم نازل ہوا ہوتا اس کا دور کرنا اس بات کی ترغیب ہے کہ ہمیں رمضان کے مہینہ میں کم از کم ایک دفعہ تو قرآن پاک ضرور مکمل پڑھنا چاہئے اور جس سال آپ ﷺ کی وفات ہوئی آپ ﷺ نے دو دفعہ دور کیا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"أَسَرَّ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. أَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُنِي بِالْقُرْآنِ كُلَّ سَنَةٍ، وَإِنَّهُ عَارَضَنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا أُرَاهُ إِلَّا حَضَرَ أَجَلِي"[1]

"مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے چپکے سے فرمایا تھا کہ جبرائیل علیہ السلام مجھ سے ہر سال قرآن مجید کا دورہ کرتے تھے اور اس سال انہوں نے مجھ سے دو مرتبہ دور کیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ میری موت کا وقت آن پہنچا ہے۔"

اپنی زندگی کے آخری ایام میں آپ ﷺ کا دو دفعہ قرآن کا دور کرنا اور بیس دن کا اعتکاف کرنا بھی اپنے اندر ایک حکمت بھرا سبق رکھتا ہے اور وہ یہ کہ جب زندگی کے دن تھوڑے ہوں تب نیکی کرنے کی رفتار بڑھا دینی چاہئے۔

عزیز دوستو! جب سر کے بال سفید ہونا شروع ہو جائیں تو یہ بڑھاپے کی دستک ہوتی ہے اور بڑھاپا اس بات کی علامت ہے کہ اب زندگی آخری منزلیں طے کر رہی ہے اور یہ کسی آدمی کی بدنصیبی ہے کہ سر کے بال سفید ہوں لیکن اعمال سیاہ رہیں ہماری عبادات کے اندر خشوع وخضوع پیدا ہوسکتا ہے اور ہماری نیکی کرنے کی رفتار بڑھ سکتی ہے اگر ہم یہ سمجھ کے اعمال کریں کہ ہوسکتا ہے یہ ہماری زندگی کا آخری

[1] صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب کان جبرئیل یعرض القرآن علی النبی ﷺ رقم ۴۹۹۷

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رمضان ہوتا کہ ہمارے دل میں آخرت کا تصور پیدا ہو جائے۔

لمبی لمبی تمنائیں آخرت سے غافل کر دیتی ہیں وہ آدمی دانش مند ہے جو دنیا کی لمبی خواہشات رکھنے کی بجائے آخرت میں کامیابی کی خواہش رکھتا ہے اور اس کیلئے اعمال کرتا ہے بڑھاپے میں بھی نیکی کی طرف توجہ نہ کرنے والے کو نبی معظم ﷺ کے اس فرمان گرامی پر غور کرنا چاہئے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْه، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ أَعْذَرَ اللهُ اِلٰی امْرِئٍ أَخَّرَ أَجَلَهُ حَتّٰی بَلَّغَهُ سِتِّیْنَ سَنَةً[1]

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے تمام عذر ختم کر دیئے جسے لمبی عمر بخشی حتیٰ کہ وہ ساٹھ برس کو پہنچ گیا۔''

توحید، نماز، روزہ اور زکوٰۃ کا حکم دینا انبیاء کرام کی دعوت و تبلیغ کے مرکزی امور رہے ہیں سیدنا زکریا علیہ السلام نے ایک دفعہ لوگوں کو بیت المقدس میں جمع کیا، مسجد لوگوں سے بھر گئی۔ لوگ بالا خانوں پر بھی جا بیٹھے، پھر انہوں نے کہا: اللہ نے ہمیں پانچ باتوں کا حکم دیا ہے کہ میں خود بھی ان پر عمل کروں اور تمہیں حکم دوں کہ تم بھی ان پر عمل کرو۔ پہلی چیز یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اور اس شخص کی مثال جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اس آدمی کی ہے جس نے ایک غلام خالص اپنے مال سے سونا یا چاندی دے کر خریدا، اور (اس سے) کہا: یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا پیشہ (روزگار) ہے تو تم کام کرو اور منافع مجھے دو، سو وہ کام کرتا ہے اور نفع اپنے مالک کے سوا کسی اور کو دیتا ہے، تو بھلا کون شخص یہ پسند کر سکتا ہے کہ اس کا غلام اس قسم کا ہو، ۲۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں نماز کا حکم دیا ہے تو جب تم نماز پڑھو تو ادھر ادھر نہ دیکھو۔ کیونکہ اللہ اپنا چہرہ نماز پڑھتے ہوئے بندے کے چہرے کی طرف رکھتا ہے جب تک کہ وہ ادھر ادھر نہ دیکھے، ۳۔ اور تمہیں روزہ

[1] صحیح بخاری، کتاب الرقاق باب من بلغ ستین سنۃ فقد اعذر اللہ إلیہ، رقم: ۶۴۱۹

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اور اس کی مثال اس آدمی کی ہے جو ایک جماعت کے ساتھ ہے۔ اس کے ساتھ ایک تھیلی ہے جس میں مشک ہے اور ہر ایک کو اس کی خوشبو بھاتی ہے۔ اور روزہ دار کے منہ کی بو مشک کی خوشبو سے بڑھ کر ہے، ۴۔ اور تمہیں صدقہ وزکاۃ دینے کا حکم دیا ہے۔ اس کی مثال اس شخص کی ہے جسے دشمن نے قیدی بنالیا ہے اور اس کے ہاتھ اس کی گردن سے ملا کر باندھ دیئے ہیں، اور اسے لے کر چلے تاکہ اس کی گردن اڑا دیں تو اس (قیدی) نے کہا کہ میرے پاس تھوڑا زیادہ جو کچھ مال ہے میں تمہیں فدیہ دے کر خود کو چھڑا لینا چاہتا ہوں، پھر اس نے فدیہ دے کر خود کو آزاد کرا لیا، ۵۔ اور اس نے حکم دیا ہے کہ تم اللہ کا ذکر کرو۔ اس کی مثال اس آدمی کی مثل ہے جس کا دشمن تیزی سے پیچھا کرے اور وہ ایک مضبوط قلعہ میں پہنچ کر اپنی جان کو ان (دشمنوں) سے بچا لے۔ ایسے ہی بندہ خود کو شیطان (کے شر) سے اللہ کے ذکر کے بغیر نہیں بچا سکتا۔[1]

راتوں کا قیام:

رمضان المبارک میں راتوں کے قیام کی بڑی اہمیت ہے اس لئے کہ اس قیام پر گناہوں کی معافی کا دارومدار ہے جیسا کہ حدیث مبارک میں آتا ہے۔

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرَغِّبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ بِعَزِيمَةٍ، ثُمَّ يَقُولُ: "مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ"[2]

"رسول اللہ ﷺ بغیر تاکیدی حکم دیئے رمضان کے قیام کی ترغیب دلاتے، پھر فرماتے: "جس نے رمضان میں ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے قیام کیا تو اس کے تمام سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔"

---

[1] صحیح۔ سنن ترمذی، للالبانی، ابواب الامثال، باب ما جاء فی مثل الصلاۃ والصیام والصدقۃ، رقم: ۲۸۶۳

[2] صحیح۔ سنن ابی داود للالبانی، تفریع ابواب شہر رمضان، باب فی قیام شہر رمضان، رقم: ۱۳۷۱

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قیام اللیل کی فضیلت تین اعتبار سے:

رمضان المبارک میں قیام اللیل کی فضیلت تین اعتبار سے ہے۔

(۱) جگہ کے اعتبار سے (۲) وقت کے اعتبار سے (۳) کیفیت کے اعتبار سے

(۱) جگہ کے اعتبار سے:

جگہ کے اعتبار سے فرض نماز کا مسجد میں پڑھنا افضل ہے۔

چند روایات اس سلسلہ میں ملاحظہ فرمائیں سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَتَانَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ، فَصَلَّى بِنَا الْمَغْرِبَ فِي مَسْجِدِنَا، ثُمَّ قَالَ: "ارْكَعُوا هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ فِي بُيُوتِكُمْ"[1]

''رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس بنو عبد الاشہل (قبیلہ) میں آئے، اور ہمیں ہماری مسجد میں مغرب کی نماز پڑھائی، پھر فرمایا: "یہ دونوں رکعتیں (مغرب کے بعد کی سنتیں) اپنے گھروں میں پڑھو۔''

- سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اجْعَلُوا فِي بُيُوتِكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا"[2]

''تم لوگ اپنی بعض نمازیں اپنے گھروں میں پڑھا کرو اور انہیں قبرستان نہ بناؤ۔''

- جامع ترمذی کی روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

"أَفْضَلُ صَلَاتِكُمْ فِي بُيُوتِكُمْ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ"[3]

''تمہاری نماز میں سب سے افضل نماز وہ ہے جسے تم اپنے گھر میں پڑھتے

---

[1] حسن۔ سنن ابن ماجہ للالبانی، کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیہا، باب ماجاء فی الرکعتین بعد المغرب، رقم: ۱۱۶۵

[2] صحیح۔ سنن ابی داود، کتاب تفریع ابواب الرکوع والسجود، باب صلاۃ الرجل التطوع فی بیتہ، رقم: ۱۰۴۳

[3] صحیح۔ سنن ترمذی للالبانی، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی فضل صلاۃ التطوع فی البیت، رقم: ۴۵۰

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہو، سوائے فرض کے۔"

❁ اور سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں قیام اللیل کے بارے میں فرمایا:

فَعَلَيْكُمْ بِالصَّلَاةِ فِي بُيُوتِكُمْ. فَإِنَّ خَيْرَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ"[1]

"تمہیں چاہیے کہ گھروں میں یہ نماز پڑھا کرو اس لیے کہ آدمی کی سب سے بہتر نماز وہ ہے جسے وہ اپنے گھر میں پڑھے سوائے فرض نماز کے۔"

ان روایات سے پتہ چلتا ہے کہ جگہ کے اعتبار سے فرض نماز مسجد میں اور نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے۔

کیفیت کے اعتبار سے:

کیفیت کے اعتبار سے باجماعت نماز ادا کرنا انفرادی نماز سے افضل ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان گرامی ہے:

صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً[2]

"جماعت کے ساتھ نماز اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔"

وقت کے اعتبار سے:

قیام اللیل میں افضل وقت رات کا آخری تیسرا پہر ہے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ، يَقُولُ: مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ مَنْ

[1] صحیح۔ سنن ابی داؤد للالبانی، تفریع ابواب الوتر، باب فی فضل التطوع فی البیت، رقم: ۱۴۴۷

[2] صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب فضل صلاۃ الجماعۃ، رقم: ۶۴۵

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ[1]

"ہمارا پروردگار بلند برکت والا ہے ہر رات وہ اس وقت آسمان دنیا پر آتا ہے جب رات کا آخری تہائی حصہ رہ جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کوئی مجھ سے دعا کرنے والا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں، کوئی مجھ سے مانگنے والا ہے کہ میں اسے دوں کوئی مجھ سے بخشش طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کو بخش دوں۔"

معلوم ہوا نفلی نماز کی فضیلت تین اعتبار سے بڑھ جاتی ہے، جگہ کے اعتبار سے گھر میں پڑھنے سے فضیلت بڑھ جاتی ہے کیفیت کے اعتبار سے باجماعت ادا کرنے سے ستائیس درجہ بڑھ جاتی ہے اور وقت کے اعتبار سے رات کے آخری پہر پڑھنے سے فضیلت بڑھ جاتی ہے کہ اس وقت باری تعالیٰ آسمان دنیا پر تشریف فرما ہوتے ہیں اب کوئی ایک فضیلت پالیتا ہے کوئی دو اور کوئی تینوں۔ ہاں اگر رات کے آخری حصہ میں باجماعت گھر میں نماز پڑھنے کا اہتمام کرلیا جائے تو تینوں فضیلتیں مل جاتی ہیں اب یہ سوال پیدا ہوگا ہم حافظ نہیں، لمبا قیام زبانی کیسے کر سکتے ہیں۔ صحیح بخاری کی حدیث میں ہے:

كَانَتْ عَائِشَةُ يَؤُمُّهَا عَبْدُهَا ذَكْوَانُ مِنَ الْمُصْحَفِ[2]

"سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی امامت ان کا غلام ذکوان قرآن دیکھ کر کیا کرتا تھا۔"

اگر کوئی غیر حافظ نفلی نماز میں لمبا قیام کرنا چاہتا ہے تو اس روایت سے دیکھ کر قرآن پڑھنے کا جواز نکلتا ہے۔

اعتراض: تراویح کا ثبوت نہیں:

بعض کہتے ہیں کہ نماز تراویح سرے سے ثابت ہی نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب الدعاء فی الصلاۃ من آخر اللیل، رقم: ۱۱۴۵

[2] صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب امامۃ العبد والمولی، رقم: ۶۹۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے تراویح نام کی کوئی نماز ادا نہیں کی۔

جواب: ایک ہے تراویح کا لفظ...... کہ کیا لفظ تراویح احادیث میں موجود ہے اور دوسری ہے یہ پڑھی جانے والی نماز کہ کیا یہ نماز احادیث سے ثابت ہے یہ دونوں الگ الگ چیزیں ہیں۔

تراویح کا لفظ احادیث میں موجود نہیں رات کی نماز کو تراویح کا نام بعد میں دیا گیا ہے۔ شیخ صالح العثیمین لفظ تراویح پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

سُمِّيَتْ تَرَاوِيحُ لِأَنَّ السَّلَفَ الصَّالِحَ كَانُوا يَقُومُونَ رَمَضَانَ وَيُطِيلُونَ الْقِيَامَ وَالرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ فَإِذَا صَلَّوْا أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ يَعْنِي بِتَسْلِيمَتَيْنِ اسْتَرَاحُوا وَإِذَا صَلَّوْا أَرْبَعًا اسْتَرَاحُوا[1]

''اس نماز کو تراویح کا نام اس لئے دیا گیا کہ سلف صالحین جب رمضان میں قیام کرتے تو لمبا قیام اور لمبے رکوع وسجود کرتے جب وہ دوسلام کے ساتھ چار رکعات ادا کر لیتے تو ذرا آرام کرتے اور جب مزید چار رکعات اسی طرح پڑھ لیتے تو آرام کرتے۔''

ہر چار رکعات کے بعد معمولی حد تک آرام کرنے کی وجہ سے اسے تراویح کا نام دیا گیا ہے۔ لیکن یہ نام نبی ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔ ہاں نماز آپ ﷺ سے ثابت ہے لیکن اس نماز کو کسی مناسبت سے تراویح کہہ بھی لیا جائے تو کوئی حرج نہیں جیسے روزے کا لفظ احادیث سے ثابت نہیں روزے کو عربی میں صوم کہتے ہیں نماز کا لفظ احادیث سے ثابت نہیں ہے۔ عربی میں اس کو صلاۃ کہتے ہیں درود کا لفظ احادیث سے ثابت نہیں ہے اسے بھی عربی میں صلاۃ کہتے ہیں یہ الفاظ ثابت نہیں ہیں جبکہ روزہ رکھنا ثابت ہے نماز پڑھنا ثابت ہے اور اس کا حکم موجود ہے درود پڑھنا ثابت ہے اور

[1] شرح ریاض الصالحین للعثیمین: ۵/ ۲۱۷

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اس کا حکم موجود ہے جب دوسری عبادات کے اپنی زبان کے اعتبار سے الفاظ بعد میں رکھے گئے ہیں تو اس عبادت کا نام بھی رکھا جا سکتا ہے۔ اصل چیز یہ ہوتی ہے کہ یہ عبادت ثابت ہے یا نہیں اگر عبادت موجود ہے تو اس کا نام رکھا جا سکتا ہے لیکن اگر عبادت ہی موجود نہیں ہے۔ تب عبادت اپنی طرف سے نہیں بنائی جا سکتی۔

رمضان المبارک میں قیام اللیل کے ثبوت پر دو روایات آپ کے سامنے بیان کروں گا۔

پہلی روایت:

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

احْتَجَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ حُجْرَةً، فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنَ اللَّيْلِ فَيُصَلِّي فِيهَا. قَالَ: فَصَلَّوْا مَعَهُ لِصَلَاتِهِ، يَعْنِي رِجَالًا، وَكَانُوا يَأْتُونَهُ كُلَّ لَيْلَةٍ، حَتّٰى إِذَا كَانَ لَيْلَةٌ مِنَ اللَّيَالِي لَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَتَنَحْنَحُوا وَرَفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ وَحَصَبُوا بَابَهُ. قَالَ: فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُغْضَبًا. فَقَالَ: "يَا أَيُّهَا النَّاسُ، مَا زَالَ بِكُمْ صَنِيعُكُمْ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنْ سَتُكْتَبَ عَلَيْكُمْ. فَعَلَيْكُمْ بِالصَّلَاةِ فِي بُيُوتِكُمْ، فَإِنَّ خَيْرَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ"[1]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے ایک حصہ کو چٹائی سے گھیر کر ایک حجرہ بنا لیا، آپ رات کو نکلتے اور اس میں نماز پڑھتے تھے، کچھ لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھنی شروع کر دی وہ ہر رات آپ کے پاس آنے لگے یہاں تک کہ ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف نہیں نکلے، لوگ

[1] صحیح۔ سنن ابی داؤد للالبانی، باب تفریع ابواب الوتر، باب فی فضل التطوع فی البیت، رقم: ۱۴۴۷

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کھنکھارنے اور آوازیں بلند کرنے لگے، اور آپ کے دروازے پر کنکر مارنے لگے، تو رسول اللہ ﷺ غصے میں ان کی طرف نکلے اور فرمایا:

"لوگو! تم مسلسل ایسا کیے جا رہے تھے یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ کہیں تم پر یہ فرض نہ کر دی جائے، تمہیں چاہیے کہ تم گھروں میں نماز پڑھا کرو اس لیے کہ آدمی کی سب سے بہتر نماز وہ ہے جسے وہ اپنے گھر میں پڑھے سوائے فرض نماز کے۔"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پر باب قائم کیا ہے۔ "صَلَاةُ اللَّيْلِ" یعنی رات کی نماز، وہ نماز جس کو ہم نماز تراویح کہتے ہیں احادیث میں اسے مختلف ناموں سے یاد کیا گیا ہے۔ اسے صلاۃ اللیل بھی کہتے ہیں اور صلاۃ الوتر بھی، صلاۃ التہجد اور قیام اللیل بھی اس کا نام ہے۔

آپ ﷺ نے رمضان کی مختلف راتوں میں جو قیام فرمایا سنن نسائی کی روایت میں اس کی کچھ تفصیل موجود ہے۔ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

صُمْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ فَلَمْ يَقُمْ بِنَا حَتَّى بَقِيَ سَبْعٌ مِنَ الشَّهْرِ، فَقَامَ بِنَا حَتَّى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا فِي السَّادِسَةِ، فَقَامَ بِنَا فِي الْخَامِسَةِ حَتَّى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَوْ نَفَّلْتَنَا بَقِيَّةَ لَيْلَتِنَا هَذِهِ، قَالَ: "إِنَّهُ مَنْ قَامَ مَعَ الْإِمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ قِيَامَ لَيْلَةٍ". ثُمَّ لَمْ يُصَلِّ بِنَا وَلَمْ يَقُمْ حَتَّى بَقِيَ ثَلَاثٌ مِنَ الشَّهْرِ، فَقَامَ بِنَا فِي الثَّالِثَةِ وَجَمَعَ أَهْلَهُ وَنِسَاءَهُ حَتَّى تَخَوَّفْنَا أَنْ يَفُوتَنَا الْفَلَاحُ، قُلْتُ: وَمَا الْفَلَاحُ؛ قَالَ: "السُّحُورُ".[1]

"ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان میں روزے رکھے، تو آپ

---

[1] صحیح۔ سنن نسائی للالبانی، کتاب اللیل وتطوع النہار، باب قیام شہر رمضان، رقم: ۱۶۰۵

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہمارے ساتھ (تراویح کے لیے) کھڑے نہیں ہوئے یہاں تک کہ مہینے کی سات راتیں باقی رہ گئیں، تو آپ نے ہمارے ساتھ قیام کیا یہاں تک کہ ایک تہائی رات گزر گئی، پھر چوبیسویں رات کو قیام نہیں کیا، پھر پچیسویں رات کو قیام کیا یہاں تک کہ آدھی رات گزر گئی، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کاش اس رات کے باقی حصہ میں بھی اسی طرح نفلی نماز پڑھاتے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص امام کے ساتھ قیام کرے یہاں تک کہ وہ فارغ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے حق میں پوری رات کے قیام (کا ثواب) لکھ دیتا ہے۔"، پھر آپ نے ہمیں نماز نہیں پڑھائی، اور نہ آپ نے قیام کیا یہاں تک کہ مہینے کی تین راتیں باقی رہ گئیں، تو آپ نے ستائیسویں رات میں ہمارے ساتھ قیام کیا، اور اپنے اہل وعیال کو بھی جمع کیا یہاں تک کہ ہمیں ڈر ہوا کہ کہیں ہم سے فلاح نہ چھوٹ جائے، میں نے پوچھا: فلاح کیا ہے؟ کہنے لگے: سحری۔

یہاں ایک انتہائی اہم بات اور بھی معلوم ہوئی کہ اگر کوئی یہ قیام امام کے ساتھ کرتا ہے تو باجماعت نماز ادا کرنے کی وجہ سے اسے ستائیس درجہ ثواب تو ملتا ہی ہے اس کے ساتھ ایک اور فضیلت بھی حاصل ہوتی ہے اگر وہ امام کے ساتھ ہی قیام ختم کرتا ہے۔ تو باقی ساری رات کا قیام بھی اس کے نامہ عمل میں درج کر دیا جاتا ہے یہ دونوں روایات اس بات کی دلیل ہیں کہ آپ ﷺ نے رمضان المبارک میں باجماعت قیام اللیل کا اہتمام فرمایا ہے۔

اعتراض: (قیام صرف تین راتوں کا ہے):

دوسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپ ﷺ سے رمضان کی راتوں کا صرف تین رات کا قیام ثابت ہے اس لئے صرف تین رات قیام کرنا چاہیے۔

جواب: ان حضرات کی خدمت میں گزارش ہے کہ تین راتوں کے بعد آپ ﷺ نے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

روکا نہیں بلکہ گھروں میں پڑھنے کی ترغیب دی ہے اور یہ بات بھی سمجھنے کی ہے کہ ایسا نہیں ہے کہ آپ ﷺ یہ نماز صرف رمضان میں ہی پڑھا کرتے تھے اور آگے پیچھے نہیں پڑھتے تھے آپ ﷺ اس کا خصوصیت کے ساتھ اہتمام فرماتے تھے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک سائل نے یہ دریافت کیا:

كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ؟

''رسول اللہ ﷺ کی رمضان میں نماز کیسی ہوتی تھی......؟''

سوال پر توجہ کیجئے پوچھا گیا ہے کہ رمضان میں آپ ﷺ رات کو کیسے یا کتنی نماز پڑھتے تھے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں صرف رمضان کی نماز کا نہیں بتایا بلکہ فرمایا:

"مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً.[1]

''رسول اللہ ﷺ (رات میں) گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ خواہ رمضان کا مہینہ ہوتا یا کوئی اور۔''

سائل نے پوچھا رمضان کا تھا جواب میں بھی صرف رمضان کا ہی بتانا چاہیے تھا لیکن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب ایسا دیا جس میں یہ اشکال بھی رفع فرمادیا کہ شاید آپ ﷺ صرف رمضان میں ہی قیام فرماتے ہیں آگے پیچھے قیام نہ کرتے ہوں فرمایا: آپ ﷺ رمضان میں بھی قیام فرماتے اور غیر رمضان میں بھی قیام کرتے تھے ہاں پڑھتے گیارہ رکعات تھے۔

اعتراض: (کیا تراویح کے بغیر روزہ ہوجاتا ہے):

بعض کا یہ اعتراض ہے کہ اگر نماز تراویح ادا نہ کی جائے تو روزہ نہیں ہوتا وہ کہتے ہیں نماز تراویح روزے کے پر ہیں اور اگر روزے کے پر ہی نہیں ہوں گے تو وہ

[1] صحیح بخاری۔ کتاب التہجد، باب قیام النبی ﷺ باللیل فی رمضان وغیرہ، رقم: ۱۱۴۷

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اُڑے گا کیسے؟

جواب: ایسی کوئی حدیث موجود نہیں ہے جس میں تراویح کو روزے کے پر کہا گیا ہو اس بات کو سمجھ لینا چاہیے کہ شریعت کے اکثر احکام دو طرح کے ہیں یا وہ واجب ہیں واجب ان احکام کو کہا جاتا ہے جن کے کرنے پر ثواب ملتا ہے اور نہ کرنے پر گناہ ہے جیسے نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، زکوٰۃ ادا کرنا یہ احکام، واجب ہیں کرنے پر ثواب ملے گا اور چھوڑنے پر بندہ گناہ گار ہو گا اور کچھ احکام ایسے ہیں جن کو مستحب کہا جاتا ہے۔ مستحب وہ احکام ہیں جن کے کرنے والے کو ثواب ملتا ہے اور چھوڑنے والے کو کوئی کسی قسم کا گناہ نہیں ہوتا جیسے تحیۃ الوضو، نماز اشراق وغیرہ ان کے کرنے پر ثواب ملتا ہے لیکن چھوڑنے والا گناہ گار نہیں ہوتا، نماز تراویح بھی انہی احکام میں شامل ہے پڑھنے پر ثواب ملے گا لیکن چھوڑ دینے پر گناہ نہیں ہو گا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

أَخْبَرَهُ "أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامِ لَيْلَةً فَقَالَ: أَلَا تُصَلِّيَانِ؟، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللَّهِ فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا، فَانْصَرَفَ حِينَ قُلْنَا ذَلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا، ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُوَلٍّ يَضْرِبُ فَخِذَهُ، وَهُوَ يَقُولُ: وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا"[1]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات ان کے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم لوگ (تہجد کی) نماز نہیں پڑھو گے؟ میں عرض کیا: یارسول اللہ! ہماری روحیں اللہ کے قبضہ میں ہیں، جب وہ چاہے گا ہمیں اٹھا دے گا۔ ہماری اس عرض پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس

[1] صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب تحریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی صلاۃ اللیل والنوافل من غیر ایجاب، رقم: ۱۱۲۷

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا لیکن واپس جاتے ہوئے میں نے سنا کہ آپ ﷺ ران پر ہاتھ مار کر (پڑھ رہے تھے) کان الإنسان أکثر شيء جدلا (آدمی سب سے زیادہ جھگڑالو ہے)۔"

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس پر یہ باب قائم کیا ہے "نبی ﷺ کا رات کی نماز اور نوافل کو واجب قرار دیئے بغیر اس کی ترغیب دینا" یعنی آپ ﷺ نے اس کی ترغیب تو دی ہے لیکن اسے واجب قرار نہیں دیا جب واجب نہیں ہے تو مستحب ہے اور مستحب کے چھوڑنے پر گناہ نہیں ہوتا لہٰذا اگر کوئی نماز تراویح چھوڑ دیتا ہے تو اس پر گناہ نہیں ہے اور اس کا روزہ بھی صحیح ہے اور فرض نماز واجب ہے اسے چھوڑتا ہے تو اس کے روزے پر بھی فرق پڑتا ہے اور وہ گناہ گار بھی ہوتا ہے آپ ﷺ نے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جگایا تو وہ نیند کے غلبہ کی وجہ سے نہیں اُٹھے آپ ﷺ واپس چلے گئے اگر یہ واجب ہوتی تو نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ لیٹے رہتے اور نہ ہی یوں آپ ﷺ واپس جاتے لیکن یہ بات واضح رہے پڑھنے والے کی بہت زیادہ فضیلت ہے آپ ﷺ نے بذاتِ خود اس کی ترغیب دی ہے اور رمضان میں قیام اللیل کرنے والے کو گناہوں کی معافی کی خوشخبری دی ہے ہاں اسے چھوڑنے والا قابل اعتراض اور قابل ملامت نہیں ہے اور پڑھنے والا قابل تعریف اور ثواب کا حقدار ہے۔

نماز تراویح کے حوالہ سے کچھ وتروں کے مسائل ہیں آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"الْوِتْرُ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِخَمْسٍ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِثَلَاثٍ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِوَاحِدَةٍ فَلْيَفْعَلْ"[1]

"وتر ہر مسلمان پر حق ہے جو پانچ پڑھنا چاہے پانچ پڑھے، جو تین پڑھنا

[1] صحیح سنن ابی داؤد للالبانی، کتاب تفریع ابواب الوتر، باب کم الوتر، رقم: ۱۴۲۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چاہے تین پڑھے اور جو ایک پڑھنا چاہے ایک پڑھے۔"

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تین وتروں میں قرأت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ، كَانَ يَقْرَأُ فِي الْأُولَى بِ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَفِي الثَّانِيَةِ بِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَفِي الثَّالِثَةِ بِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ وَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوعِ. فَإِذَا فَرَغَ قَالَ عِنْدَ فَرَاغِهِ: سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يُطِيلُ فِي آخِرِهِنَّ "[1]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر تین رکعت پڑھتے تھے، پہلی رکعت میں "سبح اسم ربك الأعلى"۔ دوسری رکعت میں "قل يا أيها الكافرون"۔ اور تیسری میں "قل هو الله أحد" پڑھتے، اور دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے، پھر جب (وتر سے) فارغ ہو جاتے تو فراغت کے وقت تین بار "سبحان الملك القدوس" کہتے، اور ان کلمات کے آخر کو کھینچ کر پڑھتے۔"

تین وتر کی ادائیگی کے دو طریقے ہیں:

(۱) تین رکعت اکٹھی یوں ادا کی جائیں کہ جن میں درمیانی تشہد نہ ہو تیسری رکعت میں تشہد بیٹھے اور تشہد پڑھنے کے بعد سلام پھیر دے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

يُوتِرُ بِخَمْسٍ لَا يَقْعُدُ بَيْنَهُنَّ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ "[2]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی پانچ رکعتیں پڑھتے اور صرف ان کے آخر میں تشہد بیٹھتے۔"

یہ اکٹھے پانچ وتر کی ادائیگی ہے جن کے آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد کیا

---

[1] صحیح۔ سنن نسائی للالبانی، کتاب قیام اللیل وتطوع النہار، باب ذکر اختلاف الناقلین لخبر ابی بن کعب فی الوتر، رقم: ۱۶۹۹

[2] صحیح۔ سنن ابی داود للالبانی، ابواب قیام اللیل، باب فی صلاۃ اللیل رقم: ۱۳۵۹

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے اسی پر قیاس کرتے ہوئے جب اکٹھے تین پڑھیں گے تو آخری رکعت کے بعد تشہد بیٹھیں گے۔

(۲) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت پڑھنے کے بعد سلام پھیرے اور پھر ایک رکعت اور پڑھ کے سلام پھیرے آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى. فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلَّى رَكْعَةً وَاحِدَةً تُوتِرُ لَهُ مَا قَدْ صَلَّى"[1]

''رات کی نماز دو دو رکعت ہے پھر جب کوئی صبح ہو جانے سے ڈرے تو ایک رکعت پڑھ لے، وہ اس کی ساری نماز کو طاق بنا دے گی۔''

اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں مذکور ہے:

كَانَ يُسَلِّمُ بَيْنَ الرَّكْعَةِ وَالرَّكْعَتَيْنِ فِي الْوِتْرِ حَتَّى يَأْمُرَ بِبَعْضِ حَاجَتِهِ[2]

''وہ وتر کی جب تین رکعتیں پڑھتے تو دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرتے یہاں تک کہ ضرورت سے بات بھی کرتے۔''

بعض حضرات نماز وتر میں یہ طریقہ اختیار کرتے ہیں کہ تین رکعت کی نماز میں امام کے ساتھ پہلی دو رکعت چھوڑ دیتے ہیں اور آخری رکعت میں شامل ہو کے امام کے ساتھ ہی سلام پھیر دیتے ہیں اور بیان یہ کرتے ہیں کہ ایک وتر بھی ثابت ہے اس لئے ہم نے ایک وتر ادا کر لیا ان کا یہ طریقہ درست نہیں ہے اس لئے کہ امام کے ساتھ جب نماز ادا کی جائے گی تو مکمل نماز ادا کریں گے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اگر سفر میں بھی کسی مقیم امام کے ساتھ نماز ادا کرتے تو دو رکعت نہیں بلکہ پوری پڑھتے تھے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں آتا ہے:

---

[1] صحیح بخاری، ابواب الوتر، باب ماجاء فی الوتر، رقم: ۹۹۰

[2] صحیح بخاری، ابواب الوتر، باب ماجاء فی الوتر، رقم: ۹۹۱

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

إِذَا صَلَّى مَعَ الْإِمَامِ صَلَّى أَرْبَعًا، وَإِذَا صَلَّاهَا وَحْدَهُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ[1]

''جب وہ امام کے ساتھ نماز ادا کرتے تو چار رکعات ادا کرتے اور جب اکیلے پڑھتے تو دو رکعت ادا فرما لیتے۔''

اور آپ ﷺ کا فرمان ہے:

إِذَا أَتَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَعَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ، فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا، وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا"[2]

''جب تم نماز کے لیے آؤ تو وقار اور سکون کو ملحوظ رکھو، نماز کا جو حصہ پاؤ اسے پڑھو اور اور جو رہ جائے اسے (بعد) میں پورا کرلو۔''

آپ ﷺ نے یہ مطلق طور پر فرمایا ہے کہ جتنی نماز تمہیں امام کے ساتھ مل جائے وہ پڑھ لو اور جو رہ جائے بعد میں پوری کرلو یہ نہیں فرمایا کہ جو رہ جائے وہ چھوڑ دو۔

❀❀❀

[1] صحیح بخاری۔ کتاب صلاۃ المسافرین وقصرہا، باب قصر الصلاۃ بمنی، رقم: ۶۹۴

[2] صحیح بخاری۔ کتاب الاذان، باب قول الرجل فاتتنا الصلاۃ، رقم: ۶۳۵

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

رمضان اور صبر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

واجب الاحترام سامعین حضرات؟

رمضان المبارک کا صبر کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔ صبر درحقیقت ضبطِ نفس کا نام ہے۔ اپنے نفس پر کوڑا رکھتے ہوئے، صبح سے شام تک کھانے پینے سے رک جانا، نیکی پر جمے رہنا اور گناہوں کی طرف قدم کو بڑھنے نہ دینا سب صبر کی قسمیں ہیں صبر کا لفظ مختلف صیغوں کے ساتھ قرآن حکیم میں ۱۰۶ مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ کسی بھی حکم کا قرآن حکیم میں ایک مرتبہ وارد ہو جانا اس کی عظمت کے لئے کافی ہوتا ہے اور کلمہ صبر کا ایک سو مرتبہ سے بھی زیادہ استعمال ہونا اس کی اہمیت کو واضح کرتا ہے قرآن مقدس میں کہیں صبر و نماز کے ساتھ مدد پکڑنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کہیں صبر کو عزم و ہمت والا کام قرار دیا۔ کہیں صابرین کو خوشخبری سے نوازا گیا اور کہیں صبر کرنے والوں کو اللہ کی معیت کی نوید سنائی گئی۔ صبر کا لفظی مطلب ہے جم جانا، ڈٹ جانا، استقامت اختیار کرنا اور رک جانا۔

صبر کی تین قسمیں:

اہل علم فرماتے ہیں کہ صبر کی تین قسمیں ہیں:

(۱) اَلصَّبْرُ فِي الْمُصِيْبَةِ (مصیبت میں صبر کرنا)

صبر کی پہلی قسم ہے مصیبت میں صبر کرنا، حوصلہ رکھنا اور ہمت سے کام لینا اللہ کا شکوہ کرنے کی بجائے اللہ کی رضا پر راضی ہو جانا اور اس بات پر یقین رکھنا کہ جو کچھ بندے کے پاس تھا یا ہے وہ سب اللہ کا دیا ہوا ہے۔ اللہ جب چاہے اور جسے چاہے عطا کرتا ہے اور جب چاہے واپس لے لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سب فیصلوں میں حکمت ہے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیٹی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیغام بھیجا:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ ابْنًا لِي قُبِضَ، فَأْتِنَا فَأَرْسَلَ يُقْرِءُ السَّلَامَ، وَيَقُولُ: "إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلٌّ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى، فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ. فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ لَيَأْتِيَنَّهَا، فَقَامَ وَمَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ، وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَرِجَالٌ، فَرُفِعَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّبِيُّ وَنَفْسُهُ تَتَقَعْقَعُ، قَالَ: حَسِبْتُهُ أَنَّهُ قَالَ: كَأَنَّهَا شَنٌّ، فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ، فَقَالَ سَعْدٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا هٰذَا؟، فَقَالَ: هٰذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ، وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ"[1]

''میرا ایک لڑکا قریب الرگ ہے، اس لیے آپ ﷺ تشریف لائیں۔ آپ ﷺ نے انہیں سلام بھیجا اور کہلوایا کہ اللہ تعالیٰ ہی کا سارا مال ہے، جو لے لیا وہ اسی کا تھا اور جو اس نے دیا وہ بھی اس کا ہے اور ہر چیز اس کی بارگاہ سے وقت مقررہ پر ہی واقع ہوتی ہے۔ اس لیے صبر کرو اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھو۔ پھر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے قسم دے کر اپنے یہاں بلوا بھیجا۔ اب رسول اللہ ﷺ جانے کے لیے اٹھے۔ آپ ﷺ کے ساتھ سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت اور بہت سے دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ بچے کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے کیا گیا۔ جس کی جانکنی کا عالم تھا۔ ابوعثمان نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جیسے پرانا مشکیزہ ہوتا ہے (اور پانی کے ٹکرانے کی اندر سے آواز ہوتی ہے۔ اسی طرح جان کنی کے وقت بچے کے حلق سے آواز آ رہی تھی) یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بول اٹھے کہ یا رسول اللہ!

[1] صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبی ﷺ: یعذب المیت ببعض بکاء اہلہ علیہ، رقم: ۱۲۸۴

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

یہ رونا کیسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو اللہ کی رحمت ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے (نیک) بندوں کے دلوں میں رکھی ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اپنے ان رحم دل بندوں پر رحم فرماتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں۔

کائنات کے سب سے عظیم انسان نے اپنے نواسے کی وفات پر امت کو بھی پیغام دیا کہ مصیبتوں پر صبر کرنا سیکھو اور یہ عقیدہ بنالو کہ مال و اولاد اور عہدے و مناصب سب اللہ کی عطا کردہ چیزیں ہیں۔ اگر وہ ان چیزوں سے کوئی چیز واپس لے لے تو بھی اس کے فیصلوں پر سر جھکا دینا اور اس کی رضا پر راضی رہنا ہے۔

(۲) الصَّبْرُ عَلَى الطَّاعَةِ:

صبر کی دوسری قسم ہے فرمانبرداری اور نیکی کے کاموں پر صبر و ہمت سے قائم رہنا فرمانبرداری میں صبر و ہمت سے کام لینے والا بندہ نیکی پر گامزن رہتا ہے۔ نہ اسے گرمی کی شدت نیکی سے روکتی ہے اور نہ سردی اگر وہ میدان جہاد میں ہے تو صبر و ضبط سے دشمن کے مقابلہ پر ڈٹا ہوا ہے اور اگر وہ گھر میں یا حالت سفر میں ہے تو نیکی اور فرمانبرداری پر قائم ہے۔ سخت سردی میں جب نرم و گداز بستر سے اُٹھنا طبیعت پر گراں گزرتا ہے وہ صبر و ہمت سے بستر چھوڑ کے ٹھنڈے پانی سے وضو کر کے اللہ کے حضور قیام کرتا ہے روزہ بھی اطاعت میں صبر کی ایک اعلیٰ مثال ہے۔ بندہ سارا دن اپنے نفس پر کوڑا رکھ کے خود کو ان چیزوں سے روک لیتا ہے جو نفس کو مرغوب ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کا حالی نے ان الفاظ میں ذکر کیا ہے۔

کاٹیے دن زندگی کے ان یگانوں کی طرح
جو سدا رہتے ہیں چوکس پاسبانوں کی طرح
سعی سے اکتاتے اور محنت سے کنیاتے نہیں
جھیلتے ہیں سختیوں کو سخت جانوں کی طرح

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الصَّبْرُ عَنِ الْمَعْصِيَةِ (گناہوں سے صبر کرنا)

صبر کی تیسری قسم ہے گناہوں سے صبر کرنا، نفس بندے کو گناہ پر مجبور کرتا ہے لیکن وہ صبر سے کام لیتا ہے اور گناہ سے رُک جاتا ہے۔ یہ وہ صبر ہے جو انسان کو اللہ کا ولی بنا دیتا ہے۔ مال کمانے کے لئے کاروبار میں دھوکا شامل کرنے پر نفس بے چین کرتا ہے لیکن وہ خود پر صبر کر لیتا ہے اور اس گناہ سے رک جاتا ہے۔ نفس شہوانی خواہشات کا تقاضہ کرتا ہے لیکن وہ صبر کرتا ہے۔ اور گناہ سے قدم روک لیتا ہے گناہ کے قریب پہنچ کر گناہ سے رکنا بہت مشکل کام ہے لیکن صبر ایک ایسا ہتھیار ہے جو اس موقع پر بھی کام آتا ہے اور قدم بہکنے سے روک دیتا ہے۔

ایک مسلمان کے لئے دنیا اور آخرت کی کامیابی صبر و ہمت کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔ آپ ایک بیج کو سونے کی پلیٹ میں رکھ دیں اس کو کبھی بھی پھل نہیں لگے گا وہ کبھی ثمر آور نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ وہ اُگنے کی صلاحیت سے محروم ہے۔ جب اسے مٹی میں دفن کیا جائے گا اور وہ صبر سے مٹی کی قید کاٹے گا تو ایک وقت آئے گا کہ وہ مٹی کا سینہ چیر کے قدرت سے سبز لباس کا تحفہ لے کر باہر نکلے گا دنیا کے ہر کام میں صبر کی ضرورت ہے آپ نے کبھی مرغی کو انڈے سیتے ہوئے دیکھا ہوگا وہ اپنی آزاد زندگی چھوڑ کے بیس اکیس دن کی صبر سے قید کاٹتی ہے۔ صبر اگرچہ ایک مشقت ہے لیکن یقین کر لیجیے صبر و ہمت ہی اس دنیا میں کامیابی کی ضمانت ہے۔ اگر آپ ایک ادارہ، ایک دوکان یا ایک فرم چلانا چاہتے ہیں تو پہلے دن ہی کامیابی نہیں ملے گی صبر سے کام کرنا ہوگا صبر کا راستہ آپ کو مایوس نہیں کرے گا۔

صبر کے تین درجات:

جس طرح صبر کی تین قسمیں ہیں اسی طرح صبر کے تین درجات ہیں۔

پہلا درجہ:

صبر کا پہلا درجہ ہے مصیبت کے دوران صبر کرنا، یہ عالی ہمت لوگوں کا کام

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے۔اس لئے کہ کم ہمت آدمی تو لفظ کی چوٹ بھی برداشت نہیں کر پاتا۔

ظفر آدمی نہ اس کو جانیے گا
ہو وہ کتنا ہی صاحب فہم و ذکا
جسے عیش میں یادِ خدا نہ رہی
جسے طیش میں خوفِ خدا نہ رہا

سخت لفظ یا کوئی طعنہ سن کر بظاہر نہ کسی کا خون بہتا ہے اور نہ جسم پر کوئی زخم نظر آتا ہے لیکن لفظ کی چوٹ کو برداشت کرنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہوتی یہ چوٹ وہی شخص برداشت کر سکتا ہے جس میں صبر کا مادہ موجود ہو روزے میں اسی بات کی تربیت دی جاتی ہے۔فرمایا:

الصِّيَامُ جُنَّةٌ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ وَإِنِ امْرُؤٌ قَاتَلَهُ أَوْ شَاتَمَهُ فَلْيَقُلْ: إِنِّي صَائِمٌ مَرَّتَيْنِ[1]

"روزہ دوزخ سے بچنے کے لیے ایک ڈھال ہے اس لیے (روزہ دار) نہ فحش باتیں کرے اور نہ جہالت کی باتیں اور اگر کوئی شخص اس سے لڑے یا اسے گالی دے تو اس کا جواب صرف یہ ہونا چاہئے کہ میں روزہ دار ہوں، (یہ الفاظ) دو مرتبہ (کہہ دے)۔"

جب مصیبت کا دورانیہ چل رہا ہوتا ہے عالی ہمت اور صبر میں اوّل مرتبہ کے لوگ، دل مضبوط کر کے اللہ کا شکوہ کئے بغیر ہمت سے یہ دن کاٹ لیتے ہیں۔سیدنا عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں مجھ سے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

هَذِهِ الْمَرْأَةُ السَّوْدَاءُ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: إِنِّي أُصْرَعُ وَإِنِّي أَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللَّهَ لِي قَالَ: إِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ، وَإِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللَّهَ أَنْ يُعَافِيَكِ،

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب فضل الصوم، رقم: ۱۸۹۴

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فَقَالَتْ: أَصْبِرُ. فَقَالَتْ: إِنِّي أَتَكَشَّفُ، فَادْعُ اللّٰهَ لِي أَنْ لَا أَتَكَشَّفَ فَدَعَا لَهَا۔[1]

''یہ سیاہ رنگ کی عورت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا۔ مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور اس دوران میرا ستر کھل جاتا ہے۔ اللہ سے میرے لئے دعا فرمائیں آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو چاہے تو صبر کر لے اس پر تجھے جنت ملے گی اور اگر تو چاہتی ہے تو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں وہ تجھے شفا عطا کر دے گا اس نے کہا: میں صبر کر لیتی ہوں لیکن (جب مجھے دورہ پڑتا ہے) میں برہنہ ہو جاتی ہوں اللہ سے میرے لئے یہ دعا فرما دیں کہ میں برہنہ نہ ہوا کروں، آپ ﷺ نے اس کے لئے یہ دعا فرما دی۔''

سیدنا عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ ایک مشہور تابعی گزرے ہیں بڑے نیک اور صالح انسان تھے خلیفہ عبدالملک بن مروان کا دور حکومت تھا ایک دفعہ خلیفۃ المسلمین نے دمشق میں انہیں اپنے پاس آنے کی دعوت دی سیدنا عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ اپنے جواں سال بیٹے کے ہمراہ دمشق کی جانب روانہ ہوئے جب وہ عبدالملک بن مروان کے پاس پہنچے تو خلیفہ نے ان کا استقبال کیا اس دوران سیدنا عروہ بن زبیر کا بیٹا سواری کے شوق میں شاہی اصطبل میں داخل ہوا تو ایک منہ زور گھوڑے نے اسے لات ماری جو اس کے سینے پر لگی بیٹا موقع پر جاں بحق ہو گیا۔ سیدنا عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ کے لئے جواں سال بیٹے کی موت کا صدمہ بڑا شدید تھا جب انہوں نے بیٹے کو قبر میں اتارا اور اس پر مٹی ڈالی جا رہی تھی تو سیدنا عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں میں اچانک شدید درد اٹھا اور تیزی سے پنڈلی کی طرف پھیلنے لگا خلیفۃ المسلمین نے فوراً شاہی اطباء کو بلایا، اطباء نے معائنہ کے بعد فیصلہ کیا کہ مریض کو بچانا ہے تو ٹانگ کاٹنی پڑے گی تھوڑی ہی دیر میں جراحت کا

[1] صحیح بخاری، کتاب المرضی، باب فضل من یصرع من الریح، رقم: ۵۶۵۲

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سامان آ گیا شاہی طبیب نے ٹانگ کاٹنے سے پہلے سیدنا عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ کو کہا اگر آپ ٹانگ کٹنے سے پہلے تھوڑی سی شراب پی لیں تو درد کی شدت میں کمی ہو جائے گی۔ انہوں نے کہا آپ ٹانگ کاٹیں میں شراب کی بجائے اللہ کا ذکر کرنا پسند کرتا ہوں۔ سیدنا عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ ذکر الٰہی میں مشغول رہے اور ٹانگ کٹ گئی اس وقت کا طریقہ علاج یہ تھا کہ جسم کے جس حصہ سے کوئی عضو کاٹا جاتا وہاں سے خون کو بند کرنے کے لئے اسے کھولتے ہوئے تیل میں ڈبویا جاتا تھا۔ سیدنا عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ کی ٹانگ سے بہتے ہوئے خون کو بند کرنے کے لئے جب اسے کھولتے ہوئے تیل میں ڈبویا گیا تو درد کی شدت سے وہ بے ہوش ہو گئے جب وہ ہوش میں آئے اور ذرا افاقہ ہوا تو کٹی ہوئی ٹانگ پکڑ کے کہنے لگے، اے ٹانگ! گواہ رہنا مجھے اس ذات کی قسم جس نے تجھے پیدا کیا میں تیرے ذریعے چل کر مساجد میں جاتا رہا اور کبھی تجھے کسی حرام کام کی طرف لے کر نہیں چلا۔

صبر اور شکر کا تعلق:

یاد رکھئے! اگر صبر ہے تو شکر ہے اگر صبر نہیں تو شکر بھی نہیں۔ بے صبرا آدمی شکوہ و شکایات کا عادی ہوتا ہے۔ وہ کٹھن حالات سے بہت جلد گھبرا جاتا ہے۔ اس کے اندر تلملاہٹ ہوتی ہے اور یہ چیزیں کبھی بھی شکر کے راستے پر چلنے نہیں دیتیں لیکن اگر صبر ہے تو حوصلہ اور ہمت ہے صبر ہو تو بندہ کٹھن حالات کا مقابلہ کرتا ہے اور یہی چیزیں اسے شکر کے راستہ پر گامزن کر دیتی ہیں۔

وہ مرد نہیں جو ڈرتا ہے حالات کے خونی منظر سے
جس حال میں جینا مشکل ہو اس حال میں جینا لازم ہے

سیدنا عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھئے چند ہی دنوں میں جواں سال بیٹا بھی گیا۔ جسم سے ایک ٹانگ بھی کٹ گئی لیکن صبر، شکر کو جنم دیتا ہے۔ جب دمشق سے واپس مدینہ منورہ آئے تو گھر میں داخل ہونے سے پہلے اہل خانہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگے میں گھر سے صحیح جسم اور جواں سال بیٹے کو لے کر گیا تھا اور بیٹے کے بغیر اور معذور جسم کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ساتھ گھر میں داخل ہو رہا ہوں لیکن گھبرانا نہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے چار بیٹے عطا کئے ایک اس نے لے لیا تین ابھی باقی ہیں۔ اس کا شکر ہے اللہ نے مجھے چار اعضاء عطا کئے ایک اس نے لے لیا تین ابھی باقی ہیں۔ اس کا شکر ہے واللہ! اس نے تھوڑا لیا ہے اور زیادہ میرے پاس باقی رہنے دیا ہے۔ یہی تعمیری سوچ ہے جو بندے کو ہمت عطا کرتی ہے کہ کوئی نہیں میرا جو نقصان ہوا وہ تھوڑا ہے جو میرے پاس ہے وہ زیادہ ہے کاروبار میں نقصان ہو گیا تو کیا ہوا ابھی اللہ نے مجھے بہت کچھ دیا ہے۔ سوچنے کے لئے دماغ دیا ہے۔ کام کرنے کے لئے دو ہاتھ اور دو پاؤں عطا کئے ہیں میں کاروباری نقصان کو پھر پورا کر لوں گا۔

صبر کا پہلا مرتبہ مصیبت کے دوران صبر کرنا ہے اور یہ عالی ہمت لوگوں کا کام ہے تاریخ میں اگر کسی جگہ بے صبری اور صبر کو اکٹھا دیکھنا ہو تو جنگ احد سے بہتر مثال اور کوئی نہیں مل سکتی صبر اور ہمت کس چیز کا نام ہے جنگ احد کا معرکہ اس کی شاندار مثال ہے بے صبری کے کیا نقصانات ہوتے ہیں جنگ احد کا معرکہ ہمیشہ کے لئے تاریخ کے سینہ پر نقوش چھوڑ گیا ہے۔

جنگ احد میں بے صبری کی نقصانات:

صحیح بخاری کی روایت ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو ''کتاب الجہاد'' میں نقل کیا ہے سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جنگ احد کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچاس تیراندازوں کو ایک پہاڑی درے پر متعین کیا اور سیدنا عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو ان پر امیر متعین کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پہاڑی درے کی جنگی اہمیت واضح کرتے ہوئے ان لوگوں سے فرمایا:

إِنْ رَأَيْتُمُونَا تَخْطَفُنَا الطَّيْرُ فَلَا تَبْرَحُوا مَكَانَكُمْ هَذَا حَتَّى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ، وَإِنْ رَأَيْتُمُونَا هَزَمْنَا الْقَوْمَ وَأَوْطَأْنَاهُمْ فَلَا تَبْرَحُوا حَتَّى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ فَهَزَمُوهُمْ. قَالَ: فَأَنَا وَاللَّهِ رَأَيْتُ النِّسَاءَ يَشْتَدِدْنَ قَدْ بَدَتْ خَلَاخِلُهُنَّ وَأَسْوُقُهُنَّ رَافِعَاتٍ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ثِيَابَهُنَّ. فَقَالَ: أَصْحَابُ عَبْدِ اللهِ بْنِ جُبَيْرٍ الْغَنِيمَةَ أَيْ قَوْمِ الْغَنِيمَةَ ظَهَرَ أَصْحَابُكُمْ فَمَا تَنْتَظِرُونَ. فَقَالَ: عَبْدُ اللهِ بْنُ جُبَيْرٍ أَنَسِيتُمْ مَا. قَالَ: لَكُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالُوا: وَاللهِ لَنَأْتِيَنَّ النَّاسَ فَلَنُصِيبَنَّ مِنَ الْغَنِيمَةِ فَلَمَّا أَتَوْهُمْ صُرِفَتْ وُجُوهُهُمْ. فَأَقْبَلُوا مُنْهَزِمِينَ فَذَاكَ إِذْ يَدْعُوهُمُ الرَّسُولُ فِي أُخْرَاهُمْ. فَلَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا فَأَصَابُوا مِنَّا سَبْعِينَ[1]

''اگر تم یہ بھی دیکھ لو کہ پرندے ہم پر ٹوٹ پڑے ہیں۔ پھر بھی اپنی جگہ سے مت ہٹنا، جب تک میں تم لوگوں کو کہلا نہ بھیجوں۔ اسی طرح اگر تم یہ دیکھو کہ کفار کو ہم نے شکست دے دی ہے اور انہیں پامال کر دیا ہے پھر بھی یہاں سے نہ ٹلنا' جب میں تمہیں خود نہ بلا بھیجوں۔ پھر اسلامی لشکر نے کفار کو شکست دے دی۔ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' کہ اللہ کی قسم! میں نے مشرکہ عورتوں کو دیکھا کہ تیزی کے ساتھ بھاگ رہی تھیں۔ ان کے پازیب اور پنڈلیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ اور وہ اپنے کپڑوں کو اٹھائے ہوئے تھیں۔ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے کہا کہ غنیمت لوٹو، اے قوم! غنیمت تمہارے سامنے ہے۔ تمہارے ساتھی غالب آ گئے ہیں۔ اب ڈر کس بات کا ہے۔ اس پر عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: جو ہدایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی، تم اسے بھول گئے ہو؟ لیکن وہ لوگ اسی پر اڑے رہے کہ دوسرے اصحاب کے ساتھ غنیمت جمع کرنے میں شریک ہوں گے۔ جب یہ لوگ اپنی جگہ چھوڑ کر چلے آئے تو ان کے منہ کافروں نے پھیر دیئے' اور وہ (مسلمانوں کو) شکست زدہ پا کر بھاگتے ہوئے آئے' یہی وہ

[1] صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب ما یکرہ من التنازع والاختلاف فی الغزو، رقم: ۳۰۳۹

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

گھڑی تھی (جس کا ذکر سورۃ آل عمران میں ہے کہ) ''جب رسول اللہ ﷺ تمہیں پیچھے کھڑے بلا رہے تھے۔'' اس وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بارہ صحابہ کے سوا اور کوئی بھی باقی نہ رہا تھا۔ آخر ہمارے ستر آدمی شہید ہو گئے۔''

اس سارے واقعہ پر نظر دوڑایئے کوتاہی کہاں واقع ہوئی ہے۔ امام کائنات ﷺ نے پہاڑی درے پر جن پچاس افراد کو متعین کیا تھا تم نے کسی صورت میں اس جگہ کو نہیں چھوڑنا، ہمیں فتح ہو تب بھی ہمیں شکست ہو تب بھی جب تک تمہیں میں پیغام نہ بھیجوں تم نے اس جگہ کو نہیں چھوڑنا لیکن انہوں نے جیسے ہی دیکھا کہ دشمن کو شکست ہو گئی ہے اور مال غنیمت میدان میں بکھرا پڑا ہے تو وہ صبر نہ کر سکے اور اس بے صبری کا نقصان کیا ہوا......؟ جیتی ہوئی جنگ شکست میں بدل گئی، ستر مسلمان شہید ہوئے جن میں سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ جیسے عظیم جرنیل بھی شامل تھے خود رسول اللہ ﷺ بھی زخمی ہوئے اور یہ جنگ ہمیشہ کے لئے تاریخ کے چہرے پر یہ مصرعہ رقم کر گئی ''بے صبری سے جیت'' ہار میں بدل جاتی ہے۔

جنگ احد اور صبر و ہمت کی مثالیں:

اس جنگ میں صبر و ہمت کی عظیم مثالیں بھی دکھائی دیتی ہیں آپ ﷺ جب زخموں سے چور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مدینہ کی جانب پلٹے وہاں یہ خبر پھیل گئی تھی کہ رسول اللہ ﷺ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ آپ ﷺ کا گزر بنو دینار کی ایک خاتون کے پاس سے ہوا جس کا شوہر، والد اور بھائی تینوں احد کے میدان میں شہید ہو چکے تھے۔ اس خاتون کو جب اس کے عزیزوں کی شہادت کی خبر سنائی گئی تو کہنے لگی۔ رسول اللہ ﷺ کا کیا ہوا......؟ کیا وہ بھی شہید ہو گئے؟ لوگوں نے کہا رسول اللہ ﷺ، الحمدللہ زندہ ہیں وہ کہنے لگی اگر وہ زندہ ہیں تو مجھے دکھاؤ لوگوں نے اسے اشارے سے بتایا جب اس کی نظر آپ ﷺ پر پڑی تو بے ساختہ کہنے لگی:

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ!

''آپ (کو دیکھ لینے) کے بعد ہر مصیبت ہی ہلکی ہے۔''[1]

سیرۃ حلبیہ میں مذکور ہے کہ اس دوران حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی والدہ آپ ﷺ کے پاس دوڑتی ہوئی آئیں اس وقت حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ، آپ ﷺ کے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے تھے کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ یہ میری والدہ ہیں آپ ﷺ نے انہیں خوش آمدید کہا اور رک گئے جب وہ قریب آئیں تو آپ ﷺ نے انہیں ان کے صاحبزادے عمرو بن معاذ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سنائی اور انہیں صبر کی تلقین کی انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ جب میں نے آپ کو زندہ وسلامت دیکھ لیا ہے تو میرے لئے ہر مصیبت چھوٹی ہوگئی ہے۔[2]

مصیبت کے موقع پر جو صبر کا ارادہ کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے دل میں ایک ایمانی اور روحانی قوت داخل ہو جاتی ہے۔ جو اسے ہمت عطا کرتی ہے اور یہی ہمت اور پامردی اسے باقی نقصان سے بچالیتی ہے لیکن اگر وہ بے صبری کرے تو اپنا پہلے سے زیادہ نقصان کر لیتا ہے۔ مغل حکمران اورنگ زیب کو جب اپنے والد سے سیاسی اختلاف ہوا تو اس نے شاہ جہاں کو تخت سے بے دخل کر کے آگرہ کے قلعہ میں قید کر دیا شاہ جہاں آگرہ کے قلعہ سے تاج محل کو دیکھتا اور اشعار پڑھتا رہتا تھا۔ ایک عرصہ بعد شاہ جہاں قید کی زندگی سے گھبرا اٹھا اور اس نے اورنگ زیب کو ایک مصرعہ لکھ بھیجا جس کا مطلب تھا تم ہمیں مار ڈالو، یا دام دو یا پھر آزاد چھوڑ دو۔

یا بکش یا دام یا از قفس آزاد کن

اورنگ زیب نے بھی اس کے جواب میں ایک مصرعہ لکھ کر شاہ جہاں کے پاس بھیج دیا جس کا مطلب تھا ہوشیار چڑیا جب جال میں پھنس جائے تو اس کو برداشت

[1] سیرۃ ابن ہشام: ۲/ ۹۸

[2] السیرۃ الحلبیہ: ۲/ ۷/ ۴

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سے کام لینا چاہئے۔

مرغ زیرک چوں بدام افتد تحمل بایدش

اس لئے کہ بعض دفعہ آدمی اپنی کسی غلطی یا حادثہ کی وجہ سے کسی مشکل یا مصیبت میں پھنس جاتا ہے۔ اگر ان حالات سے فوری طور پر نکلنا ممکن نہ ہو تو صبر سے کام لینا چاہئے۔ اس لئے کہ بے صبری میں اٹھایا جانے والا کوئی بھی قدم اس کے لئے کسی اور مصیبت کا باعث بن سکتا ہے۔ جیسے جال میں پھنسنے کے بعد چڑیا بے صبری میں پر پھڑ پھڑائے تو وہ اور زیادہ پھنستی چلی جاتی ہے۔ اسی طرح اگر مصیبت میں پھنس جانے والا آدمی بے صبری کا مظاہرہ کرے تو وہ اور زیادہ الجھ جائے گا۔ سیدنا یونس علیہ السلام اپنی ایک غلطی کے پیش نظر مچھلی کے پیٹ میں قید ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کی قوم کی طرف پیغمبر بنا کے بھیجا وہ اپنی قوم کو دعوت دیتے رہے قوم مسلسل کفر پر قائم رہی آخر اُکتا کر غصہ میں آ گئے۔ ان کے حق میں بددعا کی اور عذاب کی دھمکی دے کر اللہ تعالیٰ سے اجازت لئے بغیر انہیں چھوڑ کر چل پڑے اللہ تعالیٰ نے اسے ان کی بے صبری قرار دیا ہے فرمایا:

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوتِ إِذْ نَادَىٰ وَهُوَ مَكْظُومٌ[1]

”(اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) پس آپ اپنے رب کے فیصلے تک صبر کریں اور مچھلی والے کی طرح نہ ہو جانا۔“

اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے تبلیغ کے راستے میں صبر کا حکم دیا ہے اور فرمایا مچھلی والے پیغمبر کی طرح نہ ہو جانا وہ صبر کے راستے میں اکتاہٹ کا شکار ہو گئے ایک اور آیت میں یونس علیہ السلام کے جانے کو بھی غلام کے بھاگنے سے تشبیہ دی فرمایا:

إِذْ أَبَقَ إِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ[2]

---

[1] القلم:۴۸

[2] الصافات:۱۴۰

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

''جب وہ بھری ہوئی کشتی کی طرف بھاگ گئے۔''

''ابق'' کا کلمہ عربی میں غلام کے بھاگنے پر بولا جاتا ہے یہاں ابق کا کلمہ اس لئے بولا کہ اللہ مالک ہے اور سب لوگ اور انبیاء بھی اس کے غلام ہیں اللہ کی اجازت کے بغیر سیدنا یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے۔ سمندری سفر کے لئے ایک کشتی میں سوار ہو گئے اور جب بذریعہ قرعہ انہیں سمندر میں کود جانا پڑا تو آگے قید خانے کا دروازہ کھلا ہوا تھا ایک بڑی مچھلی نے انہیں سالم نگل لیا اور چل پڑی سمندر کی گہرائیوں میں جا کے ٹھہر گئی یہ ایسا قید خانہ تھا جہاں نہ کوئی ملاقاتی، نہ مقدمہ لڑنے والا نہ کوئی وکیل نہ پیروی کرنے والا اور نہ قید کی کوئی معیاد تھی، ہو سکے تو قیامت تک قید چلتی رہے جب مصیبت میں بندہ پھنس جائے تو اس کا بے صبرا پن یا کوئی بھی غلط قدم اسے اور پریشانی میں مبتلا کر سکتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَذَا النُّونِ إِذْ ذَهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَنْ لَنْ نَقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادَى فِي الظُّلُمَاتِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ [1]

''مچھلی والے کو یاد کرو! جبکہ وہ غصہ سے چل دیئے اور خیال کیا کہ ہم انہیں نہ پکڑ سکیں گے۔ بالآخر وہ اندھیروں کے اندر سے پکار اٹھے کہ الٰہی تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے، بیشک میں ظالموں میں سے ہوں۔''

گھر سے چلے تو غصہ میں تھے اور جب قید ہو گئے اور سوچ بچار کی اپنی کوتاہی نظر آئی تو غم زدہ ہو گئے:

إِذْ نَادَى وَهُوَ مَكْظُومٌ [2]

''جب انہوں نے پکارا وہ غم سے بھرے ہوئے تھے۔''

لوگو! اپنے مالک کو نہ بھولو وہ مالک جب چاہے پکڑ سکتا ہے۔ ایک آدمی کو اگر

---

[1] الانبیاء:۸۷

[2] القلم:۴۸

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

فالج ہو جائے وہ گھر کا قیدی ہو کر رہ جاتا ہے بیماری آدمی کو بستر کا قیدی بنا دیتی ہے۔ دنیا میں اگر کسی نے سخت ترین قید بامشقت کاٹی ہے تو وہ سیدنا یونس علیہ السلام ہیں جب قید سے آزاد ہوئے تو انتہائی کمزور ہو چکے تھے۔ قرآن کہتا ہے:

وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ. إِذْ أَبَقَ إِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ. فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ. فَالْتَقَمَهُ الْحُوتُ وَهُوَ مُلِيمٌ. فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ. لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ. فَنَبَذْنَاهُ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ سَقِيمٌ. وَأَنْبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِنْ يَقْطِينٍ[1]

''اور بلاشبہ یونس (علیہ السلام) نبیوں میں سے تھے۔ جب بھاگ کر پہنچے بھری کشتی پر۔ پھر قرعہ اندازی ہوئی تو یہ مغلوب ہو گئے پھر انہیں مچھلی نے نگل لیا اور وہ خود اپنے آپ کو ملامت کرنے لگ گئے۔ پس اگر یہ پاکی بیان کرنے والوں میں سے نہ ہوتے۔ تو لوگوں کے اٹھائے جانے کے دن تک اس کے پیٹ میں ہی رہتے۔ پس انہیں ہم نے چٹیل میدان میں ڈال دیا اور وہ اس وقت بیمار تھے اور ان پر سایہ کرنے والا ایک بیل دار درخت ہم نے اگا دیا۔''

اگر یونس علیہ السلام مصیبت کے دوران صبر سے کام نہ لیتے اور ہماری تسبیحات نہ کرتے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وہ قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں قید رہتے سیدنا یونس علیہ السلام نے قید خانہ میں صبر اور ذکر کو اپنا ہتھیار بنایا اللہ نے قید سے نجات دے دی صبر کی قوت بھی یقیناً اللہ کی توفیق سے ملتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ بھی توفیق اس وقت دیتے ہیں جب بندہ کوشش کرتا ہے صحیح بخاری کی روایت میں ہے سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

[1] الصافات ۱۴۳ تا ۱۴۶

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهُمْ. ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ. ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ. حَتّٰى نَفِدَ مَا عِنْدَهُ, فَقَالَ: مَا يَكُونُ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ. وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ، وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ، وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَاءً خَيْرًا وَأَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ[1]

''انصار کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے انہیں دیا۔ انہوں نے پھر سوال کیا اور آپ ﷺ نے پھر دیا۔ یہاں تک کہ جو مال آپ ﷺ کے پاس تھا۔ وہ ختم ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس جو بھی مال و دولت ہو میں اسے بچا کر نہیں رکھوں گا۔ مگر جو شخص سوال کرنے سے بچتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے سوال کرنے سے محفوظ ہی رکھتا ہے اور جو شخص بے نیازی برتتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بے نیاز بنا دیتا ہے اور جو شخص کوشش سے صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے صبر و استقلال دے دیتا ہے۔ اور کسی کو بھی صبر سے زیادہ بہتر اور اس سے زیادہ وسعت والی خیر نہیں ملی۔''

معلوم ہوا جو آدمی صبر کرنے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے صبر کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں صبر کی دولت مل جائے تو اس کے ساتھ اور کئی خزانے مل جاتے ہیں اس لئے کہ صبر کے اندر بہت سارے خزانے ہیں شکر کی دولت بھی صبر میں چھپی ہوئی ہے۔ ہمت، تحمل، برداشت اور ایثار و قربانی جیسی سب دولتیں صبر کے اندر موجود ہیں۔

صبر کا دوسرا درجہ:

صبر کا دوسرا درجہ ہے صدمہ کے فوری بعد صبر کرنا سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ایک قبر کے پاس سے گزرے

[1] صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب الاستعفاف عن المسئلۃ، رقم: ۱۴۶۹

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وہاں ایک عورت بیٹھی رو رہی تھی آپ ﷺ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

اتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِي۔

”اللہ سے ڈر اور صبر کر۔“

وہ آگے سے کہنے لگے:

إِلَيْكَ عَنِّي فَإِنَّكَ لَمْ تُصَبْ بِمُصِيبَتِي۔

”مجھ سے ہٹ جایئے جیسی مصیبت مجھے پہنچی ہے وہ آپ کو نہیں پہنچی۔“ ....

اس نے یہ کلمات اس لئے کہے کہ وہ آپ ﷺ کو پہچانتی نہیں تھی۔ جب اس خاتون کو بتایا گیا کہ وہ تو نبی ﷺ تھے تو وہ بغرض معذرت آپ ﷺ کے دروازے پر آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کو پہچانتی نہیں تھی آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى[1]

”صبر تو اول صدمہ کے ساتھ ہوتا ہے۔“

جانی یا مالی نقصان کے فوری بعد صبر کرنا صدمہ اولیٰ کا صبر ہے۔ جو صبر کا دوسرا درجہ ہے صبر وشکیب کا دامن چاک کرنے اور واویلا مچانے کے بعد خاموشی اختیار کرنا صبر نہیں ہے اسی لئے امام کائنات ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ[2]

”وہ ہم میں سے نہیں جو رخساروں پر طمانچے مارے اور گریبان پھاڑے اور جاہلیت والا واویلا کرے۔“

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب زیارۃ القبور، رقم: ۱۲۸۳

[2] صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب لیس منا من شق الجیوب، رقم: ۱۲۹۴

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

صبر کا تیسرا درجہ:

صبر کا تیسرا درجہ ہے بندے کا ڈگمگا کے سنبھل جانا جانی و مالی نقصان پر بندہ رنجیدہ دل ہوتا ہے۔ ہمت ٹوٹ جاتی ہے لیکن وہ اپنی ہمت کو پھر سے مجتمع کر لیتا ہے۔

سیدنا قرہ بن ایاس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف فرما ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت بیٹھ جاتی ان لوگوں میں ایک آدمی ایسا بھی تھا کہ جب وہ بیٹھا ہوتا تو اس کا ایک چھوٹا سا بیٹا اس کی کمر کے پیچھے سے آتا وہ صحابی اسے محبت سے اپنے آگے بٹھا لیتا اس کا بیٹا فوت ہو گیا تو اس نے مجلس میں آنا بند کر دیا اور رنجیدہ رہنے لگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب چند دن اسے مجلس میں نہ دیکھا تو پوچھا:

مَا لِي لَا أَرَى فُلَانًا۔

”کیا بات ہے؟ میں فلاں کو نہیں دیکھ رہا ہوں؟“

لوگوں نے بتایا:

يَا رَسُولَ اللّٰهِ، بُنَيُّهُ الَّذِي رَأَيْتَهُ هَلَكَ۔

”اللہ کے رسول! اس کا ننھا بچہ جسے آپ نے دیکھا تھا فوت ہو گیا ہے۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے تعزیت کرنے کے لئے گئے اور پھر اسے حوصلہ دیتے ہوئے فرمایا:

يَا فُلَانُ أَيُّمَا كَانَ أَحَبُّ إِلَيْكَ أَنْ تَمَتَّعَ بِهِ عُمُرَكَ أَوْ لَا تَأْتِي غَدًا إِلَى بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، إِلَّا وَجَدْتَهُ قَدْ سَبَقَكَ إِلَيْهِ، يَفْتَحُهُ لَكَ"، قَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، بَلْ يَسْبِقُنِي إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُهَا لِي لَهُوَ أَحَبُّ إِلَيَّ قَالَ: "فَذَاكَ لَكَ[1]

”اے فلاں! تجھے کون سی بات زیادہ پسند ہے؟ یہ کہ تم اس سے عمر بھر

[1] صحیح۔ سنن نسائی للالبانی، کتاب الجنائز، باب فی التعزیۃ، رقم: ۲۰۸۸

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

فائدہ اٹھاتے یا یہ کہ (جب) تم قیامت کے دن جنت کے کسی دروازے پر جاؤ تو اسے اپنے سے پہلے پہنچا ہوا پاؤ، وہ تمہارے لیے اسے کھول رہا ہو؟'' تو اس نے کہا: اللہ کے نبی! مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ وہ جنت کے دروازے پر مجھ سے پہلے پہنچے، اور میرے لیے دروازہ کھول رہا ہو، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے لیے ایسا (ہی) ہوگا۔''

یہ رسول اللہ ﷺ کے تسلی بخش کلمات تھے جن سے اس صحابی کی ہمت بندھی اور وہ پھر سے آپ ﷺ کی مجلس میں آنے لگا تعزیت کا مقصد ہی اپنے بھائی کو حوصلہ دینا ہے اس کے زخموں پہ ہمدردی کا مرہم لگانا اور اس کی ہمت کو بندھانا ہے۔ اس دنیا میں بہت سے لوگ جب غم کا شکار ہوتے ہیں تو اپنی ہمت کھو دیتے ہیں۔

کیوں گردشِ مدام سے گھبرا نہ جائے دل
انسان ہوں پیالہ و ساغر نہیں ہوں میں

ہمدردی کے الفاظ اپنے اندر بہت قوت رکھتے ہیں الفاظ میں زہر بھی ہوتا ہے اور شہد بھی، یہ زخموں پہ نمک پاشی بھی کرتے ہیں اور مرہم کا کام بھی کرتے ہیں الفاظ کے اندر جادو ہوتا ہے۔ یہ حوصلے توڑ بھی دیتے ہیں اور امیدوں کے بجھے ہوئے چراغ روشن بھی کر دیتے ہیں وہ آدمی قابلِ تحسین ہے جس کے الفاظ گرتوں کو تھام لیتے ہیں۔

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزہ تو جب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی

مصیبت کی دو وجہیں:

یاد رکھیے مصیبت آدمی پر دو وجوں سے آتی ہے۔

(ا) گناہوں کے سبب:

ایک مصیبت گناہوں کے سبب آتی ہے گناہوں کا وبال مصائب کا پیش خیمہ بن جاتا ہے بعض کہتے ہیں ملازمت جاتی رہی عزت میں کمی واقع ہوگئی۔ اس کی وجہ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا يَزِيدُ فِي الْعُمُرِ إِلَّا الْبِرُّ، وَلَا يَرُدُّ الْقَدَرَ إِلَّا الدُّعَاءُ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِخَطِيئَةٍ يَعْمَلُهَا[1]

''عمر کو نیکی کے سوا کوئی چیز نہیں بڑھاتی اور تقدیر کو دعا کے سوا کوئی چیز نہیں بدلتی ہے، اور آدمی گناہوں کے ارتکاب کے سبب رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔''

ملازمت کا چلے جانا رزق سے محرومی ہے ایک اور حدیث مبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا تَبَايَعْتُمْ بِالْعِينَةِ، وَأَخَذْتُمْ أَذْنَابَ الْبَقَرِ، وَرَضِيتُمْ بِالزَّرْعِ، وَتَرَكْتُمُ الْجِهَادَ سَلَّطَ اللهُ عَلَيْكُمْ ذُلًّا لَا يَنْزِعُهُ حَتَّى تَرْجِعُوا إِلَى دِينِكُمْ[2]

''جب تم سودی کاروبار کرنے لگو گے، گائے کی دُمیں تھام لو گے کھیتی باڑی پر راضی ہو جاؤ گے اور جہاد چھوڑ دو گے تو اللہ تم پر ذلت مسلط کر دے گا اور اس وقت تک ذلت دور نہیں کرے گا جب تک تم اپنے دین کی طرف نہ پلٹ آؤ گے۔''

معلوم ہوا کہ اگر بندہ اپنے دین کی طرف لوٹ آئے تو اس مصیبت اور پریشانی کا دورانیہ ختم ہو جاتا ہے۔

(۲) اللہ کا امتحان:

مصیبت کی دوسری وجہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان ہے جو جتنا دین کے

[1] حسن۔ سنن ابن ماجہ للالبانی، مقدمۃ الکتاب، باب فی القدر، رقم: ۹۰

[2] صحیح۔ سنن ابی داؤد للالبانی، کتاب الاجارۃ، باب فی النھی عن العینۃ، رقم: ۳۴۶۲

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

زیادہ قریب ہوتا ہے۔ اتنی اسے زیادہ آزمائشیں جھیلنی پڑتی ہیں۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللهِ، أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً؟ قَالَ: " الْأَنْبِيَاءُ، ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ، فَيُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ، فَإِنْ كَانَ دِينُهُ صُلْبًا اشْتَدَّ بَلَاؤُهُ، وَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ رِقَّةٌ ابْتُلِيَ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ، فَمَا يَبْرَحُ الْبَلَاءُ بِالْعَبْدِ حَتَّى يَتْرُكَهُ يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ مَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ[1]

''اللہ کے رسول! سب سے زیادہ مصیبت کس پر آتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انبیاء ورسل پر، پھر جو ان کے بعد مرتبہ میں ہیں، پھر جو ان کے بعد ہیں، بندے کی آزمائش اس کے دین کے مطابق ہوتی ہے، اگر بندہ اپنے دین میں سخت ہے تو اس کی مصیبت بھی سخت ہوتی ہے اور اگر وہ اپنے دین میں نرم ہے تو اس کے دین کے مطابق مصیبت بھی ہوتی ہے، پھر مصیبت بندے کے ساتھ ہمیشہ مسلسل رہتی ہے، یہاں تک کہ بندہ روئے زمین پر اس حال میں چلتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔''

راہِ وفا میں ہر سو کانٹے
دھوپ زیادہ سائے کم
مگر اس راہ پر چلنے والے
خوش رہے پچھتائے کم

دین کے راستے میں اگرچہ مصائب ہیں، پریشانیاں ہیں، یہ راستہ پُر خار ہے لیکن دین پر چلنے والے جب اس دنیا سے جائیں گے تو مسکراتے ہوئے جائیں گے۔ ان کے لئے قبر وحشر میں روشنی ہے۔

[1] حسن صحیح۔ سنن الترمذی للالبانی، ابواب الزہد، باب ماجاء فی الصبر علی البلاء، رقم: ۲۳۹۸

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

صبر کے امتحانات:

صبر نام ہی امتحان کا ہے۔ صبر کے ذریعہ بندے کو آزمایا جاتا ہے۔ اللہ رب العزت قرآن حکیم میں ارشاد فرماتے ہیں:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ[1]

''اور ہم کسی نہ کسی طرح تمہاری آزمائش ضرور کریں گے، دشمن کے ڈر سے، بھوک پیاس سے، مال وجان اور پھلوں کی کمی سے اور ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجئے۔''

ذات پر اعتراض:

بندے کو اپنی ذات اور شخصیت سے بڑی محبت ہوتی ہے۔ اگر اس کی ذات پر کیچڑ اچھالا جائے تو دل دُکھتا ہے مگر ایسے کٹھن مرحلے پر صبر کرنا انبیاء کا شیوہ ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حنین کی جنگ کے بعد مال غنیمت تقسیم فرمایا تو نئے مسلمان ہونے والے افراد کی تالیف قلبی کے لئے انہیں کچھ زیادہ مال دے دیا اس پر ایک آدمی نے لوگوں کی موجودگی میں کہا:

وَاللّٰهِ إِنَّ هَذِهِ الْقِسْمَةَ مَا عُدِلَ فِيهَا وَمَا أُرِيدَ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ، فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ لَأُخْبِرَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: فَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ يَعْدِلِ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ رَحِمَ اللّٰهُ مُوسَى قَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ[2]

''اللہ کی قسم! اس تقسیم میں نہ تو عدل کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور نہ اللہ کی خوشنودی کا خیال ہوا۔ میں نے کہا کہ واللہ! اس کی خبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور

---

[1] البقرۃ:۱۵۵

[2] صحیح بخاری، کتاب فرض الخمس، باب ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعطی المؤلفۃ قلوبہم وغیرہم، رقم: ۳۱۵۰

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

دوں گا۔ چنانچہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ کو اس کی خبر دی۔ نبی کریم ﷺ نے سن کر فرمایا ''اگر اللہ اور اس کا رسول بھی عدل نہ کرے تو پھر کون عدل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے کہ انہیں لوگوں کے ہاتھ اس سے بھی زیادہ تکلیف پہنچی لیکن انہوں نے صبر کیا۔''

جس شخص نے لوگوں کو عدل و انصاف سکھایا ہو بلکہ عدل کے حقیقی معنوں سے روشناس کرایا ہو اس کو کہنا کہ آپ نے عدل سے کام نہیں لیا بڑا سنگین اعتراض ہے آپ ﷺ نے اس آدمی کو کچھ کہنے کی بجائے فرمایا موسیٰ علیہ السلام کو اس سے زیادہ ایسی باتوں کے ساتھ تکلیف دی گئی لیکن انہوں نے صبر کیا۔ معلوم ہوا کہ ذاتی اعتراضات پر صبر کرنا انبیاء کا شیوہ ہے۔ ذاتی اعتراضات درحقیقت دوسرے آدمی کی شکست کا اعتراف ہوتے ہیں کہ جب کوئی عمل کے میدان میں مقابلہ نہ کر سکتا ہو تو وہ ذات پر کیچڑ اچھالتا ہے اور آپ ﷺ نے اس مومن کو بہتر قرار دیا ہے جو لوگوں میں رہ کر ان کی باتیں برداشت کرتا ہے اور حق پر قائم رہتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

الْمُؤْمِنُ الَّذِي يُخَالِطُ النَّاسَ وَيَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ ,أَعْظَمُ أَجْرًا مِنَ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يُخَالِطُ النَّاسَ وَلَا يَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ[1]

''وہ مومن جو لوگوں سے مل جل کر رہتا ہے، اور ان کی ایذاء پر صبر کرتا ہے تو اس کا ثواب اس مومن سے زیادہ ہے جو لوگوں سے الگ تھلگ رہتا ہے اور ان کی ایذاء رسانی پر صبر نہیں کرتا ہے۔''

بیٹیوں سے امتحان:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آزمائش یہ بھی ہے کہ کبھی وہ زندگی بھر کسی کو اولاد سے نہیں نوازتا بندہ اپنی وسیع جائیداد کو دیکھ کر حسرت سے آہیں بھرتا ہے کہ کاش اس کا کوئی وارث ہوتا کبھی وہ صرف بیٹیاں عطا کر کے بندے کا امتحان لیتا ہے۔ سیدہ

---

[1] صحیح۔ سنن ابن ماجہ للالبانی، کتاب الفتن، باب الصبر علی البلاء، رقم: ۴۰۳۲

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ایک دفعہ ایک خاتون اپنی دو بیٹیوں کے ساتھ میرے پاس آئی اور مجھ سے کچھ مانگا، میں نے دیکھا تو میرے پاس ایک کھجور کے سوا کچھ نہیں تھا میں نے وہی اسے دے دی اس نے اس کھجور کے دو ٹکڑے کئے اور اپنی دونوں بیٹیوں میں تقسیم کر دیئے اور اس سے خود کچھ نہ کھایا پھر وہ خاتون اٹھی اور چلی گئی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس واقعہ کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هَذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ[1]

''جسے ان بیٹیوں کی وجہ سے کسی آزمائش میں ڈالا گیا تو وہ اس کے لئے (جہنم کی) آگ سے رکاوٹ بن جائیں گی۔''

اگر اللہ اولاد میں صرف بیٹیاں ہی عطا کر دے بیٹے سے نہ نوازے تو کس قدر آزمائش سے گزرنا پڑتا ہے قرآن حکیم نے ایک منظر بیان کیا ہے سیدنا موسیٰ علیہ السلام جب مصر سے بھاگے اور مدین پہنچے تو لمبا سفر پیدل چلنے کی وجہ سے پاؤں میں چھالے پڑے ہوئے تھے بھوک سے پیٹ پیٹھ کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ دیکھا تو مدین کے کنویں پر چرواہے اپنی بکریوں کو پانی پلانے کے لئے جمع ہیں بھیڑ لگی ہوئی ہے۔ اس ہجوم سے تھوڑا سا ہٹ کے دو بچیاں اپنی بکریوں کو روکے کھڑی ہیں جیسے لوگوں کے جانے کا انتظار کر رہی ہوں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو ان پر رحم آیا اور ان بچیوں سے پوچھا تم اپنی بکریوں کو پانی کیوں نہیں پلاتیں......؟ تو وہ کہنے لگیں:

لَا نَسْقِي حَتَّى يُصْدِرَ الرِّعَاءُ وَأَبُونَا شَيْخٌ كَبِيرٌ[2]

''ہم پانی نہیں پلاتیں یہاں تک کہ چرواہے پلا کر واپس چلے جائیں اور ہمارا والد بڑا بوڑھا ہے۔''

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب اتقوا النار ولو بشق تمرۃ والقلیل من الصدقۃ، رقم: ۱۴۱۸

[2] القصص: ۲۳

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

غور کیجئے! اس والد کا کتنا بڑا صبر ہے بیٹا نہ ہونے کی وجہ سے جوانی جوان بیٹیوں کو باہر بھیجتا ہے کہ مردوں کی موجودگی میں جانوروں کو پانی پلا لائیں وہ والد جو شریف اور معزز آدمی بھی ہے۔ بیٹا اللہ نے دیا نہیں اور بڑھاپے نے جانوروں کو سنبھالنے کی قوت بھی چھین لی گھر کی روٹی چلانے کے لئے بیٹیاں بکریوں کو لے کر کنویں پر جاتی ہیں جب بچیاں گھر سے نکلتیں تو ان کے دل پر کیا بیتتی ہوگی اور اگر کبھی دیر ہو جاتی تو کس قدر اذیت اور کرب سے گزرتے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس صبر کا بدلہ یوں دیا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام جیسے پیغمبر کو ان کا خدمت گار بنا دیا اس لئے کہ صبر کا اجر دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی۔

صبر کی قوت کیسے پیدا کی جائے:

صبر نہ ہو تو مصیبت اپنے اصل حجم سے کئی گناہ بڑھ کے دکھائی دیتی ہے۔ اور بندہ سمجھتا ہے کہ اس مصیبت اور پریشانی کا مقابلہ میرے بس کی بات نہیں ہے۔ یہی چیز بے صبری کا باعث ہے مصیبت میں اپنے دل کو مضبوط کیسے رکھا جا سکتا ہے۔ سید الصابرین رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلہ میں ہماری بہترین رہنمائی فرمائی ہے۔ اگر ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر دل سے غور کر لیں تو یقین کیجئے مصیبت اپنا وجود کھو دے گی۔ ہم اس کے خلاف اپنے دل میں مضبوطی محسوس کریں گے درحقیقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے صبری اور عدم برداشت کی سوچ کو تبدیل کیا ہے اور اس سوچ کو بدلنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ اصول بیان فرمائے ہیں۔ آیئے ان میں سے چند اصول آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں۔

(۱) اس بات کو جان لینا چاہئے کہ مصیبت میں اکیلا میں ہی مبتلا نہیں ہوا مجھ سے پہلے بہت سے لوگ ایسی پریشانیوں کا شکار رہے ہیں اگر انہوں نے بہادری سے مقابلہ کیا تو میں بھی کر سکتا ہوں سیدنا خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مشرکین کی طرف سے جب ہمیں بہت ساری تکالیف کا سامنا کرنا پڑا تو میں ایک دن

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا آپ ﷺ اس وقت کعبۃ اللہ کے سائے میں ایک چادر سے ٹیک لگائے تشریف فرما تھے میں نے عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَا تَدْعُو اللّٰهَ فَقَعَدَ وَهُوَ مُحْمَرٌّ وَجْهُهُ. فَقَالَ: "لَقَدْ كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ لَيُمْشَطُ بِمِشَاطِ الْحَدِيدِ مَا دُونَ عِظَامِهِ مِنْ لَحْمٍ أَوْ عَصَبٍ مَا يَصْرِفُهُ ذٰلِكَ عَنْ دِينِهِ, وَيُوضَعُ الْمِنْشَارُ عَلَى مَفْرِقِ رَأْسِهِ فَيُشَقُّ بِاثْنَيْنِ مَا يَصْرِفُهُ ذٰلِكَ عَنْ دِينِهِ, وَلَيُتِمَّنَّ اللّٰهُ هٰذَا الْأَمْرَ حَتّٰى يَسِيرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرَمَوْتَ مَا يَخَافُ إِلَّا اللّٰهَ."[1]

"یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے آپ دعا کیوں نہیں فرماتے؟ اس پر آپ ﷺ سیدھے بیٹھ گئے۔ چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہو گیا اور فرمایا تم سے پہلے ایسے لوگ گزر چکے ہیں کہ لوہے کی کنگھیوں کو ان کے گوشت اور پٹھوں سے گزار کران کی ہڈیوں تک پہنچا دیا گیا اور یہ معاملہ بھی انہیں ان کے دین سے نہ پھیر سکا، کسی کے سر پر آرا رکھ کر اس کے دو ٹکڑے کر دیئے گئے اور یہ بھی انہیں ان کے دین سے نہ پھیر سکا، اس دین اسلام کو تو اللہ تعالیٰ خود ہی ایک دن تمام وکمال تک پہنچائے گا کہ ایک سوار صنعاء سے حضر موت تک (تنہا) جائے گا اور (راستے) میں اسے اللہ کے سوا اور کسی کا خوف تک نہ ہوگا۔"

آپ ﷺ کے کہنے کا مطلب تھا تم مشرکین کی طرف سے پہنچنے والی تکالیف سے اتنی جلدی گھبرا گئے تم سے پہلے لوگوں کو تو اس سے زیادہ تکالیف کا سامنا کرنا پڑا تھا ان کے جسموں کو آروں سے چیر دیا گیا لوہے کی کنگھیوں سے ان کے جسموں کو چھیدا گیا وہ اس راستے میں نہ گھبرائے اور نہ جھکے مصیبتیں برداشت کرنے والے تم کوئی پہلے نہیں ہو جب آدمی سابقہ لوگوں کی زندگی کا مطالعہ کرتا ہے تو اپنی

[1] صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب مالقی النبی ﷺ واصحابہ من المشرکین بمکۃ، رقم: ۳۸۵۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پریشانیاں اسے چھوٹی دکھائی دیتی ہیں۔

(۲) مصیبت کے مقابلہ میں صبر کی قوت تک پہنچنے میں دوسرا اصول یہ ہے کہ بندے کو جان لینا چاہئے کہ اسے جو بھی مصیبت پہنچی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں حکمت ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

مَآ أَصَابَ مِنْ مُّصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهُ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ [1]

''اللہ کے حکم کے بغیر کوئی مصیبت نہیں پہنچتی۔ اور جو اللہ پر ایمان لے آئے وہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے اور اللہ ہر چیز کے بارے میں علم رکھنے والا ہے۔''

اور اسے اس بات کا یقین ہونا چاہئے کہ یہ مصیبت میرے مقدر میں لکھی جا چکی تھی۔ یہ مجھ سے خطا ہونے والی نہیں تھی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سیدنا آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کی آپس میں بحث ہوگئی سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے کہا:

أَنْتَ آدَمُ الَّذِي أَخْرَجَتْكَ خَطِيئَتُكَ مِنَ الْجَنَّةِ، فَقَالَ لَهُ آدَمُ: أَنْتَ مُوسَى الَّذِي اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَاتِهِ وَبِكَلَامِهِ، ثُمَّ تَلُومُنِي عَلَى أَمْرٍ قُدِّرَ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ، فَقَالَ: رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى مَرَّتَيْنِ [2]

''آپ آدم ہیں جنہیں ان کی لغزش نے جنت سے نکالا۔ آدم علیہ السلام بولے اور آپ موسیٰ علیہ السلام ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت اور اپنے کلام سے نوازا، پھر بھی آپ مجھے ایک ایسے معاملے پر ملامت کرتے ہیں جو

[1] التغابن:۱۱

[2] صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب وفاۃ موسیٰ وذکرہ بعد، رقم:۳۴۰۹

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے بھی پہلے مقدر کر دیا۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' چنانچہ آدم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ جملہ دو مرتبہ فرمایا۔''

سیدنا آدم علیہ السلام اپنی ایک خطا کی وجہ سے جنت سے نکال دیئے گئے انہیں ایک طویل عرصہ تک پریشانی سے دوچار ہونا پڑا پھر باری تعالیٰ نے ان کی توبہ کو قبول کیا سیدنا آدم علیہ السلام نے اس پریشانی کو یہ کہہ کر قبول کر لیا کہ یہ میرے مقدر میں لکھی جا چکی تھی اس میں اللہ کی کوئی حکمت تھی شاید اس نے زمین کو آباد کرنا تھا جب ہم یہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ مصیبت ہمارے مقدر میں لکھی جا چکی تھی تو ذہن اس پریشانی کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور اس پریشانی یا مصیبت کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ایک دفعہ میں آپ ﷺ کے پیچھے سواری پر سوار تھا آپ ﷺ نے فرمایا عبداللہ! میں تجھے چند کلمات سکھاتا ہوں ان پر عمل کرنا پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

احْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ احْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ، وَلَوِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ [1]

'' تم اللہ کے احکام کی حفاظت کرو، وہ تمہاری حفاظت فرمائے گا، تم اللہ کے حقوق کا خیال رکھو اسے تم اپنے سامنے پاؤ گے، جب تم کوئی چیز مانگو تو صرف اللہ سے مانگو، جب تم مدد چاہو تو صرف اللہ سے مدد طلب کرو، اور یہ بات جان لو کہ اگر ساری امت بھی جمع ہو کر تمہیں کچھ نفع پہنچانا چاہے تو وہ تمہیں اس سے زیادہ کچھ نفع نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ

[1] صحیح۔ سنن الترمذی للالبانی، صفۃ القیامۃ والرقائق والقصاص، رقم: ۲۵۱۶

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیا ہے، اور اگر وہ تمہیں کچھ نقصان پہنچانے کے لیے جمع ہو جائے تو اس سے زیادہ کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، قلم اٹھالیے گئے اور (تقدیر کے) صحیفے خشک ہو گئے ہیں۔"

(۳) صبر کے راستے پر چلنے والے کے لئے تیسرا اصول یہ ہے کہ وہ اپنے سے نیچے والے کی طرف دیکھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

انْظُرُوا إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْكُمْ، وَلَا تَنْظُرُوا إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ، فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ لَا تَزْدَرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ[1]

"ان لوگوں کی طرف دیکھو جو (دنیاوی اعتبار سے) تم سے کم تر ہوں اور ان لوگوں کی طرف نہ دیکھو جو تم سے اوپر ہوں، اس طرح زیادہ لائق ہے کہ تم اللہ کی ان نعمتوں کی ناقدری نہ کرو، جو اس کی طرف سے تم پر ہوئی ہیں۔"

سبق آموز واقعہ:

میرے ایک جاننے والے کی شادی کو بیس برس کا عرصہ گزر گیا ہے اللہ تعالیٰ نے اولاد نہیں دی سب کچھ ہے لیکن اولاد نہیں ہے ایک دفعہ وہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ کسی یتیم خانہ سے لاوارث بچے کو گود لے لوں آپ میرے ساتھ کسی یتیم خانہ میں چلیں میں اس کی گاڑی میں طارق آباد کے قریب ایک قدیمی یتیم خانہ میں آیا ان سے اس سلسلہ میں بات کی یتیم خانہ کے انچارج نے بتایا کہ یہاں جتنے بچے ہیں ان کی مائیں موجود ہیں لیکن والد نہیں ہیں اور ماں کبھی اپنا بچہ دوسرے کو نہیں دیتی ہاں سوساں روڈ پر ایدھی سنٹر ہے وہ آپ کی راہنمائی کر سکتے ہیں۔ ہم وہاں سے ایدھی سنٹر چلے گئے وہاں کے انچارج سے بات ہوئی تو وہ کہنے لگا ہماری کچھ شرائط ہیں۔ اول یہ کہ آپ کی شادی کو پندرہ سال سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہو اور جو لاوارث بچہ آپ گود لیں گے اس کے نام کچھ جائیداد منتقل کرنا ہوگی اور آپ کو

[1] صحیح۔ سنن الترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع، باب ماجاء فی صفۃ اوانی الحوض، رقم: ۲۵۱۳

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اپنے نکاح نامہ کی فوٹو کاپی کے ساتھ درخواست لکھ کر انچارج کے پاس جمع کروانا ہوگی اور موصول ہونے والی تمام درخواستوں کی قرعہ اندازی ہوگی۔ اگر آپ کے نام قرعہ نکل آیا تو بچہ آپ کو مل جائے گا۔ پھر کہنے لگا آپ سے پہلے پندرہ سو درخواستیں موجود ہیں اس کا یہ آخری فقرہ سن کر میں سوچ میں پڑ گیا کہ بے اولاد جوڑوں کو کبھی میں نے ایدھی سنٹر جاتے ہوئے نہیں دیکھا کوئی سو ہزار میں سے ایک آدمی ایدھی سنٹر جاتا ہوگا اور ان کی بھی پندرہ سو درخواستیں موجود ہیں۔ اگر اولادیں بکتی ہوتیں امیر لوگ سونے و جواہرات کے بھاؤ خرید لیتے لیکن اولاد مالک کی مرضی سے ملتی ہے۔

اگر ہم اپنے سے نیچے والے افراد کی طرف دیکھیں تو اپنی مصیبتیں ہلکی محسوس ہوں گی اگر اللہ تعالیٰ نے بیٹیاں ہی عطا کی ہیں تو ان کو دیکھو جو بیٹی کو بھی ترستے ہیں مصر کا بادشاہ فرعون جو خود کو رب بھی کہتا تھا اولاد سے محروم تھا اور اولاد کی محبت میں موسیٰ علیہ السلام کو گھر میں پالنے پر مجبور ہو گیا تھا ایک مصر کا بادشاہ یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں بھی تھا جب اس نے مصر کے بازار میں یوسف کو بکتے ہوئے دیکھا تو خرید لیا اور اپنی بیوی سے جا کے کہنے لگا:

أَكْرِمِي مَثْوَاهُ عَسَىٰ أَن يَنفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا[1]

"اسے بہت عزت واحترام کے ساتھ رکھو، ممکن ہے کہ یہ ہمیں فائدہ پہنچائے یا اسے ہم اپنا بیٹا ہی بنالیں۔"

اللہ چاہے تو بادشاہوں کو اولاد سے محروم رکھے، چاہے تو غریب کو اولاد سے نواز دے ہماری مصیبت کو ہماری نظر میں بڑا کر کے دکھانے والی یہی چیز ہے کہ ہم دنیاوی امور میں اپنے سے بلند تر کو دیکھتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اپنے سے کم تر کو دیکھو دین اور علم میں اپنے سے بلند تر کو دیکھو تا کہ دین وعلم میں آگے بڑھنے کا جذبہ پیدا ہو اور دنیاوی پریشانیوں میں اپنے سے کم تر کو دیکھیں تا کہ اپنی مصیبت کا بوجھ ہلکا محسوس ہو ایک

[1] یوسف: ۲۱

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر کی کلاس میں اس مسئلہ پر مباحثہ ہو رہا تھا کہ کون زیادہ پریشان اور مصیبت زدہ ہے اس نے کہا: تم ایسا کرو پوری ایمانداری سے اپنے مسائل اور پریشانیاں ایک پیپر پر لکھو جب سب لکھ کر فارغ ہو گئے تو اس نے کہا اب تمام افراد پیپر ایک دوسرے سے بدل لیں تھوڑی دیر بعد جب سب نے ایک دوسرے کی پریشانیاں پڑھ لیں تو اس نے کہا اب کون اپنی پریشانیاں دوسرے کو دے کر اس کی پریشانیاں خود لینا چاہتا ہے سب ہی کہنے لگے ہمارا پیپر ہمیں واپس کر دو ہم اپنی ہی پریشانیاں لینا چاہتے ہیں اس دنیا میں ہر انسان پریشانیوں میں مبتلا ہے لیکن کامیاب وہ ہے جو ان پریشانیوں کا مقابلہ کرتا ہے اور اپنے دل کو زندہ رکھتا ہے۔ ہندی کے ایک شاعر کے بڑے پیارے بول ہیں۔

بکھے جگ میں رہیو ایسے جیسے مہندی کے پات

لالی رکھیو دل میں اور ہری دکھائیو ذات

مہندی کو پانی میں گھولیں تو سرخی برآمد ہوتی ہے لیکن اس کے پتوں کو دیکھیں تو تروتازہ اور سبز دکھائی دیتے ہیں۔ ایسے ہی باہمت مردِ غم کی سرخی دل میں رکھتا ہے اور اس کے چہرے پر ہمت دکھائی دیتی ہے۔

(۴) صبر کے راستے میں چوتھا اصول یہ ہے کہ بندے کو جان لینا چاہئے کوئی بھی مصیبت رونے دھونے اور شکوہ وشکایات سے ختم نہیں ہوگی بلکہ کو دل مضبوط کر کے اس مصیبت کا مقابلہ کرنا ہوگا یاد رکھیے! ایک جسمانی جنگ ہوتی ہے اور ایک اعصابی جنگ جب بندہ اعصابی طور پر شکست تسلیم کر لے تو اس کا حوصلہ ٹوٹ جاتا ہے اور جسمانی جنگ بھی ہار جاتا ہے۔ اگر وہ اعصاب کو مضبوط رکھے تو ہر مصیبت کا مقابلہ کر لیتا ہے۔ مشکوٰۃ المصابیح میں ایک روایت موجود ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ روم کے علاقہ میں اپنے لشکر سے بچھڑ کے راستہ بھول گئے دور تک جنگل کا سناٹا تھا اچانک ایک شیران کے سامنے آ کھڑا ہوا سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ کو موت سامنے کھڑی نظر آ رہی تھی اگر وہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اعصابی طور پر کمزوری کا مظاہرہ کرتے اور بھاگ جاتے تو شیران کے پیچھے بھاگتا اور انہیں اپنا لقمہ بنالیتا انہوں نے خود کو مضبوط رکھتے ہوئے پکار کر کہا:

يَا أَبَا الْحَارِثِ أَنَا مَوْلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِنْ أَمْرِي كَيْتَ وَ كَيْتَ فَأَقْبَلَ الْأَسَدُ لَهُ بَصْبَصَةٌ حَتَّى قَامَ إِلَى جَنْبِهِ كُلَّمَا سَمِعَ صَوْتًا أَهْوَى إِلَيْهِ ثُمَّ أَقْبَلَ يَمْشِي إِلَى جَنْبِهِ حَتَّى بَلَغَ الْجَيْشَ ثُمَّ رَجَعَ الْأَسَدُ[1]

''اے ابو حارث! میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں میرا معاملہ ایسا ہے (کہ میں راستہ) بھول گیا ہوں''

یہ سننا تھا کہ شیر اپنی دم ہلاتا ہوا آیا اور سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک خادم کی طرح کھڑا ہو گیا سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ لشکر کی تلاش میں چل پڑے راستے میں شیر اگر کہیں سے آواز سنتا تو ایک محافظ کی طرح اس طرف بھاگ کے جاتا سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ جب اپنے لشکر میں پہنچ گئے تو شیر واپس چلا گیا۔

جو آدمی صبر و ہمت کے ساتھ مصیبت کا سامنا کرتا ہے تو مصیبت تھوڑی دیر کے لئے پوری قوت کے ساتھ اس کے سامنے ٹھہرتی ہے اور پھر بھاگ جاتی ہے لیکن اگر وہ مصیبت کے آگے بھاگ جائے تو مصیبت اس کے پیچھے بھاگ پڑتی ہے۔

(۵) صبر کے راستے میں پانچواں ہتھیار یہ ہے کہ بندہ مصیبت پر رونے دھونے کی بجائے اسے اللہ کی طرف سے امتحان سمجھ کے قبول کرے اور اس پر بدلے کی امید رکھے اس لئے کہ جب بندے کو پتہ ہو کہ مصیبت جھیلنے پر انعام ملے گا تو بندہ سختی کے دن بھی حوصلے سے کاٹ لیتا ہے۔ آپ ﷺ نے خود اس کی تعلیم دی ہے جیسے دیکھیں کہ عورت کے اندر صبر کی کمی ہوتی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے فطری طور پر مرد سے کمزور پیدا کیا ہے۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے

[1] صحیح۔ مشکوۃ المصابیح للالبانی، کتاب الفضائل، باب الکرامات، رقم: ۵۹۴۹

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ ایک دفعہ عورتیں اکٹھی ہو کر آپ ﷺ کی بارگاہ میں آئیں اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! مرد ہم سے بازی لے گئے وہ آپ کی علمی مجلس میں حاضر ہوتے ہیں اور علم سیکھتے ہیں آپ ایک دن ہمارے لئے متعین فرمادیں ہم بھی آپ سے علم سیکھنا چاہتی ہیں آپ ﷺ نے ان کے لئے ایک دن متعین فرما دیا اور مقررہ دن آپ ﷺ تشریف لائے اور خواتین کو وعظ کرتے ہوئے فرمایا:

مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ ثَلَاثَةً مِنْ وَلَدِهَا إِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ، فَقَالَتْ: امْرَأَةٌ وَاثْنَتَيْنِ. فَقَالَ: وَاثْنَتَيْنِ[1]

"جو کوئی عورت تم میں سے (اپنے) تین (لڑکے) آگے بھیج دے گی تو وہ اس کے لیے دوزخ سے پناہ بن جائیں گے۔ اس پر ایک عورت نے کہا، اگر دو (بچے بھیج دے) آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! اور دو (کا بھی یہ حکم ہے)۔"

اور سنن نسائی کی حدیث میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا جس مسلمان کے تین نابالغ بچے فوت ہو گئے اور والدین نے ان پر صبر کیا تو اسی صبر کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں داخل فرمائیں گے ان کے بچوں کو جب کہا جائے گا کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ تو وہ کہیں گے:

حَتَّى يَدْخُلَ آبَاؤُنَا، فَيُقَالُ: ادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ "[2]

"(ہم تب داخل ہوں گے) جب ہمارے والدین داخل ہوں گے تو کہا جائے گا تم اپنے والدین سمیت جنت میں داخل ہو جاؤ۔"

حضرت ابو سنان رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں میں نے اپنے بیٹے سنان کو دفن کیا اور ابو طلحہ خولانی قبر کی منڈیر پر بیٹھے تھے، جب میں نے (قبر سے) نکلنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا: ابو سنان! کیا میں تمہیں بشارت نہ دوں؟ میں نے عرض

---

[1] صحیح بخاری، کتاب العلم، باب ہل یجعل للنساء یوم علی حدۃ فی العلم، رقم: ۱۰۱

[2] صحیح۔ سنن نسائی للالبانی، کتاب الجنائز، باب من یتوفی لہ ثلاثۃ، رقم: ۱۸۷۶

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کیا: کیوں نہیں ضرور دیجیے، تو انہوں نے کہا: مجھ سے ضحاک بن عبدالرحمن نے بیان کیا کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ، قَالَ اللّٰهُ لِمَلَائِكَتِهِ: قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِي؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ. فَيَقُولُ: قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهِ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ. فَيَقُولُ: مَاذَا قَالَ عَبْدِي. فَيَقُولُونَ: حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ. فَيَقُولُ اللّٰهُ: ابْنُوا لِعَبْدِي بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَسَمُّوهُ بَيْتَ الْحَمْدِ [1]

''جب بندے کا بچہ فوت ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے پوچھتا ہے: تم نے میرے بندے کے بیٹے کی روح قبض کر لی؟ تو وہ کہتے ہیں: ہاں، پھر فرماتا ہے: تم نے اس کے دل کا پھل لے لیا؟ وہ کہتے ہیں: ہاں۔ تو اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں: اس نے تیری حمد بیان کی اور إنا لله وإنا إليه راجعون پڑھا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دو اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

إِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِي بِحَبِيبَتَيْهِ فَصَبَرَ، عَوَّضْتُهُ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ [2]

''جب میں اپنے بندے کو اس کی دو محبوب چیزوں (آنکھوں) کے ساتھ آزمائش میں مبتلا کرتا ہوں (یعنی اس کی آنکھوں کی بینائی لے لیتا ہوں) وہ اس پر صبر کرتا ہے تو میں اس کے بدلے اسے جنت عطا کرتا ہوں۔''

غور کیجیے! ان ساری احادیث میں مصیبت پر صبر کرنے میں بدلے کا وعدہ کیا

---

[1] حسن۔ سنن الترمذی للالبانی، ابواب الجنائز، باب فضل المصیبۃ، اذا احتسب، رقم: ۱۰۲۱

[2] صحیح بخاری، کتاب المرضی، باب فضل من ذہب بصرہ، رقم: ۵۶۵۳

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

گیا ہے پس بندے کو جان لینا چاہئے اگر اللہ نے اس کی کوئی محبوب چیز واپس لے لی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اسے اس سے بھی عمدہ چیز دینے کا ارادہ کرلیا ہے بشرطیکہ وہ صبر کرے یہ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

مَا لِعَبْدِي الْمُؤْمِنِ عِنْدِي جَزَاءٌ إِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهُ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ احْتَسَبَهُ إِلَّا الْجَنَّةُ"[1]

"میرے اس مومن بندے کا جس کی، میں کوئی عزیز چیز دنیا سے اٹھالوں اور وہ اس پر ثواب کی نیت سے صبر کرلے تو اس کا بدلہ میرے یہاں جنت سے کم اور کچھ نہیں۔"

صبر کی قوت کو مضبوط کرنے کے لئے ہمیں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ کسی بھی چیز کے چھن جانے پر بے صبراپن اختیار کرنے کی بجائے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن پڑھیں اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں صابرین کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ. أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ[2]

"انہیں جب کوئی مصیبت آتی ہے تو کہتے ہیں ہم اللہ کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے مہربانیاں اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت پانے والے ہیں۔"

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصَابُ بِمُصِيبَةٍ، فَيَفْزَعُ إِلَى مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ مِنْ

---

[1] صحیح بخاری۔ کتاب الرقاق، باب العمل الذی یبتغی بہ وجہ اللہ، رقم: ۶۴۲۴

[2] البقرۃ: ۱۵۶۔۱۵۷

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قَوْلِهِ: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ. اللّٰهُمَّ عِنْدَكَ احْتَسَبْتُ مُصِيبَتِي فَأْجُرْنِي فِيهَا وَعُضْنِي مِنْهَا. إِلَّا آجَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهَا وَعَاضَهُ خَيْرًا مِنْهَا [1]

جس مسلمان کو کوئی مصیبت پیش آئے اور وہ گھبرا کر اللہ کے فرمان کے مطابق یہ دعا پڑھے: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اللّٰهُمَّ عِنْدَكَ احْتَسَبْتُ مُصِيبَتِي فَأْجُرْنِي فِيهَا وَعُضْنِي مِنْهَا "ہم اللہ ہی کی ملکیت ہیں اور اسی کی جانب لوٹ کر جانے والے ہیں، اے اللہ! میں نے تجھی سے اپنی مصیبت کا ثواب طلب کیا، تو مجھے اس میں اجر دے، اور مجھے اس کا بدلہ دے" جب یہ دعا پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کا اجر دے گا، اور اس سے بہتر اس کا بدلہ عنایت کرے گا۔"

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب (میرے شوہر) ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا، تو مجھے وہ حدیث یاد آئی، جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر مجھ سے بیان کی تھی، چنانچہ میں نے کہا: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ. اللّٰهُمَّ عِنْدَكَ احْتَسَبْتُ مُصِيبَتِي فَأْجُرْنِي فِيهَا وَعُضْنِي مِنْهَا اور دل میں سوچا: کیا مجھے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر بدلہ دیا جا سکتا ہے؟ پھر میں نے یہ جملہ کہا، تو اللہ تعالیٰ نے مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے بدلہ میں دے دیا اور میری مصیبت کا بہترین اجر مجھے عنایت فرمایا۔

صبر اور شکر دو ایسے خزانے ہیں اللہ رب العزت جس کسی کو عطا کر دیں اسے دنیا کی زندگی میں بھی طمانیت مل جاتی ہے اور آخرت میں کامیابی بھی اس کا مقدر ہے اس لئے کہ صبر و شکر بندے میں قناعت پسندی پیدا کرتے ہیں جس سے بے چینی اور اضطراب ختم ہو جاتا ہے۔ اللہ نے جو کچھ دیا ہے اس پر اللہ کا شکر ہے اور جو نہیں دیا یا دے کے واپس لے لیا ہے اس پر صبر ہے حدیث مبارک میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] صحیح۔ سنن ابن ماجہ للالبانی، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی الصبر علی المصیبۃ، رقم: ۱۵۹۸

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے ارشاد فرمایا:

عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ، إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذَاكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ، إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ، فَكَانَ خَيْرًا لَهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ، صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ ¹

''مومن کا معاملہ قابل تعجب ہے اور بلاشبہ اس کا سارا معاملہ ہی اس کیلئے بہتری والا ہے اور یہ سعادت صرف مومن ہی کو حاصل ہے اگر اس کو خوشحالی ملے تو وہ اس پر شکر ادا کرتا ہے یہ اس کے حق میں بہتر ہے اور اگر اسے تکلیف پہنچے تو وہ اس پر صبر کرتا ہے یہ بھی اس کے حق میں بہتر ہے۔''

صبر اور شکر کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے جو بندہ صبر کرنے والا ہے وہ شکر کرنے والا بھی ہے ایسا نہیں ہوتا کہ ایک آدمی بے صبرا ہو شکوہ وشکایات کا عادی ہو اور اللہ کا شکر کرنے والا بھی ہو اور نہ ہی ایسا ہوتا ہے کہ ایک آدمی پریشانیوں اور تکالیف پر صبر کرنے والا ہو اور ناشکرا بھی ہو، صبر اور شکر کا چولی دامن کا رشتہ ہے جہاں صبر ہے وہاں شکر بھی ہے اور جہاں صبر نہیں وہاں شکر بھی نہیں۔

يَا صَاحِبَ الْهَمِّ إِنَّ الْهَمَّ مُنْفَرِجٌ
أَبْشِرْ بِخَيْرٍ فَإِنَّ الْفَارِجَ اللهُ
إِذَا بُلِيْتَ فَثِقْ بِاللهِ وَارْضَ بِهِ
إِنَّ الَّذِيْ يَكْشِفُ الْبَلْوٰى هُوَ اللهُ

''اے غمزدہ انسان! خوش ہو جا، غم ختم ہونے والا ہے اور تجھے خوشخبری ہو کہ غم دور کرنے والا اللہ ہے۔ جب تو آزمائش سے دوچار کیا جائے تو اللہ پر مضبوط بھروسہ رکھ اور اس پر راضی رہ اس لئے کہ جو آزمائش کو دور کر سکتا ہے وہ اللہ ہی ہے۔''

¹ صحیح مسلم، کتاب الزہد والرقائق، باب المومن أمرہ کلہ خیر، رقم: ۲۹۹۹

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نفلی روزوں سے رمضان کی مشق

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

واجب الاحترام سامعین حضرات!

آج رمضان المبارک کا الوداعی جمعہ ہے گرمی کے مہینہ میں روزہ رکھنے والے افراد اپنی منزل کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ باقی رہنے والے روزے بھی مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمادے۔ رمضان کے روزے رکھنے کے لئے سارا سال روزوں کی پریکٹس ضروری ہے۔ اس لئے کہ روزے کا تعلق جسمانی مشقت کے ساتھ ہے اور جسمانی مشقت کا کوئی بھی مقابلہ یا امتحان پاس کرنے کے لئے پہلے اس کی مشق کی جاتی ہے۔ تاکہ مقابلہ کرتے ہوئے یا امتحان کے موقع پر جسم آسانی سے اس مشقت کو برداشت کرلے جو آدمی اپنے جسم کو مشقت کا عادی بنالیتا ہے اور نفس پر قابو پانا سیکھ لیتا ہے اس کیلئے رمضان کے روزے رکھنا آسان ہوجاتے ہیں خواہ دن کتنا ہی طویل اور دھوپ کتنی ہی شدید کیوں نہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں روزوں کی مشق کیلئے سال بھر کے نفلی روزوں کا شیڈول دیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس شیڈول کے مطابق سال بھر نفلی روزوں کا اہتمام فرمایا کرتے تھے ان روزوں سے صرف مشق ہی نہیں ہوتی بلکہ مشق کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کا تقرب بھی ملتا ہے اور بندہ جہنم سے دور اور جنت کے قریب چلا جاتا ہے۔

ایک روزے کا ثواب:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بَعَّدَ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا [1]

"جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک دن بھی روزہ رکھا اللہ تعالیٰ

[1] صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب فضل الصوم فی سبیل اللہ، ۲۸۴۰

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسے جہنم سے ستر سال کی مسافت جتنا دور کر دے گا۔“

یہ مطلق طور پر ایک روزے کا ثواب ہے اور سال کے مختلف اوقات میں رکھے جانے والے روزوں کے دیگر فضائل و مراتب بھی اس میں شامل ہو جاتے ہیں۔

سال میں نفلی روزوں کا شیڈول:

سال کے بارہ مہینوں میں سے چار مہینوں کے مختلف اوقات میں رکھے جانے والے نفلی روزوں پر خصوصی احادیث وارد ہوئی ہیں۔

(۱) محرم کا روزہ:

محرم کے روزوں کو آپ ﷺ نے رمضان المبارک کے روزوں کے بعد افضل روزے قرار دیا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَفْضَلُ الصِّيَامِ، بَعْدَ رَمَضَانَ، شَهْرُ اللهِ الْمُحَرَّمُ، وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ، صَلَاةُ اللَّيْلِ[1]

”رمضان کے مہینے کے بعد سب سے افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے روزے ہیں، اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز قیام اللیل (تہجد) ہے۔“

رمضان کی فرضیت سے قبل لوگ دس محرم کا روزہ رکھا کرتے تھے اور اس مہینہ کی حرمت کے پیش نظر اس دن کعبۃ اللہ کا غلاف بھی تبدیل کیا جاتا تھا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كَانُوا يَصُومُونَ عَاشُورَاءَ قَبْلَ أَنْ يُفْرَضَ رَمَضَانُ، وَكَانَ يَوْمًا تُسْتَرُ فِيهِ الْكَعْبَةُ، فَلَمَّا فَرَضَ اللهُ رَمَضَانَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ شَاءَ أَنْ يَصُومَهُ فَلْيَصُمْهُ، وَمَنْ شَاءَ أَنْ يَتْرُكَهُ فَلْيَتْرُكْهُ[2]

[1] صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل صوم المحرم، رقم: ۱۱۶۳

[2] صحیح بخاری۔ کتاب الحج، باب قول اللہ تعالیٰ جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاما للناس، رقم: ۱۵۹۲

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

"رمضان (کے روزے) فرض ہونے سے پہلے مسلمان عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے۔ عاشوراء ہی کے دن کعبہ پر غلاف چڑھایا جاتا تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے رمضان فرض کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا: "اب جس کا جی چاہے عاشوراء کا روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے چھوڑ دے۔"

اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَرَأَى الْيَهُودَ تَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ قَالُوا: هٰذَا يَوْمٌ صَالِحٌ، هٰذَا يَوْمٌ نَجَّى اللّٰهُ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ عَدُوِّهِمْ، فَصَامَهُ مُوسَى، قَالَ: فَأَنَا أَحَقُّ بِمُوسَى مِنْكُمْ، فَصَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ[1]

"نبی کریم ﷺ مدینہ میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے یہودیوں کو دیکھا کہ وہ عاشوراء کے دن روزہ رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ان سے اس کا سبب معلوم فرمایا تو انہوں نے بتایا کہ یہ ایک اچھا دن ہے۔ اسی دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن (فرعون) سے نجات دلائی تھی۔ اس لیے موسیٰ علیہ السلام نے اس دن کا روزہ رکھا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر موسیٰ علیہ السلام کے (شریک مسرت ہونے میں) ہم تم سے زیادہ مستحق ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس دن روزہ رکھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی اس کا حکم دیا۔"

اور یہودیوں کی مخالفت کے پیش نظر آپ ﷺ نے اپنی وفات سے چند ماہ قبل یوم عاشورہ کے روزے کے بارے میں فرمایا:

فَإِذَا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ صُمْنَا الْيَوْمَ التَّاسِعَ قَالَ: فَلَمْ يَأْتِ الْعَامُ الْمُقْبِلُ، حَتَّى تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[2]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب صیام یوم عاشوراء، رقم: ۲۰۰۴

[2] صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب أی یوم یصام فی عاشوراء، رقم: ۱۱۳۴

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''جب اگلا سال آئے گا توان شاءاللہ تعالیٰ ہم نویں تاریخ کا روزہ رکھیں گے۔لیکن اگلا سال نہ آنے پایا کہ آپ ﷺ فوت ہو گئے۔''

اور ترمذی میں سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ ﷺ نے اس روزے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

صِيَامُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ إِنِّي أَحْتَسِبُ عَلَى اللهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ[1]

''میں اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ عاشوراء کے دن کا روزہ ایک سال پہلے کے گناہ مٹا دے گا۔''

(۲) شعبان کے روزے:

شعبان کے مہینہ میں کسی دن کو خاص کئے بغیر آپ ﷺ کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے۔سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

وَمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ فِي شَهْرٍ مَا يَصُومُ فِي شَعْبَانَ كَانَ يَصُومُهُ كُلَّهُ إِلَّا قَلِيلًا بَلْ كَانَ يَصُومُهُ كُلَّهُ[2]

''رسول اللہ ﷺ کسی مہینے میں اتنے روزے نہیں رکھتے تھے جتنے شعبان میں رکھتے تھے، آپ چند دن چھوڑ کر پورے ماہ روزے رکھتے، بلکہ (بسا اوقات) پورے (ہی) ماہ روزے رکھتے۔''

(۳) شوال کے روزے:

رمضان کے بعد شوال کے چھ روزوں کے اہتمام کو آپ ﷺ نے زمانہ بھر کے روزے قرار دیا ہے سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

[1] صحیح۔سنن الترمذی، ابواب الصوم، باب ما جاء فی الحث علی صوم یوم عاشوراء، رقم:۷۵۲

[2] صحیح۔سنن نسائی، کتاب الصیام، باب الاختلاف علی محمد بن ابراہیم فیہ، رقم:۲۱۷۸

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ[1]

''جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے (اس کا یہ عمل) زمانہ بھر روزے رکھنے کی مانند ہے۔''

شوال کے یہ روزے ترتیب کے ساتھ پے در پے رکھنا ضروری نہیں مسلسل بھی رکھے جا سکتے ہیں اور دنوں کے وقفہ سے بھی رکھے جا سکتے ہیں۔ ہاں انہیں شوال کے مہینہ میں مکمل کرنا چاہیے۔

(۴) ذوالحج کے روزے:

ذوالحج کے پہلے دس دن اللہ کے ہاں بڑی قدر و منزلت والے ہیں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دس دنوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

مَا مِنْ أَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهَا أَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنْ هَذِهِ الْأَيَّامِ يَعْنِي الْعَشْرَ". قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ قَالَ: " وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذَلِكَ بِشَيْءٍ[2]

''ان دنوں یعنی ذی الحجہ کے دس دنوں سے بڑھ کر کوئی دن ایسا نہیں کہ جس میں نیک عمل کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان دنوں کے نیک عمل سے زیادہ پسندیدہ ہو''، لوگوں نے پوچھا: اللہ کے رسول! اللہ کے راستے میں جہاد کرنا بھی نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کے راستے میں جہاد کرنا بھی اتنا پسند نہیں، مگر جو شخص اپنی جان اور مال لے کر نکلے، اور پھر لوٹ کر نہ آئے۔''

[1] صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صوم ستۃ ایام من شوال اتباعا لرمضان، رقم: ۱۱۶۴

[2] صحیح۔ سنن ابن ماجۃ للالبانی، کتاب الصیام، باب صیام العشر، رقم: ۱۷۲۷

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں موجود ہے کہ اس عشرہ میں نو ذوالحج یعنی عرفہ کے روزے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ إِنِّي أَحْتَسِبُ عَلَى اللهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ، وَالَّتِي بَعْدَهُ [1]

"میں سمجھتا ہوں کہ عرفہ کے دن روزہ رکھنے کا ثواب اللہ تعالیٰ یہ دے گا کہ ایک سال پہلے اور ایک سال آنے والے کے گناہ بخش دے گا۔"

مختلف دنوں کے روزے:

ان چار مہینوں کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مختلف دنوں کے روزے رکھتے اور ان کی ترغیب بھی دیتے چند احادیث ملاحظہ فرمائیے:

(۱) سوموار اور جمعرات کا روزہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرَّى صَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ [2]

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سوموار اور جمعرات کے روزے کی تلاش میں رہتے تھے۔"

بعض احادیث میں ان دنوں روزہ رکھنے کی حکمتیں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں صحیح مسلم کی حدیث میں موجود ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوموار کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ذَاكَ يَوْمٌ وُلِدْتُ فِيهِ، وَيَوْمٌ بُعِثْتُ - أَوْ أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهِ [3]

"یہ ایسا دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی اس دن مجھے مبعوث کیا گیا یا مجھ پر وحی کا نزول ہوا۔"

---

[1] صحیح۔ سنن ابن ماجۃ للالبانی، کتاب الصیام، باب صیام یوم عرفۃ، رقم: ۱۷۳۰

[2] صحیح۔ الترمذی للالبانی، ابواب الصوم، باب ماجاء فی صوم یوم الاثنین والخمیس، رقم: ۷۴۵

[3] صحیح مسلم۔ کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام من کل شہر……رقم: ۱۱۶۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترمذی میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھنے کی حکمت یہ بیان فرمائی:

تُعْرَضُ الْأَعْمَالُ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ، فَأُحِبُّ أَنْ يُعْرَضَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ [1]

''سوموار اور جمعرات کو اعمال (اللہ کے حضور) پیش کئے جاتے ہیں، میری خواہش ہے کہ میرا عمل اس حال میں پیش کیا جائے کہ میں روزے سے ہوں۔''

ایک اور حدیث میں سوموار اور جمعرات کی فضیلت کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ، وَيَوْمَ الْخَمِيسِ، فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا، إِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ، فَيُقَالُ: أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا، أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا، أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا [2]

''پیر اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور ہر اس بندے کو معاف کر دیا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کرتا مگر وہ شخص جو اپنے بھائی سے کینہ رکھتا ہے اس کی مغفرت نہیں ہوتی اور حکم ہوتا ہے ان دونوں کو دیکھتے رہو یہاں تک کہ یہ آپس میں مل جائیں، ان دونوں کو دیکھتے رہو یہاں تک کہ یہ آپس میں مل جائیں۔''

سوموار اور جمعرات کے دن اس اعتبار سے بڑی اہمیت والے ہیں کہ ان دنوں اللہ کی بارگاہ میں بندوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں اور ان دنوں جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ ان دنوں ان تمام افراد کی بخشش ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ

[1] صحیح۔ سنن الترمذی للالبانی، ابواب الصوم، باب ماجاء فی صوم یوم الاثنین، والخمیس، رقم: ۷۴۷

[2] صحیح مسلم۔ کتاب البر والصلۃ والاداب، باب النہی عن الشحناء والتہاجر، رقم: ۲۵۶۵

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ شرک نہیں کرتے ہاں آپس میں کینہ رکھنے والے اس بخشش سے محروم رہ جاتے ہیں پس ان دنوں روزے کا اہتمام کرنے کے ساتھ اپنے دل کو بغض اور کینہ سے صاف کر لینا چاہئے غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ ہر تین دن بعد دل کو دھونے کی ترغیب دی گئی ہے اس لئے ذاتی امور میں ناراضگی کو بھی تین دن تک محدود رکھا ہے۔

(۲) ایام بیض کے روزے:

ہر مہینے کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کا روزہ رکھنے کی آپ ﷺ نے نصیحت فرمائی ہے۔ بیض سفیدی کو کہتے ہیں چونکہ ان راتوں میں چاند کی روشنی خوب پھیلی ہوئی ہوتی ہے اسی مناسبت سے انہیں ایام بیض کہا جاتا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَوْصَانِي خَلِيلِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ: صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَكْعَتَيِ الضُّحَى، وَأَنْ أُوتِرَ قَبْلَ أَنْ أَنَامَ[۱]

"میرے خلیل ﷺ نے مجھے ہر مہینے کی تین تاریخوں میں روزہ رکھنے کی وصیت فرمائی تھی۔ اسی طرح چاشت کی دو رکعتوں کی بھی وصیت فرمائی تھی اور اس کی بھی کہ سونے سے پہلے ہی میں وتر پڑھ لیا کروں۔"

داؤد علیہ السلام کے روزے:

آپ ﷺ نے نفلی روزوں میں داؤد علیہ السلام والے روزے افضل قرار دیئے ہیں اور ان کے روزے رکھنے کا طریقہ یہ تھا کہ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن چھوڑتے تھے اور اس سے زیادہ روزے رکھنے سے آپ ﷺ نے منع فرما دیا سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

میرے والد عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے میرا نکاح ایک شریف خاندان کی عورت سے کر دیا اور وہ ہمیشہ اس کی خبر گیری کرتے رہتے تھے اور ان سے بار بار اس کے شوہر (یعنی میرے) متعلق پوچھتے رہتے تھے۔ میری بیوی کہتی کہ بہت اچھا مرد

---

[۱] صحیح بخاری۔ کتاب الصوم، باب صیام ایام البیض، رقم: ۱۹۸۱

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ البتہ جب سے میں ان کے نکاح میں آئی ہوں انہوں نے اب تک ہمارے بستر پر قدم بھی نہیں رکھا نہ میرے کپڑے میں کبھی ہاتھ ڈالا۔ جب بہت دن اسی طرح ہو گئے تو والد صاحب نے مجبور ہو کر اس کا تذکرہ نبی کریم ﷺ سے کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے اس کی ملاقات کراؤ۔ چنانچہ میں اس کے بعد نبی کریم ﷺ سے ملا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا:

كَيْفَ تَصُومُ؟ " قَالَ: كُلَّ يَوْمٍ، قَالَ: " وَكَيْفَ تَخْتِمُ؟ " قَالَ: كُلَّ لَيْلَةٍ، قَالَ: " صُمْ فِي كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةً، وَاقْرَإِ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ "، قَالَ: قُلْتُ: أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: " صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْجُمُعَةِ "، قُلْتُ: أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: " أَفْطِرْ يَوْمَيْنِ وَصُمْ يَوْمًا "، قَالَ: قُلْتُ: أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: صُمْ أَفْضَلَ الصَّوْمِ، صَوْمَ دَاوُدَ، صِيَامَ يَوْمٍ وَإِفْطَارَ يَوْمٍ، وَاقْرَأْ فِي كُلِّ سَبْعِ لَيَالٍ مَرَّةً[1]

”روزہ کس طرح رکھتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ روزانہ۔ پھر دریافت فرمایا قرآن مجید کس طرح ختم کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا ہر رات۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر مہینے میں تین دن روزے رکھو اور قرآن ایک مہینے میں ختم کرو۔ عرض کیا: مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے آپ ﷺ نے فرمایا: جمعہ میں تین روزے رکھ لیا کرو۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر دو دن روزہ چھوڑ دو اور ایک دن رکھ لیا کرو۔ میں نے عرض کیا مجھے اس سے بھی زیادہ کی طاقت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پھر وہ روزہ رکھو جو سب سے افضل ہے، یعنی داؤد علیہ السلام کا روزہ، ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو اور قرآن مجید سات دن میں ختم کرو۔“

[1] صحیح بخاری۔ کتاب فضائل القرآن، باب فی کم یقرأ القرآن: رقم: ۵۰۵۲

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

جو آدمی اس سے زیادہ روزے رکھنا چاہتا ہے، اس کے روزے شمار نہیں ہوں گے اور وہ اجر وثواب سے محروم رہے گا اس لئے کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ[1]

''جو ہمیشہ روزہ رکھے اس کا روزہ ہی شمار نہیں ہوتا۔''

جمعہ کے ساتھ ایک دن ملا کے روزہ رکھنا:

آپ ﷺ کثرت سے جمعہ کے دن کا روزہ رکھتے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قَلَّمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ[2]

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو جمعہ کے دن بہت ہی کم روزہ چھوڑتے ہوئے دیکھا۔''

لیکن جمعہ کا روزہ رکھنے میں شرط یہ ہے کہ اکیلا جمعے کے دن کا روزہ نہ رکھے اس کے ساتھ جمعرات کا روزہ بھی ملالے یا پھر ہفتے کا روزہ ساتھ شامل کرلے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ إِلَّا بِيَوْمٍ قَبْلَهُ أَوْ يَوْمٍ بَعْدَهُ[3]

''رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا، الا یہ کہ اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد کا روزہ رکھا جائے۔''

سیدہ جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ جمعے

---

[1] صحیح بخاری۔ کتاب الصوم، باب حق الاہل فی الصوم، رقم: ۱۹۷۷

[2] حسن۔ سنن ابن ماجۃ للالبانی، کتاب الصیام، باب فی صیام یوم الجمعۃ، رقم: ۱۷۲۵

[3] صحیح۔ سنن ابن ماجۃ للالبانی، کتاب الصیام، باب فی صیام یوم الجمعۃ، رقم: ۱۷۲۳

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

والے دن میرے ہاں تشریف لائے اور میں نے روزہ رکھا ہوا تھا آپ ﷺ نے فرمایا:

أَصُمْتِ أَمْسِ؟ قَالَتْ: لَا. قَالَ: تُرِيدِينَ أَنْ تَصُومِي غَدًا؟
قَالَتْ: لَا. قَالَ: فَأَفْطِرِي.[1]

''کیا تو نے کل کے دن کا روزہ رکھا تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کیا آئندہ کل روزہ رکھنے کا ارادہ ہے؟ جواب دیا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر روزہ ختم کردو۔''

ممنوعہ نفلی روزے:

سال بھر کے ایام میں بعض دن ایسے ہیں جن کا نفلی روزہ رکھنے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے ان کی مختصر تفصیل آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

عیدین کے روزے:

عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن چونکہ مسلمانوں کیلئے کھانے پینے اور خوشی کے دن ہیں اس لئے آپ ﷺ نے ان دنوں روزہ رکھنے سے منع فرمادیا ہے۔ سیدنا ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں عید والے دن سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ بیان کر رہے تھے:

هَذَانِ يَوْمَانِ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِيَامِهِمَا: يَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ، وَالْيَوْمُ الْآخَرُ تَأْكُلُونَ فِيهِ مِنْ نُسُكِكُمْ.[2]

''یہ دو دن ایسے ہیں جن کے روزوں کی نبی کریم ﷺ نے ممانعت فرمائی ہے۔ (رمضان کے) روزوں کے بعد افطار کا دن (یعنی عیدالفطر) اور دوسرا وہ دن جس میں تم اپنی قربانی کا گوشت کھاتے ہو (یعنی عیدالاضحیٰ کا دن)۔''

---

[1]

[2] صحیح بخاری۔ کتاب الصوم، باب صوم یوم الفطر، رقم: ۱۹۹۰

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وصال کے روزے:

وصال کے روزوں سے آپ ﷺ نے منع فرمایا: وصال کے روزے وہ ہوتے ہیں جن میں افطاری کیے بغیر مسلسل کئی دن کا روزہ رکھ لیا جاتا ہے۔ ہاں نبی اکرم ﷺ ایسے روزہ رکھا کرتے تھے اور آپ ﷺ نے اس کی حکمت بھی بیان فرما دی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ فِي الصَّوْمِ. فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ: إِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُولَ اللهِ. قَالَ: وَأَيُّكُمْ مِثْلِي، إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِ[1]

"رسول اللہ ﷺ نے وصال کا روزہ رکھنے سے منع فرمادیا۔ اس پر مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ تو وصال کے روزے رکھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میری طرح تم میں سے کون ہے؟ مجھے تو رات کو میرا رب کھلاتا ہے، اور وہی مجھے سیراب کرتا ہے۔"

شک والے دن کا روزہ:

شک والے دن کا روزہ رکھنے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے مطلب یہ کہ اگر ذمہ دار افراد کی طرف سے عید کے چاند کا اعلان کر دیا جاتا ہے یا یہ اعلان کر دیا جاتا ہے کہ ابھی رمضان کا چاند نظر نہیں آیا لیکن کچھ لوگ احتیاطی طور پر اس دن کا روزہ رکھ لیتے ہیں تو ان کا یہ عمل درست نہیں ہوگا سیدنا صلہ بن زفر رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا عِنْدَ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ فَأُتِيَ بِشَاةٍ مَصْلِيَّةٍ، فَقَالَ: كُلُوا، فَتَنَحَّى بَعْضُ الْقَوْمِ، فَقَالَ: إِنِّي صَائِمٌ، فَقَالَ عَمَّارٌ: "مَنْ صَامَ الْيَوْمَ الَّذِي يَشُكُّ فِيهِ النَّاسُ، فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ

[1] صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب التنکیل لمن اکثر الوصال، رقم: ۱۹۶۵

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[1]

''ہم حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ ایک بھنی ہوئی بکری لائی گئی تو انہوں نے کہا: کھاؤ۔ یہ سن کر ایک صاحب الگ گوشے میں ہو گئے اور کہا: میں روزے سے ہوں، اس پر عمار رضی اللہ عنہ نے کہا: جس نے کسی ایسے دن کا روزہ رکھا جس میں لوگوں کو شبہ ہو اس نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔''

اسلام نے اجتماعیت کا درس دیا ہے شک کی آڑ میں اپنی الگ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد کھڑی کرنا درست نہیں ہے۔

استقبالِ رمضان کے روزے رکھنا:

رمضان المبارک کی آمد سے ایک یا دو دن پہلے بعض لوگ استقبالِ رمضان کے روزے رکھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمَهُ فَلْيَصُمْ ذَلِكَ الْيَوْمَ[2]

''تم میں سے کوئی شخص رمضان سے پہلے (شعبان کی آخری تاریخوں میں) ایک یا دو دن کے روزے نہ رکھے البتہ اگر کسی کو ان میں روزے رکھنے کی عادت ہو تو وہ اس دن بھی روزہ رکھ لے۔''

یعنی پہلے سے اگر کوئی آدمی روزہ رکھتا ہے تو اسے اجازت ہے جیسے ایک آدمی کا معمول ہے کہ وہ سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھتا ہے اتفاق سے منگل کو رمضان شروع ہو رہا ہے تو وہ اپنی سابقہ عادت کے مطابق سوموار کا روزہ رکھ سکتا ہے۔

---

[1] صحیح۔ سنن ترمذی للالبانی، کتاب الصیام، باب ماجاء فی کراھیۃ صوم یوم الشک، رقم:۶۸۶

[2] صحیح بخاری۔ کتاب الصوم، باب لا یتقدم رمضان بصوم یوم ولا یومین، رقم:۱۹۱۴

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اکیلا جمعے کا روزہ رکھنا:

اکیلا جمعہ کے دن کا روزہ رکھنے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ جو آدمی جمعے والے دن نفلی روزہ رکھنا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ وہ جمعے کے ساتھ ایک دن پہلے یعنی جمعرات کا روزہ بھی رکھ لے یا پھر ایک دن بعد یعنی ہفتے کا روزہ ساتھ ملا لے اور آپ ﷺ نے صرف جمعے کی رات کو قیام کیلئے خاص کرنے سے بھی منع فرما دیا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا تَخْتَصُّوا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِنْ بَيْنِ اللَّيَالِي، وَلَا تَخُصُّوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِنْ بَيْنِ الْأَيَّامِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي صَوْمٍ يَصُومُهُ أَحَدُكُمْ[1]

”راتوں میں سے جمعہ کی رات کو قیام کے ساتھ اور دنوں میں سے جمعہ کے دن کو روزے کے ساتھ خاص نہ کیا کرو ہاں اگر اس دن تم میں سے کوئی روزہ رکھتا تھا (تو وہ رکھ سکتا ہے)۔“

جیسے ایک آدمی ایک دن چھوڑ کے ایک دن کا روزہ رکھتا ہے اتفاقاً ترتیب یوں بن گئی کہ اس نے جمعرات کا چھوڑا تو اگلے دن جمعہ آ گیا۔

اکیلا ہفتے کا روزہ:

اکیلا ہفتے کا روزہ رکھنے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے سنن ابی داؤد کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لَا تَصُومُوا يَوْمَ السَّبْتِ إِلَّا فِي مَا افْتُرِضَ عَلَيْكُمْ وَإِنْ لَمْ يَجِدْ أَحَدُكُمْ إِلَّا لِحَاءَ عِنَبَةٍ أَوْ عُودَ شَجَرَةٍ فَلْيَمْضَغْهُ"[2]

”فرض روزے کے علاوہ ہفتے کے دن کوئی روزہ نہ رکھو اگر تم میں سے کسی

---

[1] صحیح مسلم۔ کتاب الصیام، باب کراہۃ صیام یوم الجمعۃ منفردا، رقم: ۱۱۴۴

[2] صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الصیام، باب النهی ان یخص یوم السبت بصوم، رقم: ۲۴۲۱

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کو (اس دن کا نفلی روزہ توڑنے کے لیے) کچھ نہ ملے تو انگور کا چھلکا یا درخت کی لکڑی ہی چبا لے۔''

ہاں ہفتے اور اتوار کا روزہ رکھنا آپ ﷺ سے ثابت ہے۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ يَوْمَ السَّبْتِ وَيَوْمَ الْأَحَدِ أَكْثَرَ مَا يَصُومُ مِنَ الْأَيَّامِ وَيَقُولُ: إِنَّهُمَا يَوْمَا عِيدٍ لِلْمُشْرِكِينَ فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أُخَالِفَهُمْ [1]

''رسول اللہ ﷺ ہفتہ اور اتوار کے روز دوسرے دنوں سے زیادہ روزے رکھتے تھے اور آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے یہ دونوں دن مشرکین کی عید کے دن ہیں پس میں اس بات کو اچھا سمجھتا ہوں کہ ان کی مخالفت کروں۔''

نفلی روزوں کے کچھ مسائل:

مضمون ختم کرنے سے پہلے میں چاہتا ہوں کہ نفلی روزوں سے متعلق مختصر طور پر چند مسائل بیان کر دوں۔

❁ نفلی روزے کی نیت دن کو بھی کی جا سکتی ہے۔ اگر فجر کے بعد کچھ کھایا پیا نہ ہو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ایک دن صبح نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ؟ قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا عِنْدَنَا شَيْءٌ قَالَ: فَإِنِّي صَائِمٌ قَالَتْ: فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُهْدِيَتْ لَنَا هَدِيَّةٌ - أَوْ جَاءَنَا زَوْرٌ - قَالَتْ: فَلَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أُهْدِيَتْ لَنَا هَدِيَّةٌ - أَوْ جَاءَنَا زَوْرٌ - وَقَدْ خَبَأْتُ لَكَ شَيْئًا. قَالَ: مَا

[1] حسن۔ مسند احمد الرسالۃ، تعلیق شعیب الارنؤوط، رقم: ۲۶۷۵۰

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

هُوَ؟ قُلْتُ: حَيْسٌ، قَالَ: هَاتِيهِ فَجِئْتُ بِهِ فَأَكَلَ، ثُمَّ قَالَ: قَدْ كُنْتُ أَصْبَحْتُ صَائِمًا۔[1]

''تمہارے پاس کھانے کیلئے کچھ ہے، میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمارے پاس کچھ نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر میں روزے سے ہوں جیسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکلے، ہمارے پاس کچھ کھانے کا سامان ہدیہ کے طور پر آگیا پس جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمیں کچھ ہدیہ بھیجا گیا تھا میں نے اس میں سے کچھ آپ کیلئے بچالیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا: وہ کیا چیز ہے؟ میں نے عرض کیا: حیس (حلوہ نما شیرینی) ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لاؤ چنانچہ میں وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تناول کیا اور فرمایا صبح میں روزے سے تھا۔''

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نفلی روزے کی نیت دن کو بھی ہوسکتی ہے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر باب قائم کیا ہے۔

بَابُ جَوَازِ صَوْمِ النَّافِلَةِ بِنِيَّةٍ مِنَ النَّهَارِ قَبْلَ الزَّوَالِ۔

''نفلی روزے کی دن کو زوال سے قبل نیت کرنے کا جواز''

یعنی سورج ڈھلنے سے پہلے نفلی روزے کی نیت کی جاسکتی ہے۔''

❁ ضرورت کے پیش نظر نفلی روزہ ختم بھی کیا جاسکتا ہے۔ سیدنا ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ، وَأَبِي الدَّرْدَاءِ: فَزَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَاءِ، فَرَأَى أُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَذِّلَةً، فَقَالَ لَهَا: مَا شَأْنُكِ؟ قَالَتْ: أَخُوكَ أَبُو الدَّرْدَاءِ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِي الدُّنْيَا، فَجَاءَ أَبُو الدَّرْدَاءِ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا، فَقَالَ: كُلْ قَالَ:

---

[1] صحیح مسلم۔ کتاب الصیام، باب جواز صوم النافلۃ بنیۃ من النہار قبل الزوال، رقم: ۱۱۵۴

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فَإِنِّي صَائِمٌ. قَالَ: مَا أَنَا بِآكِلٍ حَتَّى تَأْكُلَ. قَالَ: فَأَكَلَ. فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ، ذَهَبَ أَبُو الدَّرْدَاءِ يَقُومُ. قَالَ: نَمْ. فَنَامَ ثُمَّ ذَهَبَ يَقُومُ. فَقَالَ: نَمْ. فَلَمَّا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، قَالَ سَلْمَانُ: قُمِ الْآنَ فَصَلَّيَا. فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ: إِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، فَأَعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ". فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَدَقَ سَلْمَانُ[1]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہما میں (ہجرت کے بعد) بھائی چارہ کروایا تھا۔ ایک مرتبہ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ، ابودرداء رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لیے گئے تو (ان کی بیوی) سیدہ ام الدرداء رضی اللہ عنہا کو بہت پراگندہ حال میں دیکھا۔ ان سے پوچھا کہ یہ حالت کیوں بنا رکھی ہے؟ سیدہ ام الدرداء رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ تمہارے بھائی ابوالدرداء رضی اللہ عنہ ہیں جن کو دنیا کی کوئی حاجت ہی نہیں ہے پھر حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور ان کے سامنے کھانا حاضر کیا گیا اور کہا گیا کہ کھانا کھاؤ، انہوں نے کہا کہ میں تو روزے سے ہوں، اس پر سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں بھی اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک تم خود بھی شریک نہ ہو گے۔ چنانچہ وہ کھانے میں شریک ہو گئے (اور روزہ توڑ دیا) رات ہوئی تو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ عبادت کے لیے اٹھے اور اس مرتبہ بھی سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابھی سو جاؤ۔ پھر جب رات کا آخری حصہ ہوا تو سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب اٹھ جاؤ۔ چنانچہ دونوں نے نماز پڑھی۔ اس کے بعد حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہارے رب کا بھی تم پر حق ہے۔ جان کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے، اس لیے ہر حق والے کے حق کو ادا کرنا چاہیے، پھر حضرت ابو

[1] صحیح۔ بخاری کتاب الصوم، باب من اقسم علی اخیہ لیفطر فی التطوع، رقم: ۱۹۶۸

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

درداء رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلمان نے سچ کہا ہے۔"

پیچھے والی حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دن کو نفلی روزہ ختم فرمالیا تھا اور اس حدیث میں مذکور ہے کہ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کے کہنے پر نفلی روزہ ختم کر لیا پس نفلی روزے میں یہ رخصت ہے کہ کسی ضرورت کے پیش نظر اُسے ختم بھی کیا جاسکتا ہے۔

❁ اگر کوئی نفلی روزہ ختم نہ کرے اور جاری رکھے تو بھی جائز ہے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أُمِّ سُلَيْمٍ فَأَتَتْهُ بِتَمْرٍ وَسَمْنٍ، قَالَ: أَعِيدُوا سَمْنَكُمْ فِي سِقَائِهِ، وَتَمْرَكُمْ فِي وِعَائِهِ، فَإِنِّي صَائِمٌ[1]

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھجوریں اور گھی پیش کیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا، یہ گھی برتن میں رکھ لو اور یہ کھجوریں بھی واپس برتن میں ڈال لو کیونکہ میں روزے سے ہوں۔"

❁ نفلی روزہ اگر دن کو ختم کر دیا جاتا ہے تو اس کی بعد میں قضا دینا واجب نہیں ہے ہاں اگر وہ اس کی قضا دینا چاہتا ہے تو یہ اس کی مرضی پر موقوف ہے۔ سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْفَتْحِ فَتْحِ مَكَّةَ، جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَجَلَسَتْ عَنْ يَسَارِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُمُّ هَانِئٍ عَنْ يَمِينِهِ. قَالَتْ: فَجَاءَتِ الْوَلِيدَةُ بِإِنَاءٍ فِيهِ شَرَابٌ فَنَاوَلَتْهُ فَشَرِبَ مِنْهُ، ثُمَّ نَاوَلَهُ أُمَّ هَانِئٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ. فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، " لَقَدْ

[1] صحیح بخاری۔ کتاب الصوم، باب من زار قوما فلم یفطر عندہم، رقم: ۱۹۸۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

أَفْطَرْتُ وَكُنْتُ صَائِمَةً. فَقَالَ لَهَا: أَكُنْتِ تَقْضِينَ شَيْئًا، قَالَتْ: لَا. قَالَ: فَلَا يَضُرُّكِ إِنْ كَانَ تَطَوُّعًا".

''فتح مکہ کا دن تھا، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں جانب بیٹھ گئیں اور میں دائیں جانب بیٹھی، اس کے بعد ایک لونڈی برتن میں کوئی پینے کی چیز لائی اور اس نے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کی، آپ نے اس میں سے نوش فرمایا، پھر وہ برتن مجھے دے دیا، میں نے بھی پیا، پھر میں نے پوچھا: اللہ کے رسول! میں تو روزے سے تھی لیکن میں نے روزہ توڑ دیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم کسی روزے کی قضاء دے رہی تھیں؟'' جواب دیا نہیں، فرمایا: ''اگر نفلی روزہ تھا تو تجھے کوئی نقصان نہیں۔''[1]

عورت کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَصُومُ الْمَرْأَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ[2]

''اگر شوہر گھر پر موجود ہو تو کوئی عورت اس کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ نہ رکھے۔''

سنن ابی داوٗد کی حدیث میں موجود ہے ایک دفعہ ایک ایسا معاملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا کہ میاں بیوی کا نفلی روزوں پر جھگڑا تھا سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے، کہنے لگی: اللہ کے رسول! میرے شوہر صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ ہیں، میں جب نماز پڑھتی ہوں تو مجھے مارتے ہیں، اور روزہ رکھتی ہوں تو روزہ تڑوا دیتے ہیں، اور خود فجر سورج نکلنے سے پہلے نہیں پڑھتے۔ صفوان رضی اللہ عنہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

[1] صحیح۔ سنن ابی داوٗد للالبانی، کتاب الصیام، باب فی الرخصۃ فی ذلک، رقم: ۲۴۵۶

[2] صحیح بخاری۔ کتاب النکاح، باب صوم المراۃ باذن زوجہا تطوعا، رقم: ۵۱۹۲

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

موجود تھے، تو آپ ﷺ نے ان سے ان باتوں کے متعلق پوچھا جوان کی بیوی نے بیان کی تھیں انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! اس کا یہ الزام کہ نماز پڑھنے پر میں اسے مارتا ہوں تو بات یہ ہے کہ یہ دو دو سورتیں پڑھتی ہے جب کہ میں نے اسے (دو دو سورتیں پڑھنے سے) منع کر رکھا ہے:

آپ ﷺ نے فرمایا:

وَكَانَتْ سُورَةٌ وَاحِدَةٌ لَكَفَتِ النَّاسَ۔

''لوگ اگر ایک ہی سورت پڑھ لیں تب بھی کافی ہے۔''

صفوان رضی اللہ عنہ نے مزید کہا کہ اور اس کا یہ کہنا کہ میں اس سے روزہ افطار کرا دیتا ہوں تو یہ روزہ رکھتی چلی جاتی ہے، میں جوان آدمی ہوں صبر نہیں کر پاتا، تو رسول اللہ ﷺ نے اس دن فرمایا:

لَا تَصُومُ امْرَأَةٌ إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا۔

کوئی عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر (نفلی روزہ) نہ رکھے۔

رہی اس کی یہ بات کہ میں سورج نکلنے سے پہلے نماز نہیں پڑھتا تو ہم اس گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں جس کے بارے میں سب جانتے ہیں کہ سورج نکلنے سے پہلے ہم اٹھ ہی نہیں پاتے آپ ﷺ نے فرمایا:

فَإِذَا اسْتَيْقَظْتَ فَصَلِّ۔[1]

''جب بھی جاگو نماز پڑھ لیا کرو۔''

نفلی روزے ہماری ایمانی اور روحانی قوت بڑھاتے ہیں اور نفس مشقت کا عادی ہو جاتا ہے اور جب نفس مشقت کا عادی ہو جاتا ہے تب مہینہ بھر کے روزے طبیعت پر آسان ہو جاتے ہیں اللہ ہمارے رمضان کے روزے قبول فرمائے اور ہماری طبیعت میں نفلی روزوں کا میلان پیدا فرمادے اس لئے کہ نیکی بھی اللہ کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

❀❀❀

[1] صحیح۔ سنن ابی داؤد للالبانی، کتاب الصیام، باب المرأۃ تصوم بغیر اذن زوجھا، رقم: ۲۴۵۹

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

رمضان کے امتیازی فضائل

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رمضان المبارک کو اللہ تعالیٰ نے بعض ایسے فضائل کے ساتھ ممتاز کیا ہے جو دیگر مہینوں کو حاصل نہیں ہیں۔ رمضان کے گراں قیمت مہینہ سے فائدہ اٹھانے کی خواہش رکھنے والے افراد کیلئے آج کا مضمون انشاء اللہ نفع بخش ثابت ہوگا۔ اس مضمون میں ہم رمضان المبارک کے تین بڑے امتیازی فضائل کا ذکر کریں گے۔

(ا) رمضان اور آسمان کے دروازے: (فُتِحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ):

رمضان المبارک کے فضائل میں ایک چیز یہ بھی شامل ہے کہ اس مہینہ میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور سارا مہینہ یہ دروازے کھلے رہتے ہیں اور کسی مہینہ کو یہ فضیلت حاصل نہیں ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فُتِحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ[1]

"جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں سے جکڑ دیا جاتا ہے۔"

رمضان کے علاوہ اور کوئی ایسا مہینہ نہیں ہے جس میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہوں ہاں بعض اعمال ایسے ضرور ہیں جن کی ادائیگی پر خاص اس بندے کیلئے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اعمال صالحہ کی خواہش رکھنے والے نیکی کے متلاشی کے لئے ایسے اعمال کی معرفت یقیناً نفع کا باعث ہوگی اس لئے کہ آسمان کے دروازوں کا کھلنا اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی دلیل ہے اور وہ آدمی خوش

[1] صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب ہل یقال رمضان أو شہر رمضان، رقم: ۱۸۹۹

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نصیب ہے جس کے اعزاز میں آسمان کے دروازے کھول دیے جائیں اور وہ آدمی بد نصیب ہے جس کے لئے آسمان کے دروازے بند کر دیے جائیں۔

اور آج ہم چند ایسے خوش نصیب افراد کا تذکرہ کریں گے جن کے اعزاز میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور وہ اللہ کے لطف و کرم کی بارش سے فیض یاب ہوتے ہیں۔

(۱) اللہ کی کبریائی بیان کرنے والا:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: اللهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا، وَسُبْحَانَ اللهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مِنَ الْقَائِلُ كَلِمَةَ كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَنَا، يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: عَجِبْتُ لَهَا، فُتِحَتْ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَمَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ذَلِكَ[1]

''ایک بار ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے، اسی دوران ایک شخص نے کہا: اللهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا، وَسُبْحَانَ اللهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ''اللہ بہت بڑائی والا ہے، اور ساری تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں اور پاکی ہے اللہ تعالیٰ کے لیے صبح و شام''، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سنا تو) پوچھا: ''ایسا کلمہ کہنے والا کون ہے؟'' لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا: میں نے کہا ہے، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''میں اس کلمے کو سن کر حیرت میں پڑ گیا، اس کلمے کے لیے آسمان

[1] صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب مایقال بین تکبیرۃ الاحرام والقراءۃ، رقم: ۶۰۱

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کے دروازے کھول دیئے گئے۔" سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سنی ہے میں نے ان کا پڑھنا کبھی نہیں چھوڑا ہے۔"

سنن نسائی کی حدیث میں ان کلمات کی فضیلت ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

قَامَ رَجُلٌ خَلْفَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ: اللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا. فَقَالَ: نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ صَاحِبُ الْكَلِمَةِ" فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ. فَقَالَ: "لَقَدِ ابْتَدَرَهَا اثْنَا عَشَرَ مَلَكًا"[1]

"ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہوکر پڑھا: اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا "اللہ بہت بڑا ہے، اور میں اسی کی بڑائی بیان کرتا ہوں، تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اور میں اسی کی خوب تعریف کرتا ہوں، اللہ کی ذات پاک ہے، اور میں صبح وشام اس کی ذات کی پاکی بیان کرتا ہوں" تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "یہ کلمات کس نے کہے ہیں؟" اس آدمی نے عرض کیا: اللہ کے نبی! میں نے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے بارہ فرشتوں کو اس کی طرف سبقت کرتے ہوئے دیکھا ہے۔"

معلوم ہوا ان کلمات کے ساتھ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تعریف کرنے والے کو دو فضیلتیں حاصل ہوتیں ہیں پہلی فضیلت یہ ہے کہ فرشتے اس کی طرف رغبت کرتے ہیں اور دوسری فضیلت یہ کہ اس کیلئے آسمان کے دروزے کھول دیئے جاتے ہیں۔

[1] صحیح۔ سنن نسائی للالبانی، کتاب الافتتاح، باب القول الذی یفتتح بہ الصلاۃ، رقم: ۸۸۵

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خلوص دل سے لا الہ الا اللہ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا قَالَ عَبْدٌ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَطُّ مُخْلِصًا إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ حَتّٰى تُفْضِيَ إِلَى الْعَرْشِ مَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ[1]

"جب بھی کوئی بندہ خلوص دل سے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے اور کبائر سے بچتا ہے تو اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، اور یہ کلمہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ عرش تک جا پہنچتا ہے۔"

کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کو وردِ زبان بنا لینے سے جہاں بندہ توحید کا اقرار کرتا ہے وہاں اس کے لئے آسمان کے دروازے بھی کھل جاتے ہیں اور اس کا یہ عمل اس کا رشتہ عرش عظیم کے رب سے مضبوط کر دیتا ہے اس لئے کہ اس کا یہ عمل عرش تک رسائی رکھتا ہے۔

ظہر سے پہلے چار رکعات:

جو آدمی نمازِ ظہر سے قبل چار رکعات ایک سلام کے ساتھ ادا کرتا ہے اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ لَيْسَ فِيهِنَّ تَسْلِيمٌ تُفْتَحُ لَهُنَّ أَبْوَابُ السَّمَاءِ[2]

"ظہر سے پہلے کی چار رکعتیں، جن کے درمیان سلام نہیں ہے، ایسی ہیں کہ ان کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔"

اور ترمذی کی حدیث میں موجود ہے سیدنا عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

---

[1] حسن۔ سنن الترمذی للالبانی، ابواب الدعوات، باب دعاء ام سلمۃ، رقم: ۳۵۹۰

[2] حسن۔ سنن ابی داؤد للالبانی، کتاب تفریع ابواب التطوع و رکعات السنۃ، باب الاربع قبل الظہر و بعدھا، رقم: ۱۲۷۰

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ "يُصَلِّي أَرْبَعًا بَعْدَ أَنْ تَزُولَ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَقَالَ: إِنَّهَا سَاعَةٌ تُفْتَحُ فِيهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَأُحِبُّ أَنْ يَصْعَدَ لِي فِيهَا عَمَلٌ صَالِحٌ"[1]

''رسول اللہ ﷺ سورج ڈھل جانے کے بعد ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے، اور فرماتے: ''یہ ایسا وقت ہے جس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ میرا نیک عمل اس میں اوپر چڑھے۔''

ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے منتظر لوگ:

دنیا میں خوبصورت ترین وقت وہ ہے جو اللہ کے حضور عبادت میں گزرے اور دنیا میں بہترین انتظار وہ ہے جو نماز کی ادائیگی کیلئے انتظار ہو نماز کیلئے منتظر لوگ اللہ کو بڑے محبوب ہیں ایسے لوگوں کا ذکر اللہ تعالیٰ اپنے مقربین فرشتوں میں کرتے ہیں سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ، فَرَجَعَ مَنْ رَجَعَ، وَعَقَّبَ مَنْ عَقَّبَ، فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْرِعًا قَدْ حَفَزَهُ النَّفَسُ، وَقَدْ حَسَرَ عَنْ رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ: "أَبْشِرُوا، هَذَا رَبُّكُمْ قَدْ فَتَحَ بَابًا مِنْ أَبْوَابِ السَّمَاءِ يُبَاهِي بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ، يَقُولُ: "انْظُرُوا إِلَى عِبَادِي قَدْ قَضَوْا فَرِيضَةً، وَهُمْ يَنْتَظِرُونَ أُخْرَى"[2]

''ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی، کچھ لوگ واپس چلے گئے، اور کچھ لوگ پیچھے مسجد میں رہ گئے، اتنے میں رسول

---

[1] صحیح۔سنن الترمذی للالبانی، ابواب الوتر، باب ما جاء فی الصلاۃ عند الزوال، رقم: ۴۷۸

[2] صحیح۔سنن ابن ماجہ للالبانی، کتاب المساجد والجماعات، باب لزوم المساجد وانتظار الصلاۃ، رقم: ۸۰۱

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیزی کے ساتھ آئے، آپ کا سانس پھول رہا تھا، اور آپ کے دونوں گھٹنے کھلے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خوش ہو جاؤ! یہ تمہارا رب ہے، اس نے آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھول دیا، اور تمہارا ذکر فرشتوں سے فخریہ فرما رہا ہے اور کہہ رہا ہے: فرشتو! میرے بندوں کو دیکھو، ان لوگوں نے ایک فریضے کی ادائیگی کر لی ہے، اور دوسرے کا انتظار کر رہے ہیں۔''

نماز کا انتظار خطاؤں کو مٹانے اور نیکیوں کو بڑھانے والا عمل ہے سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يُكَفِّرُ اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا، وَيَزِيدُ بِهِ فِي الْحَسَنَاتِ "؟ قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: " إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ[1]

''کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹا دیتا اور نیکیوں میں اضافہ کرتا ہے؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: اللہ کے رسول! ضرور بتایئے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ناپسندیدگی کے باوجود مکمل وضو کرنا اور مسجدوں کی جانب زیادہ قدم اُٹھانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔''

پاکیزہ روح کیلئے آسمان کا دروازہ:

جو لوگ تقویٰ کی راہ پر چلتے ہوئے پاکیزہ زندگی بسر کرتے ہیں بوقت وفات ان کی روح کو نہایت عزت و احترام سے آسمان کی طرف لے جایا جاتا ہے اور اس کیلئے آسمان کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

[1] حسن صحیح۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ وسننہا، باب ما جاء فی اسباغ الوضوء، رقم: ۴۲۷

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلْمَيِّتُ تَحْضُرُهُ الْمَلَائِكَةُ , فَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَالِحًا , قَالُوا: اخْرُجِي أَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ, كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الطَّيِّبِ, اخْرُجِي حَمِيدَةً, وَأَبْشِرِي بِرَوْحٍ وَرَيْحَانٍ وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ, فَلَا يَزَالُ يُقَالُ لَهَا ذَلِكَ حَتَّى تَخْرُجَ, ثُمَّ يُعْرَجُ بِهَا إِلَى السَّمَاءِ, فَيُفْتَحُ لَهَا , فَيُقَالُ: مَنْ هَذَا؟ فَيَقُولُونَ: فُلَانٌ , فَيُقَالُ: مَرْحَبًا بِالنَّفْسِ الطَّيِّبَةِ , كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الطَّيِّبِ , ادْخُلِي حَمِيدَةً , وَأَبْشِرِي بِرَوْحٍ وَرَيْحَانٍ وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ , فَلَا يَزَالُ يُقَالُ لَهَا ذَلِكَ حَتَّى يُنْتَهَى بِهَا إِلَى السَّمَاءِ الَّتِي فِيهَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ , وَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ السُّوءُ, قَالَ: اخْرُجِي أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيثَةُ , كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الْخَبِيثِ , اخْرُجِي ذَمِيمَةً , وَأَبْشِرِي بِحَمِيمٍ وَغَسَّاقٍ وَآخَرَ مِنْ شَكْلِهِ أَزْوَاجٌ, فَلَا يَزَالُ يُقَالُ لَهَا ذَلِكَ حَتَّى تَخْرُجَ, ثُمَّ يُعْرَجُ بِهَا إِلَى السَّمَاءِ, فَلَا يُفْتَحُ لَهَا, فَيُقَالُ: مَنْ هَذَا؟ فَيُقَالُ: فُلَانٌ , فَيُقَالُ: لَا مَرْحَبًا بِالنَّفْسِ الْخَبِيثَةِ , كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الْخَبِيثِ , ارْجِعِي ذَمِيمَةً , فَإِنَّهَا لَا تُفْتَحُ لَكِ أَبْوَابُ السَّمَاءِ, فَيُرْسَلُ بِهَا مِنَ السَّمَاءِ ثُمَّ, تَصِيرُ إِلَى الْقَبْرِ[1]

”مرنے والے کے پاس فرشتے آتے ہیں، اگر وہ نیک ہوتا ہے تو کہتے ہیں: نکل اے پاک جان! جو کہ ایک پاک جسم میں تھی، نکل، تو لائق تعریف ہے، اور خوش ہو جا، اللہ کی رحمت و ریحان سے اور ایسے رب سے جو تجھ سے ناراض نہیں ہے، اس سے برابر یہی کہا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ نکل پڑتی ہے، پھر اس کو آسمان کی طرف لے جایا جاتا ہے، اس کے لیے آسمان کا دروازہ کھولتے ہوئے پوچھا جاتا ہے کہ یہ کون ہے؟ فرشتے

[1] صحیح۔ سنن ابن ماجہ للالبانی، کتاب الزہد، باب ذکر الموت والاستعداد لہ، رقم: ۴۲۶۲

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کہتے ہیں کہ یہ فلاں ہے، کہا جاتا ہے: خوش آمدید! پاک جان جو کہ ایک پاک جسم میں تھی، تو داخل ہو جا، تو نیک ہے اور خوش ہو جا اللہ کی رحمت و ریحان (خوشبو) سے، اور ایسے رب سے جو تجھ سے ناخوش نہیں، اس سے برابر یہی کہا جاتا ہے یہاں تک کہ روح اس آسمان تک پہنچ جاتی ہے جس کے اوپر اللہ عزوجل ہے، اور جب کوئی برا شخص ہوتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے: نکل اے ناپاک نفس، جو ایک ناپاک بدن میں تھی، نکل تو بری حالت میں ہے، خوش ہو جا گرم پانی اور پیپ سے، اور اس جیسی دوسری چیزوں سے، اس سے برابر یہی کہا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ نکل جاتی ہے، پھر اس کو آسمان کی طرف لے جایا جاتا ہے، لیکن اس کے لیے دروازہ نہیں کھولا جاتا، پوچھا جاتا ہے کہ یہ کون ہے؟ جواب ملتا ہے: یہ فلاں ہے، کہا جاتا ہے: ناپاک روح کے لیے کوئی خوش آمدید نہیں، جو کہ ناپاک بدن میں تھی، لوٹ جا اپنی بری حالت میں، تیرے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے، اس کو آسمان سے چھوڑ دیا جاتا ہے پھر وہ قبر میں آجاتی ہے۔"[1]

رمضان اور جنت کے دروازے (فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ):

جس طرح رمضان المبارک میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اسی طرح اس مہینہ میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور سارا مہینہ کھلے رہتے ہیں آپ ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ[1]

"جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے

---

[1] صحیح بخاری۔ کتاب بدء الخلق، باب صفة ابلیس وجنوده، رقم: ۳۲۷۷

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں سے جکڑ دیا جاتا ہے۔"

جیسے بعض خاص اعمال سے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اسی طرح بعض اعمال کی بدولت جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں چند ایسے اعمال ملاحظہ فرمائیے جو جنت کے دروازوں کیلئے کنجی کی حیثیت رکھتے ہیں:

وضوء کے بعد کلمہ شہادت کی ادائیگی:

جو بندہ اچھے انداز سے کامل وضو کر کے کلمہ شہادت پڑھ کے توحید ورسالت کی گواہی دیتا ہے اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ ثُمَّ يَقُولُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ[1]

"جو مسلمان بھی اچھی طرح سے وضو کرے پھر أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے، اور رسول ہیں" تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے جس دروازے سے چاہے وہ داخل ہو جائے۔"

ترمذی کی حدیث میں اتنا اضافہ ہے:

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنا کام خود کرتے تھے اور باری باری اونٹوں کو چراتے تھے، ایک دن اونٹ چرانے کی میری باری آئی، میں انہیں شام کے وقت واپس لے کر آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس

[1] صحیح۔ سنن ابن ماجہ للالبانی، کتاب الطہارۃ وسننھا، باب مایقال بعد الوضوء، رقم: ۴۷۰

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حال میں پایا کہ آپ لوگوں سے خطاب فرما رہے تھے، میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ، ثُمَّ يَقُومُ فَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ يُقْبِلُ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ إِلَّا قَدْ أَوْجَبَ.

''تم میں سے جو شخص بھی وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے، پھر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پوری توجہ اور حضورِ قلب کے ساتھ ادا کرے تو اس نے (اپنے اوپر جنت) واجب کر لی۔''

میں نے کہا: واہ واہ یہ کیا ہی اچھی (بشارت) ہے، اس پر میرے سامنے موجود شخص نے کہا: عقبہ! جو بات رسول اللہ ﷺ نے اس سے پہلے فرمائی، وہ اس سے بھی زیادہ عمدہ تھی، میں نے دیکھا تو وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے، عرض کیا: ابو حفص! وہ کیا تھی؟ انہوں نے کہا: تمہارے آنے سے پہلے ابھی رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ ثُمَّ يَقُولُ حِينَ يَفْرُغُ مِنْ وُضُوئِهِ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ، يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ[1]

''تم میں سے جو شخص بھی اچھی طرح وضو کرے، پھر وضو سے فارغ ہونے کے بعد یہ دعا پڑھے: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ''میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں'' تو اس کے لیے جنت

[1] صحیح۔ سنن ابی داود للالبانی، کتاب الطہارۃ، باب مایقول الرجل اذا توضاء، رقم: ۱۶۹

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کے آٹھوں دروازے کھول دیے جائیں گے، وہ جس دروازے سے چاہے داخل ہوجائے۔"

ترمذی کی حدیث میں اتنا اضافہ ہے:

مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ، فُتِحَتْ لَهُ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ[1]

"جو وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر یوں کہے: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں میں سے بنا دے" تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں وہ جس سے بھی چاہے جنت میں داخل ہوجائے۔"

اعمال صالحہ:

بعض اعمال صالحہ کو جنت کے دروازے قرار دیا گیا ہے اور ان اعمال پر محافظت کرنے والے کو جنت کے دروازوں سے آواز دے کر بلایا جائے گا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ نُودِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ: يَا عَبْدَ اللَّهِ، هَذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ

[1] صحیح۔ سنن الترمذی للالبانی، ابواب الطہارۃ، باب ما یقال بعد الوضوء، رقم: ۵۵

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ". فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ، مَا عَلَى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ، فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا. قَالَ: نَعَمْ، وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ![1]

''جو اللہ کے راستے میں دو چیزیں خرچ کرے گا اسے فرشتے جنت کے دروازوں سے بلائیں گے کہ اے اللہ کے بندے! یہ دروازہ اچھا ہے پھر جو شخص نمازی ہوگا اسے نماز کے دروازہ سے بلایا جائے گا جو مجاہد ہوگا اسے جہاد کے دروازے سے بلایا جائے جو روزہ دار ہوگا اسے ''باب الریان'' سے بلایا جائے گا اور جو زکوۃ ادا کرنے والا ہوگا اسے زکوۃ کے دروازہ سے بلایا جائے گا۔ اس پر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جو لوگ ان دروازوں (میں سے کسی ایک دروازہ) سے بلائے جائیں گے مجھے ان سے بحث نہیں لیکن کیا کوئی ایسا بھی ہوگا جسے ان سب دروازوں سے بلایا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اور مجھے امید ہے کہ آپ بھی ان ہی میں سے ہوں گے۔''

اس حدیث سے جنت کے چار دروزوں کے نام بھی معلوم ہوئے اور پیچھے گزرا کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں چنانچہ جنت کے ایک دروازے کا نام باب الصلاۃ ہے جس سے وہ مومنین گزریں گے جو نماز سے محبت کرنے والے اور اسے خشوع وخضوع سے ادا کرنے والے ہوں گے اور جہاد فی سبیل اللہ میں اپنے جسم وجاں کو قربان

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب الریان للصائمین، رقم: ۱۸۹۷

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کرنے والے باب الجہاد سے داخل ہوں گے روزہ داروں کے لئے باب الریان منتظر ہوگا اور صدقہ وخیرات سے محبت کرنے والے اور اللہ کی راہ میں اپنا مال قربان کرنے والے باب الصدقہ سے داخل ہوں گے اور کچھ لوگ ایمان وصالحیت کے اس بلند مقام پر فائز ہوں گے کہ جنت کے سب دروازوں سے انہیں آواز دی جائے گی ایسے قابل رشک افراد میں رسول اللہ ﷺ کے سفر وحضر کے ساتھی اور رفیق سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں اللہ ان پر رحمتیں نازل فرماتے۔

جنت کے دروازے تلواروں کے سائے تلے ہیں:

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک دفعہ مجلس میں یہ بات بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ أَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ ". فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ رَثُّ الْهَيْئَةِ: أَأَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُهُ؛ قَالَ: نَعَمْ. فَرَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ. فَقَالَ: أَقْرَأُ عَلَيْكُمُ السَّلَامَ. وَكَسَرَ جَفْنَ سَيْفِهِ فَضَرَبَ بِهِ حَتَّى قُتِلَ[1]

”بیشک جنت کے دروازے تلواروں کی چھاؤں میں ہیں“، قوم میں سے ایک پراگندہ ہیئت شخص نے پوچھا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے اس کو بیان کرتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، چنانچہ وہ آدمی لوٹ کر اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور بولا: میں تم سب کو سلام کرتا ہوں، پھر اس نے اپنی تلوار کا نیام توڑ دیا اور جنگ میں شامل ہوگیا یہاں تک کہ وہ شہید ہوگیا۔“

[1] صحیح۔ سنن الترمذی للالبانی، ابواب فضائل الجہاد، باب ماذکر ان ابواب الجنۃ تحت ظلال السیوف، رقم: ۱۶۵۹

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی راہ میں جہاد کا راستہ وہ روشن شاہراہ ہے جو سیدھی جنت کے دروازے تک جاتی ہے اوراس راہ پر چلنے والا جنت کے گیٹ تک پہنچ جاتا ہےاور بروز محشر جنت کے دربان ان لوگوں کا استقبال کریں گے۔

اولاد کی وفات پرصبر:

جس کے تین نابالغ بچے فوت ہوگئے وہ لوگ بھی جنت کے دروازے پر پہنچ جائیں گے جن کی نابالغ اولاد فوت ہوگئی اورانہوں نے اس پرصبر کیااوراللہ کی رضا پر راضی ہوگئے،اولاد اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہےاس کی حقیقی قدر سے وہی آشنا ہو سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اولاد جیسی نعمت سے محروم رکھا ہو یا اسے اولاد دے کر واپس لے لی ہو سیدنا عتبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: " مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ لَهُ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ إِلَّا تَلَقَّوْهُ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ دَخَلَ "[1]

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:” جس مسلمان کے تین بچے (بلوغت سے پہلے) فوت ہو جائیں تو وہ اس کا جنت کے آٹھوں دروازوں سے استقبال کریں گے،جس میں سے چاہے وہ داخل ہوجائے۔“

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے فوت ہونے والے بچے جنتی ہیں اور والد کو اختیار ہوگا کہ جنت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہوجائے اس لئے کہ اولاد کی وفات بندے کو دل گرفتہ کر دیتی ہے اوراس پرصبر کا بدلہ جنت ہے سنن نسائی کی ایک روایت سے اس مسئلہ کی مزید وضاحت ہوتی ہے۔سیدنا قرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

[1] حسن۔سنن ابن ماجۃ للالبانی،کتاب الجنائز،باب ماجاء فی ثواب من أصیب بولدہ،رقم:۱۶۰۴

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ يَجْلِسُ إِلَيْهِ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ وَفِيهِمْ رَجُلٌ لَهُ ابْنٌ صَغِيرٌ، يَأْتِيهِ مِنْ خَلْفِ ظَهْرِهِ فَيُقْعِدُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَهَلَكَ، فَامْتَنَعَ الرَّجُلُ أَنْ يَحْضُرَ الْحَلْقَةَ لِذِكْرِ ابْنِهِ فَحَزِنَ عَلَيْهِ، فَفَقَدَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: "مَا لِي لَا أَرَى فُلَانًا"، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، بُنَيُّهُ الَّذِي رَأَيْتَهُ هَلَكَ، فَلَقِيَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنْ بُنَيِّهِ، فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ هَلَكَ، فَعَزَّاهُ عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: "يَا فُلَانُ أَيُّمَا كَانَ أَحَبُّ إِلَيْكَ أَنْ تَمَتَّعَ بِهِ عُمُرَكَ أَوْ لَا تَأْتِي غَدًا إِلَى بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ إِلَّا وَجَدْتَهُ قَدْ سَبَقَكَ إِلَيْهِ يَفْتَحُهُ لَكَ"، قَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، بَلْ يَسْبِقُنِي إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُهَا لِي لَهُوَ أَحَبُّ إِلَيَّ قَالَ: "فَذَاكَ لَكَ"[1]

''نبی اکرم ﷺ جب بیٹھتے تو آپ کے صحابہ کی ایک جماعت بھی آپ کے پاس بیٹھتی، ان میں ایک ایسے آدمی بھی ہوتے جن کا ایک چھوٹا بچہ ان کی پیٹھ کے پیچھے سے آتا، تو وہ اسے اپنے سامنے (گود میں) بٹھا لیتے (کچھ دنوں بعد) وہ بچہ فوت ہو گیا، تو اس آدمی نے اپنے بچے کی یاد میں مجلس میں آنا بند کر دیا، اور رنجیدہ رہنے لگا، (جب) نبی اکرم ﷺ نے اسے مجلس میں نہ پایا تو پوچھا: ''کیا بات ہے؟ میں فلاں کو نہیں دیکھ رہا ہوں؟'' لوگوں نے کہا: اللہ کے رسول! اس کا ننھا بچہ جسے آپ نے دیکھا تھا فوت ہو گیا ہے، چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے اس سے ملاقات کی، (اور) اس کے بچے کے بارے میں پوچھا، تو اس نے بتایا کہ وہ فوت ہو گیا ہے آپ نے اس کی (موت کی خبر) پر اس کی تعزیت کی، پھر فرمایا:

[1] صحیح سنن نسائی للالبانی، کتاب الجنائز، باب فی التعزیہ، رقم: ۲۰۸۸

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''اے فلاں! تجھے کون سی بات زیادہ پسند ہے؟ یہ کہ تم اس سے عمر بھر فائدہ اٹھاتے یا یہ کہ (جب) تم قیامت کے دن جنت کے کسی دروازے پر جاؤ تو اسے اپنے سے پہلے پہنچا ہوا پاؤ، وہ تمہارے لیے اسے کھول رہا ہو؟'' تو اس نے کہا: اللہ کے نبی! مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ وہ جنت کے دروازے پر مجھ سے پہلے پہنچے، اور میرے لیے دروازہ کھول رہا ہو، آپ نے فرمایا: ''تمہارے لیے ایسا (ہی) ہوگا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بشارت ایک بچے کی وفات پر دی ہے معلوم ہوا جس کا ایک بچہ بھی فوت ہوگیا اور اس نے صبر کیا اللہ کے فیصلے پر راضی رہا تو اس کے لئے جنت کے دروازوں پر اس کا بچہ استقبال کرے گا۔

سوموار اور جمعرات کو جنت کے دروازے:

ہر سوموار اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھلتے ہیں اور موحدین کی مغفرت کا اعلان ہوتا ہے یہ عقیدہ توحید پر گامزن رہنے اور شرک سے اجتناب کرنے والوں کے لئے اعزاز ہے۔ ہاں ان افراد کی مغفرت نہیں ہوتی جو آپس میں بغض رکھنے والے ہیں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ كُلَّ يَوْمِ اثْنَيْنِ وَخَمِيسٍ فَيُغْفَرُ فِي ذَلِكَ الْيَوْمَيْنِ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا إِلَّا مَنْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ، فَيُقَالُ: أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا "[1]

''ہر سوموار اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں پھر ان دنوں میں ہر اس بندے کی مغفرت کی جاتی ہے، جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا البتہ اس بندے کی نہیں جس کے درمیان اور اس کے

[1] صحیح۔ سنن ابی داؤد للالبانی، کتاب الادب، باب فیمن یہجر اخاہ المسلم، رقم: ۴۹۱۶)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بھائی کے درمیان دشمنی اور رقابت ہو، چنانچہ کہا جاتا ہے: ان دونوں (کی مغفرت) کو ابھی رہنے دو جب تک کہ یہ صلح نہ کر لیں۔"

اپنے بھائی سے بغض رکھنا اور اس سے قطع تعلقی کرنا اس قدر سنگین گناہ ہے کہ اس کی مغفرت میں رکاوٹ بن جاتا ہے اور اگر اس حال میں موت آ جائے تو بندہ جہنم میں داخل ہو جائے گا آپ ﷺ کا فرمانِ گرامی ہے:

لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ[1]

"کسی مسلمان کے لیے درست نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے، لہٰذا جو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے پھر وہ مر جائے تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔"

بغض وعداوت کا پیمانہ قطع تعلقی کا وقت بڑھنے سے بھرتا چلا جاتا ہے اس لئے قطع تعلقی کی زیادہ سے زیادہ مدت تین دن تک رکھی گئی ہے۔ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هَذَا وَيُعْرِضُ هَذَا، وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ".[2]

"کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ اپنے کسی بھائی سے تین دن سے زیادہ ملاقات چھوڑے، اس طرح کہ جب دونوں کا سامنا ہو جائے تو یہ بھی منہ پھیر لے اور وہ بھی منہ پھیر لے اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔"

---

[1] صحیح سنن ابی داؤد للالبانی، کتاب و باب مذکورہ، رقم: ۴۹۱۴

[2] صحیح بخاری۔ کتاب الادب، باب الهجرة، رقم: ۶۰۷۷

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور قطع تعلقی کا وقت دراز ہونے سے نہ صرف عداوت و دشمنی کی خلیج بڑھتی ہے بلکہ گناہ کی سنگینی بھی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اگر اسی کیفیت میں ایک سال گزر جائے تو یہ عمل کس درجہ میں داخل ہوجاتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ هَجَرَ أَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفْكِ دَمِهِ[1]

''جس نے اپنے بھائی سے ایک سال تک قطع تعلقی رکھی تو یہ اس کے خون بہانے کی طرح ہے۔''

جنت کا دروازہ باب الایمن:

جنت کے ایک دروازے کا نام ''باب الایمن'' ہے جس کی چوڑائی اس قدر وسیع ہے جتنا مکہ شہر سے لے کر ملک شام کے شہر بصریٰ تک کا فاصلہ ہے اور یہ فاصلہ ۱۲۵۰ کلومیٹر ہے۔ یعنی جنت کا دروازہ باب الایمن ۱۲۵۰ کلومیٹر چوڑا ہے اس دروازہ سے داخل ہونے والے لوگ دیگر لوگوں سے اس اعتبار سے ممتاز ہیں کہ یہ بلا حساب وکتاب جنت میں داخل ہوں گے ان کا کوئی محاسبہ اور کوئی حساب وکتاب نہیں ہوگا حدیث شفاعت میں مذکور ہے قیامت کے روز جب لوگ مختلف انبیاء سے ہوتے ہوئے آپ ﷺ کے پاس آئیں گے تو ان الفاظ میں گزارش کریں گے:

يَا مُحَمَّدُ، أَنْتَ رَسُولُ اللهِ وَخَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ، وَقَدْ غَفَرَ اللهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ. فَأَنْطَلِقُ فَآتِي تَحْتَ الْعَرْشِ، فَأَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّي عَزَّ وَجَلَّ، ثُمَّ يَفْتَحُ اللهُ عَلَيَّ مِنْ مَحَامِدِهِ، وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلَى أَحَدٍ قَبْلِي، ثُمَّ يُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ، ارْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَهْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ. فَأَرْفَعُ رَأْسِي، فَأَقُولُ: أُمَّتِي يَا رَبِّ، أُمَّتِي يَا رَبِّ، أُمَّتِي يَا رَبِّ. فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ، أَدْخِلْ مِنْ

[1] صحیح۔ سنن ابی داود للالبانی، کتاب الادب، باب فیمن یہجر اخاہ المسلم، رقم: ۴۹۱۵

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

أُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْأَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيمَا سِوَى ذَلِكَ مِنَ الْأَبْوَابِ، ثُمَّ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَحِمْيَرَ. أَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرَى".[1]

''اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ اللہ کے رسول اور سب سے آخری پیغمبر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے ہیں، اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ آپ خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ ہم کس حالت کو پہنچ چکے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ آخر میں آگے بڑھوں گا اور عرش کے نیچے پہنچ کر اپنے رب عزوجل کے لیے سجدہ میں گر پڑوں گا، پھر اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی حمد اور حسن ثناء کے دروازے کھول دے گا کہ مجھ سے پہلے کسی کو وہ طریقے اور وہ محامد نہیں بتائے تھے۔ پھر کہا جائے گا، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اپنا سر اٹھایئے، مانگئے آپ کو دیا جائے گا۔ شفاعت کیجئے، آپ کی شفاعت قبول ہو جائے گی۔ اب میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا۔ اے میرے رب! میری امت، اے میرے رب! میری امت کہا جائے گا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اپنی امت کے ان لوگوں کو جن پر کوئی حساب نہیں ہے، جنت کے دائیں جانب والے دروازے سے داخل کیجئے ویسے انہیں اختیار ہے، جس دروازے سے چاہیں دوسرے لوگوں کے ساتھ داخل ہو سکتے ہیں۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ جنت کے دروازے کے دونوں کناروں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور حمیر میں ہے یا جتنا مکہ اور بصریٰ میں ہے۔''

---

[1] صحیح بخاری۔ کتاب تفسیر القرآن، باب ذریۃ من حملنا مع نوح انہ کان عبدا شکورا، رقم: ۴۷۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باب الایمن سے بلا حساب و کتاب جنت میں داخل ہونے والے ان افراد کو یہ فضیلت کن اعمال کی وجہ سے ملے گی صحیح بخاری کی ایک روایت میں اس کی وضاحت موجود ہے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ فَجَعَلَ النَّبِيُّ وَالنَّبِيَّانِ يَمُرُّونَ مَعَهُمُ الرَّهْطُ، وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ حَتَّى رُفِعَ لِي سَوَادٌ عَظِيمٌ، قُلْتُ: مَا هَذَا أُمَّتِي هَذِهِ ! قِيلَ بَلْ هَذَا مُوسَى وَقَوْمُهُ، قِيلَ انْظُرْ إِلَى الْأُفُقِ، فَإِذَا سَوَادٌ يَمْلَأُ الْأُفُقَ، ثُمَّ قِيلَ لِي: انْظُرْ هَهُنَا وَهَهُنَا فِي آفَاقِ السَّمَاءِ، فَإِذَا سَوَادٌ قَدْ مَلَأَ الْأُفُقَ، قِيلَ هَذِهِ أُمَّتُكَ وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ هَؤُلَاءِ سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ "، ثُمَّ دَخَلَ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَهُمْ، فَأَفَاضَ الْقَوْمُ وَقَالُوا نَحْنُ الَّذِينَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَاتَّبَعْنَا رَسُولَهُ فَنَحْنُ هُمْ، أَوْ أَوْلَادُنَا الَّذِينَ وُلِدُوا فِي الْإِسْلَامِ فَإِنَّا وُلِدْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ فَقَالَ: " هُمُ الَّذِينَ لَا يَسْتَرْقُونَ، وَلَا يَتَطَيَّرُونَ، وَلَا يَكْتَوُونَ، وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ "، فَقَالَ عُكَاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ: أَمِنْهُمْ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقَامَ آخَرُ، فَقَالَ: أَمِنْهُمْ أَنَا؟ قَالَ: سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ[1]

"میرے سامنے تمام امتیں پیش کی گئیں ایک ایک، دو دو نبی اور ان کے ساتھ ان کے ماننے والے گزرتے رہے اور بعض نبی ایسے بھی تھے کہ ان کے ساتھ کوئی نہیں تھا آخر میرے سامنے ایک بڑی بھاری جماعت آئی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں، کیا یہ میری امت کے لوگ ہیں؟ کہا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم ہے پھر کہا گیا کہ آسمان کے کناروں کی طرف دیکھو میں نے دیکھا کہ ایک بہت عظیم جماعت ہے جو کناروں پر چھائی

[1] صحیح بخاری، کتاب الطب، باب من اکتوی أو کوی غیرہ وفضل من لم یکتو، رقم: ۵۷۰۵

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہوئی ہے پھر مجھ سے کہا گیا کہ دائیں بائیں آسمان کے مختلف کناروں میں دیکھیں میں نے دیکھا کہ ایک ایسی جماعت ہے جو تمام افق پر چھائی ہوئی ہے۔ کہا گیا کہ یہ آپ کی امت ہے اور اس میں سے ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ اس کے بعد آپ (اپنے حجرہ میں) تشریف لے گئے اور کچھ تفصیل نہیں فرمائی لوگ ان جنتیوں کے بارے میں بحث کرنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور اس کے رسول کی اتباع کی ہے، اس لیے ہم ہی وہ لوگ ہیں یا ہماری وہ اولادیں ہیں جو اسلام میں پیدا ہوئیں کیونکہ ہم جاہلیت میں پیدا ہوئے تھے۔ یہ باتیں جب نبی کریم ﷺ کو معلوم ہوئیں تو آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو جھاڑ پھونک نہیں کراتے، فال نہیں دیکھتے اور داغ کر علاج نہیں کرتے بلکہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اس پر سیدنا عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا میں بھی ان میں سے ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ اس کے بعد دوسرے صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں بھی ان میں ہوں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ عکاشہ تم سے سبقت لے گئے ہیں۔"

ایک اور حدیث میں ان کی یہ عظمت بھی بیان کی گئی ہے کہ جنت میں بلا حساب و کتاب داخل ہونے والے ان افراد کے چہرے اس قدر خوبصورت ہوں گے کہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا أَوْ سَبْعُ مِائَةِ أَلْفٍ لَا يَدْرِي أَبُو حَازِمٍ أَيُّهُمَا قَالَ مُتَمَاسِكُونَ آخِذٌ بَعْضُهُمْ بَعْضًا لَا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

يَدْخُلُ أَوَّلُهُمْ حَتَّى يَدْخُلَ آخِرُهُمْ. وُجُوهُهُمْ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ[1]

"میری امت میں ستر ہزار یا سات لاکھ آدمی اس طرح جنت میں جائیں گے کہ ایک دوسرے کو تھامے ہوئے ہوں گے۔ان کا پہلا ابھی اندر داخل نہ ہونے پائے گا کہ جب تک آخری بھی داخل نہ ہو جائے۔ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوں گے۔"

فرمانبردار عورت کیلئے جنت کے دروازے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وحصّنت فَرْجَهَا وَأَطَاعَتْ بَعْلَهَا دَخَلَتْ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ[2]

"جو عورت پانچ نمازیں ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرے وہ جنت کے دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔"

عورت کے لئے نماز فرض ہے لیکن اس کے لئے مسجد میں آ کے باجماعت نماز ادا کرنا فرض نہیں ہے۔عورت مسجد میں آ کے جمعہ پڑھ سکتی ہے لیکن اس کے لئے مسجد میں آ کے جمعہ کی نماز ادا کرنا فرض نہیں ہے۔وہ چاہے تو گھر میں نماز ادا کر سکتی ہے۔عورت کو اس کے علاوہ اور بھی کئی رخصتیں دی گئی ہیں لیکن اس کے لئے شوہر کی اطاعت کو فرض قرار دیا گیا ہے۔اس لئے کہ عورت کی نافرمانی سے نا صرف مرد ذہنی اذیت سے دوچار ہوتا ہے بلکہ گھر کا سارا نظام بگڑ جاتا ہے اور اس بگاڑ کا اثر دنیاوی معاملات کے ساتھ ساتھ دینی امور پر بھی پڑتا ہے اور جب عورت فرمانبردار ہو تو گھر

[1] صحیح بخاری۔کتاب الرقاق، باب صفۃ الجنۃ والنار، رقم: ۶۵۵۴

[2] صحیح۔التعلیقات الحسان علی صحیح ابن حبان، کتاب النکاح، باب معاشرۃ الزوجین، رقم: ۴۱۵۱

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں امن وآشتی کا وجود ہوتا ہے اور بندہ دینی امور کی ادائیگی میں بھی تسکین محسوس کرتا ہے۔آپ ﷺ کا فرمان ہے:

إِنَّ الدُّنْيَا كُلَّهَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ[1]

"دنیا ساری کی ساری سامان پر مشتمل ہے لیکن دنیا میں سب سے بہترین سامان نیک وصالح عورت ہے۔"

آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق دنیاوی ساز وسامان میں سب سے اچھی اور مہنگی چیز نیک عورت ہے۔اگر کسی آدمی کے پاس کوٹھی، بنگلہ اور عمدہ گاڑی ہے لیکن اس کے پاس نیک اور فرمانبردار عورت نہیں ہے تو وہ امیر نہیں ہے اس لئے کہ سب سے قیمتی سامان تو اس کے پاس ہے ہی نہیں اور اگر کوئی آدمی جھونپڑی میں گزارہ کرتا ہے لیکن اس کے پاس ساتھ نبھانے والی فرمانبردار اور صالحہ خاتون ہے تو اسے شکر ادا کرنا چاہیے وہ دنیا کی قیمتی ترین چیز کا مالک ہے۔اللہ نے اس کی جھونپڑی کو امن وسکون کا گہوارہ بنا دیا ہے۔یہ اس خاتون کے لئے بھی دنیاوی اعزاز ہے اور اخروی اعزاز یہ ہے کہ وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہوسکتی ہے۔جنت کے مقابلہ میں یہ دنیا اور دنیا میں بسنے والے افراد بہت تھوڑے سے ہیں زمین سے کئی گناہ بڑے ستارے، سیارے آسمان کی وسعتوں میں گردش کررہے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جنت کی چوڑائی آسمان وزمین جتنی ہے اور اگر آسمان کی وسعتوں کو مدنظر رکھا جائے تو جنت زمین سے اربوں گنا بڑی ہے بلکہ ہم تو اپنی ناقص عقل سے اس کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتے جنت کی وسعت بے حساب گنا زیادہ ہے۔

جنت میں درجات بڑھانے والا مہینہ:

رمضان کے مہینہ میں آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور یہ مہینہ جنت میں درجات بڑھانے والا مہینہ ہے اور

[1] صحیح سنن نسائی للالبانی، کتاب النکاح، باب المرأة الصالحۃ، رقم: ۳۲۳۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جنت بھی ایک نہیں ہے جنتیں متعدد ہیں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أُصِيبَ حَارِثَةُ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ فَجَاءَتْ أُمُّهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ: قَدْ عَرَفْتَ مَنْزِلَةَ حَارِثَةَ مِنِّي فَإِنْ يَكُ فِي الْجَنَّةِ أَصْبِرْ وَأَحْتَسِبْ، وَإِنْ تَكُنِ الْأُخْرَى تَرَى مَا أَصْنَعُ. فَقَالَ: " وَيْحَكِ أَوَهَبِلْتِ أَوَجَنَّةٌ وَاحِدَةٌ؛ هِيَ إِنَّهَا جِنَانٌ كَثِيرَةٌ وَإِنَّهُ لَفِي جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ[1]

”سیدنا حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں شہید ہو گئے۔ وہ اس وقت نوعمر تھے تو ان کی والدہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کو معلوم ہے کہ حارثہ سے مجھے کتنی محبت تھی، (آپ مجھے بتائیں) اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کر لوں گی اور صبر پر ثواب کی امیدوار رہوں گی اور اگر کوئی اور بات ہے تو آپ دیکھیں گے کہ میں اس کے لیے کیا کرتی ہوں۔ (یعنی جی بھر کے رو لیتی ہوں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افسوس کیا تم پاگل ہو گئی ہو؟ جنت ایک ہی نہیں ہے، بہت سی جنتیں ہیں اور وہ (حارثہ) جنت الفردوس میں ہے۔“

ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا، وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا، وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِ عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ[2]

”دو جنتیں ایسی ہیں جن کے برتن اور تمام دوسری چیزیں چاندی کی ہوں گی اور دو جنتیں ایسی ہیں جن کے برتن اور تمام دوسری چیزیں سونے کی

[1] صحیح بخاری۔ کتاب الرقاق، باب صفۃ الجنۃ والنار، رقم: ۶۵۵۰

[2] صحیح بخاری۔ کتاب التفسیر، باب قولہ ومن دونہما جنتان، رقم: ۴۸۷۸

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ہوں گی اور جنت عدن سے جنتیوں کے اپنے رب کے دیدار میں کوئی چیز سوائے کبریائی کی چادر کے جو اس کے منہ پر ہوگی، حائل نہ ہوگی۔''

جس طرح جنتوں کی تعداد زیادہ ہے اسی طرح جنت میں درجات کی تعداد بھی زیادہ ہے۔سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فِي الْجَنَّةِ مِائَةُ دَرَجَةٍ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ مِائَةُ عَامٍ[1]

''جنت میں سو درجے ہیں، ہر ایک درجہ سے دوسرے درجہ کے درمیان سو سال کا فاصلہ ہے۔''

تعارض:

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ درجات جنت کی تعداد قرآنی آیات کی تعداد کے برابر ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ: اقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا، فَإِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَأُ بِهَا[2]

''(قیامت کے دن) صاحب قرآن سے کہا جائے گا: (قرآن) پڑھتا جا اور (بلندی کی طرف) چڑھتا جا۔اور ویسے ہی ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جس طرح تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر ترتیل کے ساتھ پڑھتا تھا۔پس تیری منزل وہ ہوگی جہاں تیری آخری آیت کی تلاوت ختم ہوگی۔''

علماء نے ان احادیث میں کئی اعتبار سے تطبیق دی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جنت کے چھوٹے درجات قرآنی آیات کی تلاوت پر ملتے چلے جائیں گے اور بڑے درجات سو ہیں جن میں چھوٹے درجات بھی شامل ہو جاتے ہیں۔

---

[1] صحیح۔سنن ترمذی، ابواب صفۃ الجنۃ، باب ما جاء فی صفۃ درجات الجنۃ، رقم: ۲۵۲۹

[2] حسن صحیح۔سنن الترمذی للالبانی، فضائل القرآن، باب منہ، رقم: ۲۹۱۴

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

درجات کا درمیانی فاصلہ:

ابھی یہ بیان ہوا کہ جنت کے ایک درجہ سے دوسرے درجہ کے مابین سو سال کی مسافت ہے ایک اور روایت میں مذکور ہے کہ یہ فاصلہ اتنا طویل ہے جتنا آسمان سے زمین تک کا فاصلہ ہے۔ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَصَلَّى الصَّلَوَاتِ وَحَجَّ الْبَيْتَ إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ إِنْ هَاجَرَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ مَكَثَ بِأَرْضِهِ الَّتِي وُلِدَ بِهَا ". قَالَ مُعَاذٌ: أَلَا أُخْبِرُ بِهَذَا النَّاسَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " ذَرِ النَّاسَ يَعْمَلُونَ، فَإِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، وَالْفِرْدَوْسُ أَعْلَى الْجَنَّةِ وَأَوْسَطُهَا، وَفَوْقَ ذَلِكَ عَرْشُ الرَّحْمَنِ، وَمِنْهَا تُفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ فَسَلُوهُ الْفِرْدَوْسَ[1]

”جس نے رمضان کے روزے رکھے، نمازیں پڑھیں اور حج کیا تو اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ اس کو بخش دے اگرچہ وہ اللہ کی راہ میں ہجرت کرے یا اپنی پیدائشی سرزمین میں ٹھہرا رہے۔“ سیدنا معاذ نے عرض کیا: کیا میں لوگوں کو اس کی خبر نہ دے دوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”لوگوں کو چھوڑ دو، وہ عمل کرتے رہیں، اس لیے کہ جنت میں سو درجے ہیں اور ایک درجہ سے دوسرے درجہ کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا کہ زمین و آسمان کے درمیان کا۔ فردوس، جنت کا اعلیٰ اور سب سے اچھا درجہ ہے، اسی کے اوپر رحمن کا عرش ہے اور اسی سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں، لہٰذا جب تم اللہ سے جنت مانگو تو جنت الفردوس مانگو۔“

[1] صحیح۔ سنن الترمذی للالبانی، ابواب صفۃ الجنۃ، باب ما جاء فی صفۃ درجات الجنۃ، رقم: ۲۵۳۰

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوا کہ جنت کا سب سے اعلیٰ درجہ جنت الفردوس ہے اور آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق ہر مومن کو اللہ تعالیٰ سے اس اعلیٰ درجہ کا سوال کرنا چاہئے اے اللہ تعالیٰ! ہم گناہ گاروں کے گناہوں نظر انداز کرتے ہوئے ہمیں جنت الفردوس عطا فرما دینا۔

صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے درجات الجنۃ کے مابین فاصلہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَتَرَاءَوْنَ أَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا يَتَرَاءَيُونَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ الْغَابِرَ فِي الْأُفُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ أَوِ الْمَغْرِبِ لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ. قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ تِلْكَ مَنَازِلُ الْأَنْبِيَاءِ لَا يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ. قَالَ: بَلَى وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ رِجَالٌ آمَنُوا بِاللهِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِينَ.[1]

''جنتی لوگ اپنے سے بلند کمرے والوں کو اوپر اسی طرح دیکھیں گے جیسے چمکتے ستارے کو جو صبح کے وقت رہ گیا ہو، آسمان کے کنارے میں مشرق یا مغرب میں دیکھتے ہیں۔ ان میں ایک دوسرے سے افضل ہوگا'' لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ تو انبیاء کے محل ہوں گے جنہیں ان کے علاوہ اور کوئی نہ پا سکے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ یہ ان لوگوں کے لیے ہوں گے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور انبیاء کی تصدیق کی۔''

جنت کے سو درجات میں سے سب سے ادنیٰ درجہ کا مقام کیا ہے......؟

حیران کر دینے کیلئے یہی کافی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا، وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ

[1] صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی صفۃ الجنۃ، وانہا مخلوقۃ، رقم:۳۲۵۶

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دُخولًا. رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ كَبْوًا. فَيَقُولُ اللَّهُ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ. فَيَأْتِيهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَى. فَيَرْجِعُ. فَيَقُولُ: يَا رَبِّ، وَجَدْتُهَا مَلْأَى. فَيَقُولُ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ. فَيَأْتِيهَا. فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَى. فَيَرْجِعُ. فَيَقُولُ: يَا رَبِّ، وَجَدْتُهَا مَلْأَى. فَيَقُولُ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ أَمْثَالِهَا أَوْ إِنَّ لَكَ مِثْلَ عَشَرَةِ أَمْثَالِ الدُّنْيَا. فَيَقُولُ: تَسْخَرُ مِنِّي أَوْ تَضْحَكُ مِنِّي وَأَنْتَ الْمَلِكُ. فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ. وَكَانَ يَقُولُ: ذَاكَ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً[1]

''میں خوب جانتا ہوں کہ اہل جہنم سے کون آدمی سب سے آخر میں نکلے گا اور اہل جنت میں کون سب سے آخر میں اس میں داخل ہوگا۔ ایک شخص جہنم سے گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے نکلے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے کہ جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ، وہ جنت کے پاس آئے گا لیکن اسے ایسا معلوم ہوگا کہ جنت بھری ہوئی ہے۔ چنانچہ وہ واپس آئے گا اور عرض کرے گا: اے میرے رب! میں نے جنت کو بھرا ہوا پایا، اللہ تعالیٰ پھر اس سے فرمائیں گے کہ جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ دوبارہ آئے گا لیکن اسے ایسا معلوم ہوگا کہ جنت بھری ہوئی ہے وہ واپس لوٹے گا اور عرض کرے گا کہ اے میرے رب! میں نے جنت کو بھرا ہوا پایا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ تمہیں دنیا اور اس سے دس گنا اور دیا جاتا ہے یا (اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ) تمہیں دنیا کا دس گنا دیا جاتا ہے۔ وہ شخص کہے گا آپ میرا مذاق بناتے ہیں حالانکہ آپ شہنشاہ ہیں۔ میں نے دیکھا کہ اس بات پر رسول اللہ ﷺ ہنس

[1] صحیح بخاری۔ کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، رقم: ۶۵۷۱

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

دیئے اور آپ ﷺ کے آگے کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے اور کہا جاتا ہے کہ وہ جنت کا سب سے کم درجے والا شخص ہوگا۔"

جنت میں سب سے کم درجہ والے آدمی کا یہ مقام ہے تو اس سے اگلے درجات کا مقام کیا ہوگا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَمَنۡ زُحۡزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدۡخِلَ الۡجَـنَّةَ فَقَدۡ فَازَ وَمَا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الۡغُرُوۡرِ[1]

"پس جو شخص آگ سے ہٹا دیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے بے شک وہ کامیاب ہوگیا، اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کی جنس ہے۔"

حقیقی کامیابی یہی ہے جو اس آیت میں بیان کر دی گئی ہے۔ اس کامیابی کو اللہ تعالیٰ کامیابی قرار دے رہے ہیں اور اس کامیابی تک پہنچنے کیلئے اعمال کی ضرورت ہے آپ ﷺ کا فرمان ہے:

مَا رَأَيْتُ مِثْلَ النَّارِ نَامَ هَارِبُهَا، وَلَا مِثْلَ الْجَنَّةِ نَامَ طَالِبُهَا[2]

"میں نے جہنم جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی جس سے بھاگنے والے سو رہے ہیں اور جنت جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی جس کے طلب کرنے والے سو رہے ہیں۔"

آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق جنت کا متلاشی خوابِ غفلت میں نہیں سوتا وہ تو جہنم سے بچاؤ اور جنت کے حصول کے لئے کوشش و جہد میں لگا رہتا ہے اور اس مہینہ میں جنت کے دروازے بھی کھلے ہوئے ہیں۔ آسمان کے دروازے بھی کھلے ہوئے ہیں اور ہر رات یہ اعلان گونج رہا ہے اے نیکی کے متلاشی! اعمالِ حسنہ سے نیکیوں کی دولت سمیٹ لے اور جتنے نیک اعمال زیادہ ہوں گے اتنے ہی جنت کے درجات بھی بڑھیں گے۔

❁❁❁

[1] آل عمران:۱۸۵

[2] حسن۔ سنن الترمذی للالبانی، ابواب صفۃ جہنم، باب منہ، رقم:۲۶۰۱

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جمعۃ الوداع

رمضان اور بھوک کا احساس

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام نے باہمی تعاون اور پسماندہ طبقہ کی مدد کا درس دیا ہے اور اس کے لئے ٹھوس اقدامات کئے ہیں بلکہ مساکین کی مدد کے عمل کو بہت سارے اصولوں کے ساتھ جوڑ دیا ہے اور اگر اسلام کے اقتصادی نظام کا مطالعہ کریں تو نظر آئے گا کہ اسلام مساکین کی مدد کا سب سے بڑا حامی ہے اور مساکین کی مدد کے اتنے مواقع نظر آئیں گے کہ یوں محسوس ہوگا جیسے اسلام قدم قدم پر پسماندہ لوگوں کی مدد کا درس دے رہا ہے۔ایک ہلکی سی جھلک دیکھئے اسلامی قواعد وضوابط کو مساکین کی مدد کے ساتھ کیسے جوڑا گیا ہے قسم کے کفارہ میں تین چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایک گردن آزاد کرنا، تین روزے رکھنا یا دس مساکین کو کھانا کھلانا، ظہار کے کفارہ میں بھی مساکین کی مدد کو مدنظر رکھا کہ اس کے کفارہ میں تین چیزیں آتی ہیں۔ ایک گردن آزاد کرنا، دوماہ کے پے در پے روزے رکھنا یا پھر ساٹھ مساکین کو کھانا کھلانا، روزے کی حالت میں اگر کوئی جماع کے ساتھ روزہ توڑ لے تو اس کے کفارہ میں بھی تین چیزیں رکھیں وہ ایک گردن آزاد کرے، دوماہ کے روزے رکھے یا وہ ساٹھ مساکین کو کھانا کھلائے، مال پر سال گزر جائے تو زکوۃ کی صورت میں مساکین کی مدد کا حکم ہے۔ گندم کی کٹائی کا موسم آ گیا تو مساکین کی روٹی کیلئے عشر نکالنے کا حکم ہے۔ عید الفطر آ گئی تو انہیں عید کی خوشیوں میں شامل کرنے کے لئے صدقۂ فطر کا حکم ہے عید الاضحیٰ ہے تو قربانی کے گوشت سے ان کی مدد کا درس ہے اور رمضان المبارک میں تو مساکین کی مدد کا عملی احساس دلایا گیا ہے کہ بھوک کیا ہے......؟ روزے سے اس کی شدت کا احساس دلایا گیا ہے تا کہ تم فقراء و مساکین کے دکھ درد کو محسوس کر سکو۔ پھر مساکین کی مدد کے لئے آپ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِمْ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا[1]

---

[1] صحیح۔ سنن ابن ماجہ للالبانی، کتاب الصیام، باب ثواب من فطر صائما، رقم: ١٧٤٦

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"جو کوئی کسی روزہ دار کو روزہ افطار کرا دے تو اس کو روزہ دار کے برابر ثواب ملے گا، اور روزہ دار کے ثواب میں سے کوئی کمی نہیں ہوگی۔"

اس فرمان کی گہرائی کو دیکھیں تو پتہ چلے گا کہ اس میں مساکین کی مدد کا اشارہ ہے جو لوگ اچھی افطاری نہیں کر سکتے پھل اور اچھا کھانا جن کی پہنچ سے دور ہے انہیں اپنے پاس بلا کے ان کے قریب بیٹھیں ان کو افطاری میں شریک کریں تمہیں ان کے روزے کا ثواب بھی ملے گا۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم مساکین سے محبت کیا کرو۔" اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی دعا میں یہ کہتے ہوئے سنا:

" اللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مِسْكِينًا , وَأَمِتْنِي مِسْكِينًا , وَاحْشُرْنِي فِي زُمْرَةِ الْمَسَاكِينِ "[1]

"اے اللہ مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھنا، مسکینی کی حالت میں فوت کرنا، اور میرا حشر مسکینوں کے زمرے میں کرنا۔"

لیکن ہم نے اس فرمان کا حقیقی مقصد فوت کر دیا ہے ہماری بہت سی افطاریاں مفاد پر مبنی یا پھر سیاسی ہیں ہم علاقہ کے دولت مندوں کو افطاریوں پر بلاتے ہیں ہم چاہتے ہیں ہماری افطاریوں پر بڑی اور چمکتی گاڑیاں کھڑی ہوں جبکہ مساکین جن کے لئے یہ خصوصی حکم تھا وہ آج بھی کچرے کے ڈھیر سے امیروں کے کھائے ہوئے نوالے ڈھونڈتے ہیں۔ ایسی افطاریاں تو مساکین کو ذہنی اذیت سے دوچار کرتی ہیں اور ان کے زخموں پر نمک چھڑکنے کا کام کرتی ہیں۔

عجب رسم ہے چارہ گروں کی محفل میں
لگا کے زخم، نمک سے مساج کرتے ہیں

[1] صحیح۔ سنن ابن ماجۃ للالبانی، کتاب الزھد، باب مجالسۃ الفقراء، رقم: ۴۱۲۶

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

غریب شہر ترستا ہے اک نوالے کو
امیر شہر کے کتے بھی راج کرتے ہیں

ہم نے رمضان میں مساکین کی مدد بھی کی تو کچھ اس طرح کہ مسکین عورت کو آٹے کا تھیلا تھماتے ہوئے اس کے ساتھ تصاویر بنوائیں اور پھر اس کی غربت کی تصویر فیس بک پر لگا کے اللہ کی بجائے لوگوں سے داد چاہی اگر اس عورت کے گھر میں کھانے کو ہوتا وہ کبھی کیمروں کی روشنی میں آ کے تجھ سے آٹے کا تھیلا وصول نہ کرتی یہ مساکین کی مدد نہیں بلکہ مساکین کی غربت کا مذاق اور تماشہ ہے۔

میری غربت نے اُڑایا ہے میرے فن کا مذاق
تیری دولت نے تیرے عیب چھپا رکھے ہیں

اللہ تعالیٰ ایسے صدقہ کو پسند نہیں کرتے جہاں بندہ اپنے صدقہ پر اللہ کی بجائے لوگوں سے داد چاہے ایسا بندہ کھوٹی نیت اور بوجھل دل سے صدقہ کرنے والا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ الْأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ وَلَسْتُم بِآخِذِيهِ إِلَّا أَن تُغْمِضُوا فِيهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ[1]

”اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی میں سے اور زمین میں سے جو ہم نے تمہارے لئے چیزیں نکالی ہیں ان میں سے خرچ کرو، ان میں سے بری چیزوں کے خرچ کرنے کا قصد نہ کرنا، جسے تم خود لینے والے نہیں ہو، ہاں اگر آنکھیں بند کر لو تو، اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ بے پرواہ اور خوبیوں والا ہے۔“

”بری چیزوں کو خرچ کرنے کا ارادہ نہ کرو جنہیں تم خود لینے والے نہیں ہو۔“

[1] بقرہ:۲۶۷

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اور سوچئے کیا تمہیں اگر اسی طرح کیمروں کی روشنی میں آٹے کا تھیلا یا خوردو نوش کا سامان وصول کرنے کیلئے بلایا جائے تو تم قبول کرلو گے......؟ اس کا جواب یقیناً نفی میں ہوگا تو پھر ایسے ہی عمل سے اپنے بھائی یا اپنی مسکین بہن کو رسوا کیوں کرتے ہو؟ عہد رسالت میں اصحاب صفہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدرسہ کے غریب طالب علم تھے سارا دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تعلیم حاصل کرتے رات کو سونے کیلئے بھی ان کے پاس مسجد نبوی کا چبوترہ ہی ہوتا تھا لوگ اپنے صدقہ وخیرات سے ان کی مدد کرتے تھے اور انصاری لوگوں کے باغات میں جب کھجوریں پک جاتیں وہ ان مسکین طلباء کی مدد کیلئے کوئی خوشہ اُتارتے اور اسے مسجد نبوی کے دوستونوں کے مابین رسی سے باندھ دیتے۔ جس طالب علم کو بھوک محسوس ہوتی وہ اپنی چھڑی اس خوشے سے ٹکراتا چند کھجوریں گرتیں، کھا کے اپنا پیٹ بھر لیتا ایک دفعہ کسی دولت مند نے بوجھل دل کے ساتھ صدقہ کیا اور ہلکی قسم کی کھجور کے خوشے مسجد نبوی میں لٹکا دیئے، سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

خَرَجَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ عَلَّقَ رَجُلٌ أَقْنَاءَ، أَوْ قِنْوًا، وَبِيَدِهِ عَصًا فَجَعَلَ يَطْعَنُ بِذَلِكَ، يُدَقْدِقُ فِي ذَلِكَ الْقِنْوِ، وَيَقُولُ: "لَوْ شَاءَ رَبُّ هَذِهِ الصَّدَقَةِ تَصَدَّقَ بِأَطْيَبَ مِنْهَا، إِنَّ رَبَّ هَذِهِ الصَّدَقَةِ يَأْكُلُ الْحَشَفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"[1]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلے، اور ایک شخص نے کھجور کے کچھ خوشے مسجد میں لٹکا دیئے تھے، آپ کے ہاتھ میں چھڑی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس چھڑی سے خوشہ کو کھٹ کھٹ مارتے جاتے، اور فرما رہے تھے: ''اگر یہ صدقہ دینے والا چاہتا تو اس سے بہتر صدقہ دیتا، اس صدقہ کا مالک قیامت کے دن خراب کھجور ہی کھائے گا۔''

[1] حسن۔ سنن ابن ماجۃ للالبانی، کتاب الزکاۃ، باب النہی ان یخرج فی الصدقۃ شر مالہ، رقم: ۱۸۲۱

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایسا صدقہ نہ کیجئے کہ بروزِ محشر اللہ رب العزت کی بارگاہ میں شرمندہ ہونا پڑا اور میدان محشر میں تو امام کائنات ﷺ بھی موجود ہوں گے کیا کوئی پسند کرے گا ان کی موجودگی میں شرمندگی ہو......؟ اقبال نے اس منظر کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روزِ محشر عذر ہائے من پذیر
گرتومی بینی حسابم نا گزیر
از نگاہِ مصطفیٰ پنہاں بگیر

اے رب تعالیٰ! تو دو جہانوں سے بے پروا اور غنی ہے اور میں ایک فقیر ہوں، روزِ محشر میری خطاؤں کا عذر سننا اور عفو و کرم سے نوازنا اگر تو نے فیصلہ کر لیا کہ میرا حساب لینا ضروری ہے تو میرا حساب جناب مصطفیٰ ﷺ کے سامنے نہ لینا ان کی نگاہوں سے اوجھل رکھنا۔

جو لوگ افطاریوں میں مساکین کو نظر انداز کر کے ان لوگوں کو مدعو کرتے ہیں جن سے انہیں کاروباری یا سیاسی مفاد مطلوب ہوتا ہے اور وہ صدقہ کرنے میں اپنی تشہیر چاہتے ہیں اور مسکین کی مسکنت کا تماشہ لگاتے ہیں ایسے لوگ درحقیقت دولت مند ہی نہیں ہیں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ، وَلٰكِنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ۔[1]

''دولت مندی یہ نہیں ہے کہ سامان زیادہ ہو، بلکہ امیری یہ ہے کہ دل غنی ہو۔''

اسلام اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ مالدار اگر مالدار کہلاتا ہے تو اس لئے نہیں کہ اس کے پاس دولت اور سیم و زر کے ڈھیر ہیں بلکہ حقیقی دولت مند وہ ہے جس کا دل غنی ہے صدقہ کرتے ہوئے اس کا دل دنیا کی ان چھوٹی چھوٹی خواہشات

[1] صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب الغنی غنی النفس، رقم: ٦٤٤٦

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سے پاک ہوتا ہے، وہ صدقہ کو عبادت سمجھتے ہوئے ان لوگوں پر خرچ کرتا ہے جہاں خرچ کرنا اس کے رب کو محبوب ہے اور دل کو دولت تبھی حاصل ہوتی ہے۔ جب بندہ ہر نیک عمل عبادت سمجھ کے دل سے کرتا ہے اور دل میں صرف عبادت کو جگہ دیتا ہے اور عبادت کے وقت دل سے دنیا کی سب خواہشات نکال پھینکتا ہے۔ وہ عبادت ہی کیا...... جس کی ادائیگی پر دل میں دنیا کی خواہشات سمائی ہوئی ہوں نماز پڑھے تو اس کے سامنے دنیاوی مفادات بھی ہوں روزہ رکھے تو لوگوں سے داد پانے کی خواہش بھی ہو، قربانی کرے تو اپنی تشہیر مطلوب ہو، مسکین پر صدقہ کرے تو دنیا والوں کی تحسین پیش نظر ہو، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا دل دولت مند ہو جائے تم دل کے غنی ہو جاؤ میں خود تمہارے دل کو تونگری سے بھر دوں تو تمہیں ایک کام کرنا ہوگا تم عبادت کے وقت اپنے دل سے دنیا کی خواہشات نکال کے اسے صرف میری عبادت کیلئے فارغ کر دیا کرو میں تمہارے دل کو دولت مند بنا دوں گا حدیث قدسی ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَقُولُ اللهُ سُبْحَانَهُ: يَا ابْنَ آدَمَ. تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي أَمْلَأْ صَدْرَكَ غِنًى ,وَأَسُدَّ فَقْرَكَ. وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ ,مَلَأْتُ صَدْرَكَ شُغْلًا .وَلَمْ أَسُدَّ فَقْرَكَ[1]

”اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے ابن آدم! تو میری عبادت کیلئے خود کو فارغ کر دے میں تیرے سینے کو تونگری سے بھر دوں گا اور تیری محتاجگی دور کر دوں گا اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تیرا سینہ مشغولیت سے بھر دوں گا (تجھے بے کار کاموں میں الجھا دوں گا) اور تیری محتاجگی بند نہیں کروں گا۔“

رمضان المبارک کا مہینہ ایک اجتماعی عبادت کی حیثیت رکھتا ہے اس لئے کہ اس مہینہ میں پورے محلہ، پورے شہر، پورے ملک بلکہ پوری دنیا میں بسنے والے

---

[1] صحیح ۔ سنن ابن ماجۃ للالبانی، کتاب الزہد، باب الہم بالدنیا، رقم: ۴۱۰۷

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

مسلمان روزہ رکھتے ہیں عیدوں کے دن اجتماعی خوشی کے دن ہیں عید کی خوشیوں پر اپنے بچوں کیلئے عمدہ کپڑے، جوتے اور گھڑیاں خریدنے والو! ذرا غریب گھروں کے آنگن پر نظر ڈالو جہاں غریب والدین بھی امیدوں کے ساتھ کپڑے تو دور کی بات یہ سوچنے پر مجبور ہیں عید کے روز بچے اچھا کھانا مانگیں گے وہ اس کا بندوبست کہاں سے کریں گے۔

افلاس کی بستی میں ذرا جا کر تو دیکھو
وہاں بچے تو ہوتے ہیں مگر بچپن نہیں ہوتا

بھوکوں کو کبھی تنہا نہ چھوڑا:

رسول اللہ ﷺ نے کبھی دوسروں کو غم زدہ چھوڑ کے انفرادی خوشی میں شرکت نہیں کی، کبھی دوسروں کو بھوکا چھوڑ کے تنہا پیٹ نہیں بھرا، سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جنگ خندق کے موقع پر مہاجرین و انصار بھوک کی حالت میں مدینہ کے گرد خندق کھود رہے تھے۔ سخت سردی کا موسم تھا آپ ﷺ نے انہیں حوصلہ دینے کیلئے اشعار کی صورت میں دعا فرمائی:

اللّٰھُمَّ إِنَّ العَيْشَ عَيْشُ الآخِرَہ... فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالمُھَاجِرَہْ

”اے اللہ! بلاشبہ زندگی تو آخرت کی زندگی ہے تو مہاجرین و انصار کو معاف فرمادے۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کو جواب دیتے ہوئے فرمایا:

نَحْنُ الَّذِینَ بَایَعُوا مُحَمَّدًا ... عَلَی الْجِھَادِ مَا بَقِینَا أَبَدًا

”ہم وہ ہیں جنھوں نے محمد ﷺ کی جہاد پر بیعت کی ہے اور جب تک ہم زندہ ہیں جہاد پر قائم رہیں گے۔“

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں خندق کھودتے ہوئے ایک مضبوط

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

چٹان سامنے آ گئی اسے توڑنا ہم پر دشوار ہو گیا ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! خندق میں ایک مضبوط چٹان ہے جس کو توڑنے میں ہمیں دقت کا سامنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں ابھی آتا ہوں جب رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے میری نظر آپ ﷺ کے پیٹ پر پڑی۔ آپ ﷺ نے بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا تھا ہمیں بھوک کی حالت میں خندق کی کھدائی کرتے ہوئے تین دن گزر چکے تھے۔ آپ ﷺ تشریف لائے آپ ﷺ کے ہاتھ میں کدال تھی جس سے آپ ﷺ نے چٹان پر ایک ضرب لگائی وہ ریزہ ریزہ ہو گئی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے گھر جانے کی اجازت دیجئے چنانچہ میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور اسے کہا:

رَأَيْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا مَا كَانَ فِي ذَٰلِكَ صَبْرٌ، فَعِنْدَكِ شَيْءٌ، قَالَتْ: عِنْدِي شَعِيرٌ وَعَنَاقٌ، فَذَبَحْتُ الْعَنَاقَ وَطَحَنَتِ الشَّعِيرَ حَتَّى جَعَلْنَا اللَّحْمَ فِي الْبُرْمَةِ۔

”آج میں نے نبی کریم ﷺ کو (فاقوں کی وجہ سے) اس حالت میں دیکھا کہ صبر نہ ہوسکا۔ کیا تمہارے پاس (کھانے کی) کوئی چیز ہے؟ اس نے کہا: ہاں! کچھ جو ہیں اور ایک بکری کا بچہ۔ میں نے بکری کے بچے کو ذبح کیا اور میری بیوی نے جو پیسے۔ پھر گوشت کو ہم نے چولھے پر ہانڈی میں رکھا۔“

پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آٹا گوندھا جا چکا تھا اور گوشت چولھے پر پکنے کے قریب تھا۔ نبی کریم ﷺ سے میں نے عرض کیا ہم نے مختصر کھانا تیار کیا ہے، یارسول اللہ! آپ اپنے ساتھ ایک دو آدمیوں کو لے کر تشریف لے آئیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کتنا ہے؟ میں نے آپ کو سب کچھ بتا دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تو بہت ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی بیوی سے کہہ دو کہ چولھے سے ہانڈی نہ اتاریں اور نہ تنور سے روٹی نکالیں میں ابھی آ رہا ہوں۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چند آدمیوں سمیت چپکے سے دعوت دی ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم امت کے ہمدرد اور غمخوار پیغمبر ہیں وہ خود بھوکے رہ کے دوسروں کو کھانا کھلانے والے ہیں اپنے ساتھیوں کو بھوکا چھوڑ کے تنہا پیٹ کیسے بھر سکتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب اہل خندق مہاجرین وانصار کو پکار کے فرمایا آجاؤ جابر رضی اللہ عنہ نے تمہارے لئے کھانے کا اہتمام کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر سب لوگ اکٹھے ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف چل پڑے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ادْخُلُوا وَلَا تَضَاغَطُوا فَجَعَلَ يَكْسِرُ الْخُبْزَ وَيَجْعَلُ عَلَيْهِ اللَّحْمَ وَيُخَمِّرُ الْبُرْمَةَ وَالتَّنُّورَ إِذَا أَخَذَ مِنْهُ وَيُقَرِّبُ إِلَى أَصْحَابِهِ, ثُمَّ يَنْزِعُ فَلَمْ يَزَلْ يَكْسِرُ الْخُبْزَ وَيَغْرِفُ حَتَّى شَبِعُوا وَبَقِيَ بَقِيَّةٌ, قَالَ: "كُلِي هَذَا وَأَهْدِي فَإِنَّ النَّاسَ أَصَابَتْهُمْ مَجَاعَةٌ"[1]

"اندر داخل ہو جاؤ لیکن اژدہام نہ ہونے پائے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم روٹی کے ٹکڑے کرنے لگے اور گوشت اس پر ڈالنے لگے۔ ہانڈی اور تنور دونوں ڈھکے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لیا اور صحابہ کے قریب کر دیا۔ پھر آپ نے گوشت اور روٹی نکالی۔ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم برابر روٹی کے ٹکڑے کرتے جاتے اور گوشت اس پر ڈالتے جاتے۔ یہاں تک کہ تمام صحابہ شکم سیر ہو گئے اور کھانا بچ بھی گیا۔ آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جابر رضی اللہ عنہ کی بیوی سے) فرمایا کہ اب یہ کھانا تم خود کھاؤ اور لوگوں کے یہاں ہدیہ میں بھیجو کیونکہ لوگ آج کل فاقہ میں مبتلا ہیں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تو چپکے سے جاتے اور کھانا کھا کے واپس آجاتے اس لئے کہ کھانا بھی کم تھا اور وہ بطور خاص بنایا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی گیا تھا دعوت

[1] صحیح بخاری۔ کتاب المغازی، باب غزوۃ الخندق وہی الاحزاب، رقم: ۴۱۰۱

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بھی صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی تھی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مثال قائم کی ہے کہ جس پیغمبر کی محبت کا تم دم بھرتے ہو اور جن کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے تم روزے رکھ رہے ہو ان کی سیرت ہمیں یہ پیغام دیتی ہے کہ وہ بھوکا ہونے کے باوجود پہلے دوسروں کو کھلاتے تھے۔ آیئے سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ورق کھولیے ایک ایسی مجلس میں لئے چلتا ہوں جہاں مساکین موجود ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مساکین کو کھلانے کے بعد خود کھا رہے ہیں۔ اصحاب صفہ کے طالب علموں میں سے ایک طالب علم سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ بھوک کی شدت سے راستے میں گر گیا اور نیم بے ہوشی کی کیفیت تھی اچانک میں نے محسوس کیا جیسے مجھے کوئی اُٹھا رہا ہو میں نے آنکھیں کھولیں میری نظروں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا دیدار کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کے مجھے اُٹھایا اور مجھے ساتھ لے کر اپنے گھر کی طرف چل پڑے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوئے تو پورے گھر میں صرف دودھ کا ایک پیالہ پڑا ہوا پایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو ہریرہ: اصحاب صفہ کو بلا کر لاؤ، صفہ والے مساکین لوگ تھے اور ان کا قیام مسجد میں ہی ہوتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے تعلیم حاصل کرتے اور رات کو مسجد کے چبوترے پر ہی سو جاتے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"مجھے یہ بات ناگوار گزری اور میں نے سوچا کہ یہ دودھ ہے ہی کتنا کہ سارے صفہ والوں میں تقسیم ہو، اس کا حقدار میں تھا کہ اسے پی کر کچھ قوت حاصل کرتا۔ جب صفہ والے آئیں گے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے فرمائیں گے اور میں یہ انہیں دے دوں گا۔ مجھے تو شاید اس دودھ میں سے کچھ بھی نہیں ملے گا لیکن اللہ اور اس کے رسول کی حکم برداری کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔ چنانچہ میں ان کے پاس آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پہنچائی، وہ آئے اور اجازت چاہی۔ انہیں اجازت مل گئی پھر وہ گھر میں اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو ہریرہ! میں نے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عرض کیا لبیک، یارسول اللہ! فرمایا: لو اور اسے ان سب حاضرین میں تقسیم دو۔ میں نے پیالہ پکڑ لیا اور ایک ایک کو دینے لگا۔ ایک شخص دودھ پی کر جب سیراب ہو جاتا تو مجھے پیالہ واپس کر دیتا پھر دوسرے شخص کو دیتا وہ بھی سیراب ہو کر پیتا پھر پیالہ مجھے واپس کر دیتا اور اسی طرح تیسرا پی کر پھر مجھے پیالہ واپس کر دیتا۔ میں نبی کریم ﷺ تک پہنچا لوگ پی کر سیراب ہو چکے تھے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے پیالہ پکڑا اور اپنے ہاتھ پر رکھ کر آپ ﷺ نے میری طرف دیکھا اور مسکرا کر فرمایا:

أَبَا هِرٍّ. قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ. قَالَ: بَقِيتُ أَنَا وَأَنْتَ. قُلْتُ: صَدَقْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ. قَالَ: اقْعُدْ فَاشْرَبْ. فَقَعَدْتُ فَشَرِبْتُ. فَقَالَ: اشْرَبْ. فَشَرِبْتُ فَمَا زَالَ يَقُولُ اشْرَبْ حَتّٰى قُلْتُ: لَا. وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَجِدُ لَهُ مَسْلَكًا. قَالَ: فَأَرِنِي فَأَعْطَيْتُهُ الْقَدَحَ. فَحَمِدَ اللّٰهَ وَسَمّٰى وَشَرِبَ الْفَضْلَةَ [1]

''اباہر! میں نے عرض کیا، لبیک، یارسول اللہ! فرمایا: اب میں اور تم باقی رہ گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے سچ فرمایا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور پیو۔ میں بیٹھ گیا اور میں نے دودھ پیا اور نبی کریم ﷺ برابر فرماتے رہے کہ اور پیو آخر مجھے کہنا پڑا، نہیں اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، اب بالکل گنجائش نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، پھر مجھے دے دو، میں نے پیالہ نبی کریم ﷺ کو دے دیا آپ ﷺ نے اللہ کی حمد بیان کی اور بسم اللہ پڑھ کر بچا ہوا خود پی گئے۔''

ہم جس پیغمبر کے نام لیوا ہیں وہ مساکین کو کھلانے کے بعد خود کھایا

[1] صحیح بخاری۔ کتاب الرقاق، باب کیف کان عیش النبی ﷺ واصحابہ، رقم: ۶۴۵۲۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کرتے تھے وہ غرباء کی تکلیف پر تڑپ جاتے ان کی تیارداری کیلئے ان کی جھونپڑیوں میں جایا کرتے تھے ان کے آنسو صاف کرتے اور ان کے غموں پر اپنی محبت کا مرہم لگاتے تھے۔ وہ پیغمبر جس نے پتھر دل لوگوں میں نرمی اور محبت کے پھول اُگائے عرب کے جاہل لوگوں کو تہذیب اور انسانیت سکھائی ہم ان کے نام لیوا تو ضرور ہیں مگر ان کی سیرت پر بہت کم عمل کرتے ہیں۔ کیا مساکین کے آنسو پونچھنا آپ ﷺ کی تعلیم نہیں ہے؟ کیا آپ ﷺ نے انسانیت کا درد نہیں سکھایا؟ بروز محشر شاید اس بات کا سوال ہی نہ ہو کہ آپ کا ہمسایہ دیوبندی تھا یا سنی تھا وہ وہابی تھا یا جماعت اسلامی کا تھا ہاں یہ ضرور پوچھا جائے گا وہ بھوکا سویا تھا یا پیٹ بھر کے، آپ ﷺ کا فرمان ہے:

مَا آمَنَ بِي مَنْ بَاتَ شَبْعَانًا وَجَارُهُ جَائِعٌ إِلَى جَنْبِهِ وَهُوَ يَعْلَمُ بِهِ[1]

"اس آدمی کا مجھ پر ایمان نہیں ہے جو خود پیٹ بھر کے رات گزارتا ہے اور اس کے پہلو میں اس کا ہمسایہ بھوکا ہے اور اسے اس بات کا علم بھی ہے۔"

بھوک اور افلاس کا کوئی مذہب نہیں ہوتا بھوک یہ نہیں دیکھتی کہ میرے شکار کا مسلک کون سا ہے۔ اپنے بچوں سے محبت کرنے والو! اور ان کیلئے عید کی خوشیوں کا سامان خریدنے والو! کتنے سفید پوش لوگ ہیں جو بیچارے عید کے دن بچوں کے سامنے اپنی نظریں جھکا لیتے ہیں جن کی خالی جیبیں بچوں کو خاموش کر دیتی ہیں۔

غربت نے سکھا دی ہے میرے بچوں کو تہذیب
سہمے ہوئے رہتے ہیں شرارت نہیں کرتے

کاش ہم سمجھ سکیں مال خرچ کرنے سے بڑھتا ہے خوشی دینے سے خوشی ملتی ہے کسی کے زخم پر مرہم رکھنے سے اپنے زخم مندمل ہو جاتے ہیں اور ہم اللہ کی محبت ڈھونڈتے ہیں، اللہ کی محبت اس کے بندوں کے ساتھ محبت کرنے سے ملتی ہے۔

---

[1] صحیح۔ الترغیب والترھیب للالبانی، کتاب البر والصلۃ، باب الترغیب فی البر الوالدین......رقم: ۲۵۶۱

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جمعۃ الوداع

رمضان کا آخری عشرہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرات گرامی! رمضان المبارک کا مہینہ اپنی رحمتوں اور برکتوں کی بارش برساتا ہوا آخری عشرہ میں داخل ہو گیا ہے۔ اس وقت دنیا کے بازار بھی پر رونق ہیں دوکاندار اسے عید کا سیزن سمجھتے ہوئے سال بھر کی کمائی انہی دنوں میں کر لینا چاہتے ہیں اور عبادت گزاروں اور شب زندہ داروں کیلئے بھی اللہ تعالیٰ کی رحمتیں گھنگھور گھٹا بن کے برس رہی ہیں، خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس عشرہ میں رب کے سامنے جھولی پھیلا کے اپنے دامن کو اس کی عنایات سے بھر لیں گے یہ قیمتی دن پھر کبھی ہماری زندگی میں نہیں آئیں گے وقت ایک ایسا دریا ہے جسے صرف ایک جانب سے ہی عبور کیا جا سکتا ہے۔ دوسرے کنارے پر پہنچ کے زندگی ختم ہو جاتی ہے اسے پلٹ کے ہم عبور نہیں کر سکتے جو دن گزر گیا سو گزر گیا رمضان کے اس آخری عشرہ میں کچھ لوگ دنیا کمائیں گے کچھ آخرت کمائیں گے کچھ اپنا پاپ بھرا میلا دامن باری تعالیٰ کے سامنے ندامت کے آنسوؤں سے صاف کر لیں گے اور کچھ اپنی دنیاوی مصروفیات میں اُلجھ کے رحمتوں کے اس سمندر سے ایک بوند بھی نہ لے پائیں گے، کچھ ان ایام میں سجدوں سے اپنی پیشانی کو سجائیں گے اور کچھ یوں ہی غفلت میں سوئے رہ جائیں گے۔

ہر پھول کی قسمت میں کہاں نازِ عروساں
کچھ پھول تو کھلتے ہیں مزاروں کیلئے

سامعین حضرات! آج میں خصوصیت کے ساتھ ان اعمال کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو نبی اکرم ﷺ اس آخری عشرہ میں کیا کرتے تھے صحیح بخاری کی اس روایت میں آخری عشرہ کے حوالہ سے نبی محترم ﷺ کے تین اعمال کا ذکر ہے:

"كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ، شَدَّ مِئْزَرَهُ،

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَأَحْيَا لَيْلَهُ، وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ"[1]

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت کیلئے کمربستہ ہو جاتے تھے شب بیداری فرماتے اور اپنے گھر والوں کو بھی بیدار رکھتے تھے۔''

یعنی تین کاموں کا التزام فرماتے: (۱) عبادت کیلئے تیاری (۲) شب زندہ داری (۳) گھر والوں کو عبادت میں شمولیت کیلئے دعوت۔

عبادت کیلئے تیاری:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ میں عبادت کیلئے کمر کس لیتے دنیاوی امور میں دلچسپی ختم کر کے ہمہ تن خود کو عبادت میں مشغول کر لیتے اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ، مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ .[2]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جتنی (رمضان کے) آخری عشرہ میں کوشش فرماتے اتنی کسی اور عشرہ میں نہیں کرتے تھے۔''

اللہ اللہ، دنیا کے ہر کام سے دھیان ہٹا کے یادِ الٰہی میں کھو جانا، اپنے ماتھے کو معبودِ حقیقی کے سامنے رگڑنا، راتوں کو اپنی آہوں اور سسکیوں سے آباد کرنا، اپنی زبان کو ذکرِ الٰہی سے تر رکھنا اور مسجد میں ڈیرہ لگا لینا یہی تو وہ کام تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ایام میں کیا کرتے تھے۔

عبادت کیلئے کمر ہمت کس لینا دو اعتبار سے ہے ایک تو یہ کہ خود کو ذہنی طور پر تیار کر لیا جائے بندہ ذہن سے اور سارے خیال نکال دے ور اپنے رب کو راضی کرنے کا تہیہ کر لے اور دوسرا یہ کہ اس مقصد کیلئے عملی طور پر آغاز کر دے عزم و ہمت

---

[1] صحیح بخاری، کتاب فضل لیلۃ القدر، باب العمل فی العشر الاواخر، رقم: ۲۰۲۴

[2] صحیح مسلم، کتاب الاعتکاف، باب الاجتہاد فی العشر الاواخر، رقم: ۱۱۷۵

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سے عبادت کی طرف بڑھے اور اس میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرے۔

شب بیداری:

نبی ﷺ کا آخری عشرہ میں دوسرا عمل شب بیداری کا ہے اگرچہ دوسرے دنوں میں بھی آپ ﷺ راتوں کو جاگ کے اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے لیکن آخری عشرہ میں اس رفتار کو مزید بڑھا دیتے تھے۔ اس لئے کہ آخری عشرہ میں اور خصوصاً اس کی طاق راتوں میں باری تعالیٰ کی رحمت گھنگھور گھٹا بن کے برستی ہے اور یہ رحمت ان ہی کے نصیب میں آتی ہے جو عبادت میں مشغول اور اللہ کے سامنے جھولی پھیلائے ہوئے ہوں غفلت کی نیند سونے والے اس سے محروم رہ جاتے ہیں یہ رحمت سوئے ہوؤں کو نہیں جگاتی، جاگنے والوں پر برستی ہے۔

عطار ہو رومی ہو رازی ہو غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا ہے بے آہِ سحر گاہی

ایک بارش وہ ہے کہ سوئے ہوؤں پر پڑتی ہے تو انہیں جگا دیتی ہے وہ اُٹھتے ہیں اور محفوظ مقام پر جا کے پھر سو جاتے ہیں جہاں وہ اس بارش سے محفوظ رہ سکیں اور ایک بارش وہ ہے جو صرف جاگتے ہوؤں پر برستی ہے اور وہ اس بارش سے بھاگتے نہیں بلکہ اپنے دامن کو اور پھیلا لیتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شب بیداری کرنے والوں کیلئے رحمتوں، برکتوں اور عنایات کی بارش ہے جو عبادت کی لذت کو مزید بڑھا دیتی ہے یہ سوئے ہوؤں پر کبھی نہیں برستی۔

ہر رات کے پچھلے حصے میں کچھ دولت بانٹی جاتی ہے
جو جاگت ہے سو پاوت ہے جو سووت ہے سو کھووت ہے

جاگنے والوں پر اللہ کی رحمت کے فرشتے نازل ہوتے ہیں، غفلت کی نیند سونے والوں پر نازل نہیں ہوتے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں ایک واقعہ کے ذریعہ اس کو یوں سمجھایا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رات کے وقت وہ سورۃ البقرہ کی تلاوت کر رہے تھے اور ان کا گھوڑا ان کے پاس ہی بندھا ہوا تھا۔ اتنے میں گھوڑا بدکنے لگا انہوں نے تلاوت بند کر دی۔ گھوڑا بھی رک گیا۔ پھر انہوں نے تلاوت شروع کی تو گھوڑا پھر بدکنے لگا۔ اس مرتبہ بھی جب انہوں نے تلاوت بند کی تو گھوڑا بھی پر سکون ہو گیا۔ تیسری مرتبہ انہوں نے تلاوت شروع کی تو پھر گھوڑا بدکا۔ ان کا بیٹا یحییٰ چونکہ گھوڑے کے قریب ہی تھا اس لیے اس ڈر سے کہ کہیں انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے۔ انہوں نے تلاوت بند کر دی اور بچے کو وہاں سے ہٹا دیا۔ صبح کے وقت یہ واقعہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابن حضیر! تم پڑھتے رہتے تلاوت بند نہ کرتے (تو بہتر تھا) انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ڈر لگا کہ کہیں گھوڑا میرے بچے یحییٰ کو نہ کچل ڈالے، وہ اس سے بہت قریب تھا۔ پھر میں نے آسمان کی طرف سر اٹھایا تو ایک چھتری سی نظر آئی جس میں روشن چراغ تھے اور جب میں دوبارہ باہر آیا تو میں نے اسے نہیں دیکھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں معلوم بھی ہے وہ کیا چیز تھی؟ اسید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

تِلْكَ الْمَلَائِكَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ، وَلَوْ قَرَأْتَ لَأَصْبَحَتْ يَنْظُرُ النَّاسُ إِلَيْهَا لَا تَتَوَارَى مِنْهُمْ.

"وہ فرشتے تھے تمہاری آواز سننے کے لیے قریب ہو رہے تھے اگر تم رات بھر پڑھتے رہتے تو صبح تک اور لوگ بھی انہیں دیکھتے وہ لوگوں سے چھپ نہ پاتے۔"[1]

یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صفت تھی کہ وہ رات کو تنہائیوں میں اللہ کے سامنے یوں روتے جیسے وہ دنیا سے کنارہ کش راہب ہوں۔ هُمْ بِاللَّيْلِ رُهْبَانًا وَّهُمْ بِالنَّهَارِ فُرْسَانًا (وہ رات کے وقت راہب ہوتے تھے اور دن کے وقت گھوڑوں کی

[1] صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن باب نزول السکینۃ والملائکۃ عند قراءۃ القرآن، رقم: ۵۰۱۸

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سواری کرنے والے مجاہد ہوتے تھے)۔

عزیزانِ گرامی! جب ہمارا یہ یقین ہے کہ قرآن حکیم کی تلاوت سے دلوں کو تسکین ملتی ہے اور اللہ کی رحمت ایسے لوگوں کو اپنے گھیرے میں لے لیتی ہے تو یقیناً رمضان کے آخری عشرہ میں ایسی سکون بخش کیفیات کا نزول زیادہ ہی ہوتا ہوگا تبھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم راتوں کی عبادت کر بڑھا دیتے تھے پھر ہم کیوں اپنے قدم روکے ہوئے ہیں۔ ان راتوں میں عبادت اور ندامت کے آنسوؤں سے اپنے رب کو منا لینا چاہئے۔ آنکھوں سے ٹپکنے والا ندامت کا ایک آنسو گناہوں کی لاکھ تاریکیوں پر بھاری ہے۔

گھر والوں کو عبادت میں شامل کرنا:

رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں تیسرا کام یہ کرتے کہ راتوں کی عبادت میں گھر کے افراد کو بیدار رکھتے تاکہ پورے گھر میں تلاوت، نوافل اور ذکر و اذکار سے ایک روحانی ماحول پیدا ہو جائے گھر میں ایک دوسرے کو عبادت کیلئے جگانا درحقیقت ایک دوسرے سے دینی تعاون ہے جس میں ایک تبلیغ کا پہلو اور ہمدردی کا جذبہ پایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ ایسے گھرانوں پر اپنی رحمتیں نازل فرماتے ہیں جہاں کے لوگ ایک دوسرے کو عبادت کیلئے جگانے والے ہوں جیسا کہ سنن ابی داؤد کی روایت میں ہے امام کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ، فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ، رَحِمَ اللّٰهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ وَأَيْقَظَتْ زَوْجَهَا، فَإِنْ أَبَى نَضَحَتْ فِي وَجْهِهِ الْمَاءَ"[1]

"اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھے اور نماز پڑھے اور اپنی بیوی کو بھی بیدار کرے، اگر وہ نہ اٹھے تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے، اللہ تعالیٰ اس عورت پر بھی رحم فرمائے جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھے اور اپنے شوہر کو

[1] صحیح سنن ابی داؤد للالبانی، کتاب الصلاۃ، باب قیام اللیل، رقم: ۱۳۰۸

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بھی جگائے، اگر وہ نہ اٹھے تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔"

باری تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ.

"اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان ہیں اور پتھر جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں جنہیں جو حکم اللہ تعالیٰ دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے بجالاتے ہیں۔"

شب بیداری کرنے والا اور گھر والوں کا جگانے والا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر عمل کرتا ہے کہ اس کی خواہش ہے وہ خود بھی جہنم سے بچ جائے اور اپنے گھر والوں کو بھی بچالے جس گھر میں ایک دوسرے کے ساتھ ایسے خیر خواہی کے جذبات ہوں وہاں اللہ کی رحمت کیوں نازل نہیں ہوگی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ رات کو بیدار ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سُبْحَانَ اللَّهِ، مَاذَا أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْفِتْنَةِ مَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ؟ مَنْ يُوقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ؟ يَا رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ فِي الْآخِرَةِ [1]

سبحان اللہ آج رات کتنے فتنے نازل کئے گئے ہیں اور کتنے ہی خزانے نازل ہوئے ہیں کون ہے؟ جو ان حجرے والیوں کو جگا دے کتنی ہی دنیا میں لباس پہننے والی عورتیں آخرت میں برہنہ ہوں گی۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان توجہ طلب ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجمعۃ، باب تحریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی صلاۃ اللیل والنوافل، رقم: ۱۱۲۶

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فتنوں کا بھی نزول ہوا ہے اور باری تعالیٰ کی جانب سے خزانے بھی نازل ہوئے ہیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا کون ہے جو حجروں میں سونے والیوں کو جگا دے، یعنی اگر کوئی فتنوں سے بچاؤ چاہتا ہے تو اسے سونے کی بجائے راتوں کو اُٹھ کے اللہ کی عبادت کرنی چاہیے اسی طرح اگر کوئی خزانوں کا حصول چاہتا ہے تو اسے بھی رات پچھلے پہر کی عبادت کو اپنا معمول بنالینا چاہیے۔

فتنے سے مراد ہر قسم کا فتنہ ہے خواہ وہ کاروباری اعتبار سے ہو یا گھریلو اعتبار سے، دشمنوں کا خوف ہو یا حاسدوں کے مکر و فریب اور سازشوں کا ڈر اور اسی طرح خزانے سے مراد ہر طرح کا خزانہ ہے۔ دولت کا حصول ہو یا صحت کا، رزق کی تلاش ہو یا عزت و مرتبہ کی، ہر خزانہ رب تعالیٰ کے پاس ہے اور ان خزانوں تک رسائی سونے والے نہیں جاگنے والے پاتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الآخِرُ، يَقُولُ: مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ"[1]

”ہمارا پروردگار بلند برکت والا ہے ہر رات کو اس وقت آسمان دنیا پر آتا ہے جب رات کا آخری تہائی حصہ رہ جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کوئی مجھ سے دعا کرنے والا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں، کوئی مجھ سے مانگنے والا ہے کہ میں اسے عطا کروں کوئی مجھ سے بخشش طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کو بخش دوں۔“

اعتکاف:

آخری عشرہ میں نبی ﷺ کا ایک عمل اعتکاف کا بھی ہے۔ اعتکاف کے لغوی معنی کسی جگہ ٹھہرنا، رکنا اور جم کر بیٹھنا ہے اور اصطلاحی طور پر اللہ تعالیٰ کا قرب

---

[1] صحیح بخاری، کتاب التہجد باب الدعاء والصلاۃ من آخر اللیل، رقم: ۱۱۴۵

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

حاصل کرنے کیلئے دنیاوی امور سے کنارہ کش ہو کے ایک خاص مدت کیلئے مسجد میں قیام کرنے کا نام اعتکاف ہے۔ اعتکاف میں درحقیقت بندہ اللہ کے گھر کی مجاوری کرتا ہے۔ جیسے ایک فقیر گلی سے گزرتے ہوئے ہر دروازے پر صدا لگاتا ہے اور جب گلی کے آخری گھر تک پہنچتا ہے تو اس دروازے پر اپنا کپڑا بچھا کے بیٹھ جاتا ہے کہ نہیں جاؤں گا جب تک مجھے کچھ دے نہیں دیا جاتا۔ اعتکاف کرنے والا بھی رمضان المبارک کے ایک ایک دن سے اللہ کی رحمتیں اپنی جھولی میں سمیٹتا ہے اور جب آخری عشرہ آتا ہے تو سب مصروفیات ترک کر کے اللہ کے گھر میں ڈیرا لگا لیتا ہے کہ اے باری تعالیٰ میں تیرے گھر کا مجاور بن گیا ہوں میں تیرے در سے نہیں اُٹھوں گا جب تک تو میرے گناہوں کو معاف نہیں کر دیتا جب تک تو مجھ سے راضی نہیں ہو جاتا۔

اعتکاف کرنے والے اللہ کے مہمان ہیں:

مسجدیں اگر اللہ کا گھر ہیں تو مساجد میں اعتکاف کرنے والے اللہ کے مہمان ہیں اور اعتکاف کرنے والے کتنے خوش نصیب لوگ ہیں جن کا میزبان اللہ ہے اور میزبان اپنے مرتبہ کے مطابق اپنے مہمانوں کی قدر کرتا ہے۔ اللہ کے گھر کے مہمان بروزِ محشر اپنے میزبان کی عنایات کا مشاہدہ کریں گے تو خوش ہو جائیں گے ان مہمانوں کی قدر و منزلت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دو جلیل القدر پیغمبروں کو حکم دیا کہ وہ طواف و اعتکاف اور رکوع و سجود کرنے والوں کیلئے میرے گھر کو پاک وصاف کر دیں تاکہ آنے والے مہمانوں کو دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے فرمایا:

وَعَهِدْنَآ إِلَىٰٓ إِبْرَٰهِـۧمَ وَإِسْمَٰعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِينَ وَٱلْعَٰكِفِينَ وَٱلرُّكَّعِ ٱلسُّجُودِ[1]

اور ہم نے ابراہیم و اسماعیل علیہ السلام سے عہد لیا کہ وہ میرے گھر کو طواف اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کیلئے پاک کر دیں۔"

[1] البقرہ: ۱۲۵

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس میں مساجد کے متولی حضرات کیلئے بھی اشارہ ہے کہ مسجد میں عبادت کرنے والے نمازیوں اور اعتکاف کرنے والوں کیلئے صفائی کا خاص اہتمام کریں۔

اعتکاف کے مسائل:

معتکف پر اعتکاف کے حوالہ سے کچھ پابندیاں عائد ہوتی ہیں یعنی اعتکاف کے کچھ آداب ہیں جن پر عمل کر کے اپنے اس عمل کو مزید قیمتی بنایا جا سکتا ہے اور اعتکاف وہی قدر و منزلت والا ہے جو نبی ﷺ کے طریقہ کے مطابق ہو اپنی طرف سے خود پر بے جا پابندیاں لگانا یا بلا وجہ رخصتیں تلاش کرنا کسی طور پر درست نہیں آیئے نبی ﷺ کے اعتکاف کی ایک جھلک آپ کو دکھاتا ہوں۔

آپ ﷺ عبادت میں یکسوئی کیلئے مسجد میں کپڑے کا خیمہ لگا لیا کرتے تھے تاکہ لوگوں کی نظروں سے اوجھل تنہائی میں اللہ کی عبادت کی جا سکے جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اعتکاف کیا تو:

فِي قُبَّةٍ تُرْكِيَّةٍ عَلَى سُدَّتِهَا حَصِيرٌ [1]

"ایک ترکی خیمہ میں اعتکاف کیا جس کے دروازے پر چٹائی کا ٹکڑا لٹکا ہوا تھا۔"

ایک دفعہ آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ سے ملنے کیلئے آئیں آپ اس وقت اعتکاف کی حالت میں تھے آپ ﷺ انہیں مسجد کے دروازے تک چھوڑنے کیلئے آئے چنانچہ صحیح بخاری میں مذکور ہے۔

"أَنَّ صَفِيَّةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزُورُهُ فِي اعْتِكَافِهِ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً، ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ، فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهَا يَقْلِبُهَا،

[1] صحیح مسلم کتاب الصیام باب فضل لیلۃ القدر والحث علی طلبہا وبیان محلہا، رقم: ۱۱۶۷

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حَتَّى إِذَا بَلَغَتْ بَابَ الْمَسْجِدِ، عِنْدَ بَابِ أُمِّ سَلَمَةَ مَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَسَلَّمَا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَى رِسْلِكُمَا، إِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ. فَقَالَا: سُبْحَانَ اللهِ يَا رَسُولَ اللهِ، وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْإِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ، وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَيْئًا"[1]

''نبی کریم ﷺ کی پاک بیوی صفیہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ وہ رمضان کے آخری عشرہ میں جب رسول اللہ ﷺ اعتکاف کئے ہوئے تھے، آپ ﷺ سے ملنے مسجد میں آئیں تھوڑی دیر تک باتیں کیں پھر واپس جانے کے لیے کھڑی ہوئیں۔ نبی کریم ﷺ بھی انہیں الوداع کرنے کے لیے کھڑے ہوئے۔ جب وہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے دروازے سے قریب والے مسجد کے دروازے پر پہنچیں تو دو انصاری آدمی ادھر سے گزرے اور نبی کریم ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ (میری بیوی) صفیہ بنت حیی (رضی اللہ عنہا) ہیں۔ ان دونوں صحابیوں نے عرض کیا، سبحان اللہ! یارسول اللہ! ان پر آپ کا جملہ بڑا شاق گزرا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان خون کی طرح انسان کے بدن میں دوڑتا رہتا ہے۔ مجھے خطرہ ہوا کہ کہیں تمہارے دلوں میں وہ کوئی بدگمانی نہ ڈال دے۔''

پس معتکف سے حالت اعتکاف میں کوئی ملنے والا آئے تو وہ اس سے مل سکتا ہے لیکن مختصر بامقصد گفتگو کے بعد مجلس کو برخاست کر دیا جائے طویل گفتگو کرنا اور مجلسیں لگانا درست نہیں اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ضرورت کے پیش نظر جائے اعتکاف سے نکلا جا سکتا ہے اور اگر کسی کو بدگمانی یا غلط فہمی ہونے کا اندیشہ ہو تو وہ اسے رفع کرنے کیلئے وضاحت بھی کر سکتا ہے۔

[1] صحیح بخاری، کتاب الاعتکاف باب هل یخرج المعتکف لحوائجه الی باب المسجد، رقم: ۲۰۳۵

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ حالت اعتکاف میں بھی نفاست اور پاکیزگی کا خیال رکھتے تھے آپ ﷺ اپنا سر مبارک حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف جھکاتے اور وہ آپ کے بالوں میں کنگھی کر دیتی تھیں چنانچہ صدیقہ کائنات رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُدْخِلُ عَلَيَّ رَأْسَهُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَأُرَجِّلُهُ، وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ، إِذَا كَانَ مُعْتَكِفًا"[1]

"نبی کریم ﷺ مسجد سے (اعتکاف کی حالت میں) سر مبارک میری طرف حجرہ کی جانب جھکاتے اور میں اس میں کنگھی کر دیتی، نبی کریم ﷺ جب معتکف ہوتے تو بلا حاجت گھر میں تشریف نہیں لاتے تھے۔"

بعض حضرات بلاوجہ کی یہ قید لگاتے ہیں کہ معتکف غسل نہیں کر سکتا کسی حدیث میں ایسی پابندی کا ذکر نہیں ہے بالوں میں کنگھی کرنا، غسل کرنا اور صاف ستھرے کپڑے پہننا طہارت وصفائی میں داخل ہے جس سے بندے کو جسمانی اور دلی تسکین ملتی ہے اور یہی تسکین وطمانیت عبادت کرنے میں معاون ہے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں:

اَلسُّنَّةُ عَلَى الْمُعْتَكِفِ: أَنْ لَا يَعُودَ مَرِيضًا، وَلَا يَشْهَدَ جَنَازَةً، وَلَا يَمَسَّ امْرَأَةً، وَلَا يُبَاشِرَهَا، وَلَا يَخْرُجَ لِحَاجَةٍ، إِلَّا لِمَا لَا بُدَّ مِنْهُ.

"اعتکاف کرنے والے کیلئے سنت یہ ہے کہ وہ بیمار پرسی کو نہ جائے کسی جنازے میں شریک نہ ہو اور بیوی سے ہمبستری نہ کرے اور ضروری حاجات کے علاوہ مسجد سے نہ نکلے۔"[2]

اعتکاف کرنے والے کو چاہئے کہ وہ مسجد کے تقدس کا خیال رکھے مساجد

---

[1] صحیح۔ بخاری کتاب الاعتکاف، باب لا یدخل البیت الالحاجۃ، رقم: ۲۰۲۹

[2] حسن صحیح، سنن ابی داؤد للالبانی، کتاب الصوم، باب المعتکف یعود المریض، رقم: ۲۴۷۳

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں بیٹھنے کے کچھ آداب ہیں مساجد میں دنیاوی امور پر گفتگو کرنے، سیاست پر بات کرنے وقت گزاری کیلئے گپیں لگانے اور مجلسیں لگانے سے اجتناب کیا جائے بلکہ اعتکاف کرنے والا کم بولے کم سوئے اور کم کھائے اور سارا وقت اللہ کی عبادت میں صرف کرے زیادہ کھانے سے طبیعت میں غنودگی اور سستی کا غلبہ ہوتا ہے، زیادہ بولنے سے زبان کی لغزشیں سرزد ہوتی ہیں اور زیادہ سونے سے غفلت طاری ہوتی ہے اعتکاف میں بندے کو تنہائی میسر آتی ہے اور تنہائی میں رونے والا بندہ اللہ کو محبوب ہے۔

اگر جائے اعتکاف سے کسی ضروری کام کیلئے نکلیں مثلاً قضائے حاجت یا نماز کیلئے تو منہ کو چھپالینا کہ کوئی دیکھ نہ لے خواہ مخواہ کی سختی ہے جس کا کہیں کسی حدیث سے ثبوت نہیں ملتا۔

کیا عورت گھر میں اعتکاف کرسکتی ہے؟

عورت بھی مسجد میں ہی اعتکاف کرے گی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ[1]

"اور تم ان عورتوں سے جماع نہ کرو اس حال میں کہ تم مسجدوں میں اعتکاف کرنے والے ہو"

ازواج مطہرات بھی مسجد میں ہی اعتکاف کیا کرتی تھیں جس کی دلیل یہ روایت ہے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ إِذَا أَخْبِيَةٌ خِبَاءُ عَائِشَةَ، وَخِبَاءُ حَفْصَةَ، وَخِبَاءُ زَيْنَبَ، فَقَالَ: آلْبِرَّ تَقُولُونَ بِهِنَّ، ثُمَّ انْصَرَفَ، فَلَمْ يَعْتَكِفْ حَتَّى اعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ".

---

[1] البقرہ:۱۸۷

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کا ارادہ کیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ تشریف لائے (یعنی مسجد میں) جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کا ارادہ کیا تھا۔ تو وہاں کئی خیمے موجود تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھی، سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا بھی اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا بھی، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ انہوں نے ثواب کی نیت سے ایسا کیا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے اور اعتکاف نہیں کیا بلکہ شوال کے عشرہ میں اعتکاف کیا۔''

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ، صحیح مسلم کی شرح میں فرماتے ہیں:

وَفِي هَذِهِ الْأَحَادِيثِ أَنَّ الِاعْتِكَافَ لَا يَصِحُّ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَزْوَاجَهُ وَأَصْحَابَهُ إِنَّمَا اعْتَكَفُوا فِي الْمَسْجِدِ مَعَ الْمَشَقَّةِ فِي مُلَازَمَتِهِ فَلَوْ جَازَ فِي الْبَيْتِ لَفَعَلُوهُ وَلَوْ مَرَّةً لَا سِيَّمَا النِّسَاءُ لِأَنَّ حَاجَتَهُنَّ إِلَيْهِ فِي الْبُيُوتِ أَكْثَرُ[1]

''ان احادیث میں یہ دلیل موجود ہے کہ اعتکاف صرف مسجد میں ہی درست ہے۔ اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواج نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے مشقت کے باوجود مسجد میں ہی اعتکاف کیا ہے۔ اگر گھر میں جائز ہوتا تو وہ ضرور ایسا کرتے اگرچہ ایک مرتبہ ہی ہوتا خاص طور پر خواتین اس لئے کہ ان کی ضروریات تو گھروں سے زیادہ وابستہ ہیں۔''

دوسری دلیل:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَكَفَ مَعَهُ بَعْضُ نِسَائِهِ وَهِيَ مُسْتَحَاضَةٌ تَرَى الدَّمَ. فَرُبَّمَا وَضَعَتِ الطَّسْتَ تَحْتَهَا مِنَ

[1] شرح النووی علی المسلم: ۸/۸۸

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اللَّمِ[1]

"نبی کریم ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کی ازواج میں سے کسی خاتون نے اعتکاف کیا، حالانکہ وہ مستحاضہ تھیں اور انہیں خون آتا تھا۔ اس لیے خون کی وجہ سے اکثر اپنے نیچے تھال رکھ لیتیں تھیں۔"

نبی اکرم ﷺ کی اس زوجہ محترمہ کا استحاضہ کی بیماری کے باوجود نبی ﷺ کے ساتھ مسجد میں اعتکاف کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ عورت مسجد میں ہی اعتکاف کرے گی اگر گھر میں اعتکاف کرنے کی رخصت ہوتی تو آپ ﷺ بیماری کے پیش نظر اپنی اس بیوی کو اجازت مرحمت فرما دیتے اور آپ ﷺ نے ایسا نہیں کیا صاحب عون المعبود اس حدیث کے ضمن میں فرماتے ہیں:

وَالْحَدِيثُ يَدُلُّ عَلَى جَوَازِ مُكْثِ الْمُسْتَحَاضَةِ فِي الْمَسْجِدِ وَصِحَّةِ اعْتِكَافِهَا[2]

"یہ حدیث استحاضہ والی خاتون کے مسجد میں ٹھہرنے اور اس کے اعتکاف کے درست ہونے پر دلالت کرتی ہے۔"

عورت کے گھر میں اعتکاف پر دلائل:

معترضین عورت کے گھر میں اعتکاف پر جو دلائل دیتے ہیں ان میں سب سے پہلی دلیل یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے گھر میں کچھ جگہ نماز کیلئے وقف کر لیتے تھے اور اسے گھر کی مسجد سے تعبیر کرتے پس عورت گھر کی مسجد میں اعتکاف کرے تو وہ مسجد میں ہی شمار ہوگا۔

رد:

ان حضرات کی خدمت میں التماس ہے اگر گھر کی مسجد میں اعتکاف جائز

---

[1] صحیح بخاری کتاب الحیض باب اعتکاف المستحاضۃ، رقم:۳۰۹

[2] عون المعبود: ۷/ ۱۱۰

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے تو پھر مردوں کو بھی بیٹھ جانا چاہیے مرد حضرات کیوں گھروں میں اعتکاف نہیں کرتے اگر صرف عورتوں کیلئے جائز ہے اور مردوں کیلئے ناجائز تو کیا اس فرق کی دلیل کسی حدیث سے ثابت ہے؟

اگر گھر کی مسجد میں عورت کا اعتکاف درست ہے تو عہد رسالت میں کسی ایک خاتون نے بھی گھر کی مسجد میں اعتکاف کیا......؟ کیا انہیں اس مسئلہ کا علم نہیں تھا؟

گھر کے ایک ایسے کمرے پر جہاں نوافل وغیرہ پڑھے جاتے ہیں مسجد کا لفظ صرف وہاں سجدہ کرنے کی وجہ سے بولا گیا ہے اس لئے کہ جس جگہ سجدہ کیا جائے اس پر مسجد کا لفظ بولا جا سکتا ہے۔ جیسے آپ ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا [1]

''میرے لئے تمام زمین کو مسجد اور پاکیزگی کا ذریعہ بنا دیا گیا۔''

آپ ﷺ کے اس فرمان میں تمام زمین پر مسجد کا لفظ بولا گیا ہے اس اعتبار سے تو ہر جگہ ہی اعتکاف درست ہوگا۔ پارک میں، نہر کنارے کسی درخت کے نیچے، یا کسی بھی جگہ، جب تمام روئے زمین پر مسجد کا لفظ بولا گیا ہے تو اعتکاف ہر جگہ ہی جائز ہوا لیکن اس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے پھر اکیلے مسجد کے لفظ سے گھر کے اعتکاف پر دلیل کیوں لی جاتی ہے پھر سوچیے کیا مسجد کو فروخت کیا جا سکتا ہے، جبکہ تم گھر کو مسجد سمیت فروخت کر دیتے ہو، کیا مسجد میں آنے والے نمازیوں کو روکا جا سکتا ہے یقیناً جواب نفی میں ہوگا جبکہ تمہارے گھر کی مسجد کا دروازہ دیگر لوگوں کیلئے بند رہتا ہے یہ سب باتیں بول بول کے کہہ رہی ہیں کہ گھر کے منتخب کردہ کمرے کا حکم درحقیقت مسجد والا نہیں ہے۔

دوسری دلیل:

باری تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتے ہیں:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا

[1] صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، باب قول النبی ﷺ جعلت لی الارض مسجدا وطہورا، رقم: ۴۳۸

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا [1]

''اس کتاب میں مریم کا بھی واقعہ ذکر کرو۔ جبکہ وہ اپنے گھر کے لوگوں سے علیحدہ ہو کر مشرقی جانب آئیں۔ اور ان لوگوں کی طرف سے پردہ کر لیا پھر ہم نے اس کے پاس اپنی روح فرشتے کو بھیجا پس وہ اس کے سامنے پورا آدمی بن کر ظاہر ہوا۔''

اس آیت میں چونکہ مذکور ہے کہ مریم علیہا السلام گھر والوں سے الگ ہوئیں اور انہوں نے دیگر لوگوں سے پردہ کر لیا ایسے ہی اور عورتیں گھر والوں سے الگ ہو کے اور پردہ لگا کے اعتکاف کر سکتی ہیں۔

رد:

اس آیت میں کہیں بھی ذکر نہیں ہے کہ مریم علیہا السلام اعتکاف کرنے کی غرض سے گھر والوں سے الگ ہوئی تھیں اس سے بظاہر تو یہی نظر آتا ہے کہ مریم علیہا السلام محض عبادت کیلئے الگ ہوئی تھیں تاکہ وہ طمانیت سے اللہ کی بندگی کر سکے اور اس پر کسی کو بھی اعتراض نہیں ہے خواتین اپنے گھروں میں الگ بیٹھ کے عبادت کر سکتی ہیں لیکن اعتکاف اس سے الگ چیز ہے۔ جو صرف مسجد میں ہی ہوتا ہے مریم علیہا السلام نے کوئی اعتکاف نہیں کیا تھا جس سے دلیل لی جا سکے اور کیا عہد رسالت میں کسی ایک بھی خاتون نے اس سے دلیل لی ہے جبکہ وہ لوگ قرآن حکیم کے مطالب و مفاہیم کو ہم سے زیادہ سمجھنے والے تھے اور مریم علیہا السلام تو کوئی دس بیس دن کیلئے نہیں بلکہ مستقل اللہ کی عبادت کیلئے الگ ہوئی تھیں جبکہ اعتکاف محدود وقت کیلئے ہوتا ہے۔

خواتین اگر مسجد میں اعتکاف نہیں کرنا چاہتیں تو اعتکاف کوئی فرض نہیں ہے

[1] سورۃ مریم: ۱۷،۱۶

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وہ اپنے گھر میں اللہ کی عبادت کریں راتوں کا قیام کریں زیادہ سے زیادہ قرآن حکیم کی تلاوت کریں، ذکر واذکار میں زیادہ وقت بسر کریں اور اپنے شوہر کی خدمت کریں انشاءاللہ رب تعالیٰ انہیں اجر وثواب سے نوازیں گے اور اگر وہ ان دس دنوں میں الگ بیٹھ کے عبادت کرنا چاہتی ہیں تو بھی کر سکتی ہیں لیکن اسے اعتکاف نہ سمجھیں اور نہ ہی ان پر اعتکاف والی پابندیاں عائد ہوں گی۔

اعتکاف کی فضیلت:

آخری عشرہ کی برکات کو سمیٹنے کیلئے جن حضرات کے پاس موقع ہے وہ ضرور اعتکاف کریں اعتکاف میں بندے کو تنہائی کا موقع میسر آتا ہے۔ جہاں وہ اللہ کے سامنے آنسو بہا سکتا ہے جی بھر کے دعائیں مانگ سکتا ہے عبادت کی اپنی ایک لذت ہوتی ہے اس لذت تک رسائی تبھی ہو سکتی ہے جب دل میں دنیا کا خیال نہ ہو بلکہ معبود حقیقی کی یاد دل میں بسی ہوئی ہو، اعتکاف کرنے والا درحقیقت دنیاوی مشاغل چھوڑ کے دل کے دروازے ذکر وفکر کیلئے کھول لیتا ہے دس دن اللہ کے گھر میں بیٹھنا کس قدر عظمت والا کام ہے اس کا اندازہ اس روایت سے لگائیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" مَنْ صَلَّى الْغَدَاةَ فِي جَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللهَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَانَتْ لَهُ كَأَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ " قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "تَامَّةٍ تَامَّةٍ تَامَّةٍ "[1]

”جس نے نماز فجر جماعت سے پڑھی پھر بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتا رہا یہاں تک کہ سورج نکل آیا، پھر اس نے دو رکعتیں پڑھیں، تو اسے ایک حج اور ایک عمرے کا ثواب ملے گا۔“ راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

[1] حسن، سنن ترمذی للالبانی، ابواب السفر، باب ذکر ما یستحب من الجلوس فی المسجد، رقم: ۵۸۶

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: ''پورا، پورا، پورا، یعنی حج وعمرے کا پورا ثواب۔''

توجہ فرمائیں! مسجد میں اس نے قیام کتنی دیر کیا ہے؟ صرف فجر سے طلوع آفتاب تک اور اجر ہے مکمل حج اور عمرہ جتنا اور جو دس دن تک قیام کرے اس کا اجر کس قدر ہوگا پھر اعتکاف کرنے میں سنت پر عمل کرنے کا اجر بھی ہے رسول اللہ ﷺ اپنی وفات تک اس پر عمل پیرا رہے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللهُ". ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ[1]

''نبی کریم ﷺ اپنی وفات تک برابر رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرتے رہے اور آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی ازواج مطہرات اعتکاف کرتی رہیں۔''

لیلۃ القدر کی تلاش:

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ لیلۃ القدر اس عشرہ کی طاق راتوں میں سے کسی ایک رات میں ہوتی ہے اس کی عظمت کا اظہار باری تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ایک مکمل سورت کے نزول کے ساتھ کیا ہے:

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ. وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ. لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ. تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ. سَلَامٌ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ[2]

''یقیناً ہم نے اس کو لیلۃ القدر میں نازل فرمایا۔ اور آپ کو کیا معلوم کہ لیلۃ القدر کیا ہے؟ لیلۃ القدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس میں (ہر کام) سرانجام دینے کو اپنے رب کے حکم سے فرشتے اور روح (جبرائیل علیہ السلام)

---

[1] صحیح بخاری کتاب الاعتکاف باب الاعتکاف فی العشر الاواخر والاعتکاف فی المساجد کلہا، رقم: ۲۰۲۶

[2] القدر: ۱ تا ۵

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اترتے ہیں۔ یہ رات فجر طلوع ہونے تک سراسر سلامتی والی رہتی ہے۔"

لیلۃ القدر کی فضیلت:

اس سورۂ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر کی جو فضیلتیں بیان فرمائی ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

کلام الٰہی کا نزول:

لیلۃ القدر کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ اس رات اللہ تعالیٰ نے بندوں کی رشدو ہدایت کیلئے قرآن حکیم کو نازل فرمایا ایک اور مقام پر اس کی وضاحت یوں فرمائی:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ [1]

"ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کیلئے ہدایت ہے اور جس میں ہدایت اور حق و باطل میں تمیز کی نشانیاں ہیں۔"

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قرآن تو ۲۳ سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوا مگر یہاں لیلۃ القدر میں سارا قرآن نازل ہونے کا ذکر ہے اس کا جواب مفسرین دو اعتبار سے دیتے ہیں (۱) اس رات سارا قرآن لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل کر دیا گیا اور پھر حالات و واقعات کے پیش نظر تھوڑا تھوڑا کر کے ۲۳ سال کے عرصہ میں آسمان دنیا سے زمین پر اُتارا گیا۔ (۲) سارا قرآن اس رات ان فرشتوں کو جو حاملین وحی ہیں سپرد کر دیا گیا اور پھر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق بتدریج نازل کیا جاتا رہا۔

ہزار مہینوں سے بہتر رات:

کتنا مقام ہے اس رات کا کہ اس کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر

---

[1] البقرہ: ۱۸۵

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے یہ مرتبہ اور کسی رات کو حاصل نہیں ہزار مہینوں کے ۸۳ سال اور ۴ ماہ بنتے ہیں اتنی عمر آج کل کسی کسی کی ہوتی ہے یہ ایک بونس ہے جس خوش نصیب نے اس رات کو پالیا اگر اس کی ساٹھ سال عمر ہے تو اس نے اپنی عمر سے بڑھ کے عبادت نامۂ اعمال میں لکھوالی بعض مفسرین نے ہزار مہینوں کو عدد میں معین نہیں کیا وہ اس سے طویل مدت کی عبادت مراد لیتے ہیں اس لئے کہ اہل عرب کا قاعدہ تھا جب انہوں نے بہت زیادہ مقدار یا مدت کا اظہار کرنا ہوتا تو ہزار یعنی الف کا لفظ استعمال کرتے تھے ان کے ہاں گنتی کیلئے سب سے بڑا عدد اَلْفٌ ہی تھا اس اعتبار سے ہزار مہینوں کا مطلب ہوگا اس رات کی عبادت طویل المدت لامحدود عرصہ کی عبادت سے بہتر ہے۔

طلوع فجر تک امن وسلامتی:

یہ رات سلامتی والی ہے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اس کے بھی دو مطلب ہیں (۱) جو فرشتے اس رات نازل ہوتے ہیں وہ طلوع فجر تک اللہ کی عبادت کرنے والوں کیلئے سلامتی اور خیر کی دعائیں مانگتے رہتے ہیں (۲) اس رات جتنے فیصلے کئے جاتے ہیں سب سلامتی اور امن والے ہوتے ہیں یہاں تک کہ کسی فرد کی اگر ہلاکت کا بھی فیصلہ کیا جائے تو اس میں بھی زمین والوں کیلئے سلامتی اور خیر کا پہلو ہی ہوتا ہے۔

لیلۃ القدر کی تعیین:

لیلۃ القدر رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہوتی ہے سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يُخْبِرُ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ، فَتَلَاحَى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ: "إِنِّي خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ، وَإِنَّهُ تَلَاحَى فُلَانٌ وَفُلَانٌ، فَرُفِعَتْ وَعَسَى أَنْ يَكُونَ خَيْرًا لَكُمْ، الْتَمِسُوهَا فِي السَّبْعِ وَالتِّسْعِ وَالْخَمْسِ".[1]

[1] صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب خوف المؤمن من أن یحبط عملہ وھو لا یشعر، رقم: ۴۹

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرے سے نکلے، لوگوں کو لیلۃ القدر کے بارے میں بتانا چاہتے تھے (وہ کون سی رات ہے) اتنے میں دو مسلمان آپس میں لڑ پڑے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں تو اس لیے باہر نکلا تھا کہ تمہیں لیلۃ القدر کے بارے میں بتلاؤں اور فلاں فلاں آدمی لڑ پڑے تو وہ میرے دل سے اٹھالی گئی اور شاید اسی میں کچھ تمہاری بہتری ہو۔ (تو اب ایسا کرو کہ) لیلۃ القدر کو رمضان کی ستائیسویں، انتیسویں اور پچیسویں رات میں تلاش کرو۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ"[1]

''شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لیلۃ القدر صحابہ رضی اللہ عنہم کی زبان سے:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی لیلۃ القدر سے متعلقہ روایات کو جمع کریں تو پتہ چلتا ہے کہ لیلۃ القدر رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں بدل بدل کر آتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں تین راتوں کے لیلۃ القدر ہونے کا بیان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا ہے:

اکیسویں رات:

سیدنا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدٍ وَكَانَ لِي صَدِيقًا. فَقَالَ: اعْتَكَفْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ. فَخَرَجَ صَبِيحَةَ عِشْرِينَ فَخَطَبَنَا. وَقَالَ: "إِنِّي أُرِيتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ. ثُمَّ

[1] صحیح بخاری، کتاب الصوم باب تحری لیلۃ القدر فی الوتر من العشر الاواخر رقم: ۲۰۱۷

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

أُنْسِيتُهَا أَوْ نُسِّيتُهَا، فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فِي الْوَتْرِ"، وَإِنِّي رَأَيْتُ أَنِّي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ، فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَرْجِعْ، فَرَجَعْنَا وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً، فَجَاءَتْ سَحَابَةٌ فَمَطَرَتْ، حَتَّى سَالَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ، وَكَانَ مِنْ جَرِيدِ النَّخْلِ، وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِي الْمَاءِ وَالطِّينِ حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ الطِّينِ فِي جَبْهَتِهِ[1]

''میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے (لیلۃ القدر کے بارے میں) پوچھا، وہ میرے دوست تھے، انہوں نے جواب دیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے دوسرے عشرہ میں اعتکاف میں بیٹھے۔ پھر بیس تاریخ کی صبح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف سے نکلے اور ہمیں خطبہ دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے لیلۃ القدر دکھائی گئی، لیکن بھلا دی گئی یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) میں خود بھول گیا۔ اس لیے تم اسے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ میں نے یہ بھی دیکھا ہے گویا میں گیلی مٹی میں سجدہ کر رہا ہوں۔ اس لیے جس نے میرے ساتھ اعتکاف کرنا ہو وہ پھر لوٹ آئے اور اعتکاف میں بیٹھے۔ خیر ہم نے پھر اعتکاف کیا۔ اس وقت آسمان پر بادلوں کا ایک ٹکڑا بھی نہیں تھا۔ لیکن دیکھتے ہی دیکھتے بادل آیا اور بارش اتنی ہوئی کہ مسجد کی چھت سے پانی ٹپکنے لگا جو کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی تھی۔ پھر نماز کی تکبیر ہوئی تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گیلی مٹی میں سجدہ کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ پانی اور مٹی کا نشان میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر دیکھا۔

[1] صحیح بخاری کتاب صلاۃ التراویح باب التماس لیلۃ القدر فی السبع الاواخر، رقم: ۲۰۱۶

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس روایت میں راوی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ نشانی کے مطابق اکیسویں رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر مٹی کا نشان دیکھا اس سے ان لوگوں کا بھی رد ہوتا ہے جو صرف ستائیسویں رات کو ہی لیلۃ القدر سمجھتے ہیں اور صرف اسی رات ہی عبادت کرتے ہیں۔

تئیسویں رات:

سیدنا عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں بنوسلمہ کی مجلس میں تھا، اور میں ان میں سب سے چھوٹا تھا، لوگوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارے لیے شب قدر کے بارے میں کون پوچھے گا؟ یہ رمضان کی اکیسویں صبح کی بات ہے، تو میں نکلا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی، پھر آپ کے گھر کے دروازے پر کھڑا ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے اور فرمایا: "اندر آجاؤ"، میں اندر داخل ہو گیا، آپ کا شام کا کھانا آیا تو آپ نے مجھے دیکھا کہ میں کھانا تھوڑا ہونے کی وجہ سے کم کھا رہا ہوں، جب کھانے سے فارغ ہوئے تو فرمایا: "مجھے میرا جوتا دو"، پھر آپ کھڑے ہوئے اور میں بھی آپ کے ساتھ کھڑا ہوا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لگتا ہے تمہیں مجھ سے کوئی کام ہے؟"، میں نے کہا: جی ہاں، مجھے قبیلہ بنوسلمہ کے کچھ لوگوں نے آپ کے پاس بھیجا ہے، وہ لیلۃ القدر کے بارے میں پوچھ رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "آج کون سی رات ہے؟"، میں نے کہا: بائیسویں رات، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"هِيَ اللَّيْلَةُ". ثُمَّ رَجَعَ. فَقَالَ: "أَوِ الْقَابِلَةُ. يُرِيدُ لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ"[1]

''یہی شب قدر ہے' پھر لوٹے اور فرمایا: "یا کل کی رات ہوگی'' آپ کی مراد تیئسویں رات تھی۔''

سیدنا عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک اور روایت میں ہے فرماتے

[1] حسن۔ صحیح سنن ابی داود للالبانی، کتاب الصلاۃ، باب فی لیلۃ القدر، رقم: ۱۳۷۹

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا:

إِنَّ لِي بَادِيَةً أَكُونُ فِيهَا وَأَنَا أُصَلِّي فِيهَا بِحَمْدِ اللّٰهِ. فَمُرْنِي بِلَيْلَةٍ أَنْزِلُهَا إِلَى هٰذَا الْمَسْجِدِ. فَقَالَ: "انْزِلْ لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ". فَقُلْتُ لِابْنِهِ: كَيْفَ كَانَ أَبُوكَ يَصْنَعُ ؛ قَالَ: كَانَ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ إِذَا صَلَّى الْعَصْرَ فَلَا يَخْرُجُ مِنْهُ لِحَاجَةٍ حَتّٰى يُصَلِّيَ الصُّبْحَ. فَإِذَا صَلَّى الصُّبْحَ وَجَدَ دَابَّتَهُ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ. فَجَلَسَ عَلَيْهَا. فَلَحِقَ بِبَادِيَتِهِ[1]

''اللہ کے رسول! ایک غیر آباد جگہ پر میرا گھر ہے میں اسی میں رہتا ہوں اور بحمد اللہ وہیں نماز پڑھتا ہوں، آپ مجھے کوئی ایسی رات بتا دیجئے کہ میں اس میں مسجد میں آجایا کروں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیئسویں رات کو آجانا''۔ محمد بن ابراہیم کہتے ہیں: میں نے عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے بیٹے سے پوچھا: تمہارے والد پھر کیسے کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: جب عصر پڑھنی ہوتی تو مسجد میں داخل ہوتے پھر کسی کام سے باہر نہیں نکلتے تھے یہاں تک کہ فجر پڑھ لیتے، پھر جب فجر پڑھ لیتے تو اپنی سواری مسجد کے دروازے پر پاتے اور اس پر بیٹھ کر جنگل میں واپس آجاتے۔

ان دونوں احادیث سے دو مسئلے ثابت ہوتے ہیں (۱) اعتکاف کرنے والوں کے علاوہ وہ لوگ جو کام کاج والے ہیں وہ بھی طاق راتوں میں عبادت کیلئے رات مسجد میں گزار سکتے ہیں جیسا کہ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ رات مسجد میں گزار کے فجر کی نماز کے بعد جنگل کی جانب روانہ ہو جاتے تھے۔

پچیسویں رات:

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

[1] حسن صحیح، سنن ابی داؤد للالبانی، کتاب تفریع ابواب شہر رمضان، باب فی لیلۃ القدر، رقم: ۱۳۸۰

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

" أُنْزِلَتْ صُحُفُ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي أَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ، وَأُنْزِلَتِ التَّوْرَاةُ لِسِتٍّ مَضَيْنَ مِنْ رَمَضَانَ، وَالْإِنْجِيلُ لِثَلَاثَ عَشْرَةَ خَلَتْ مِنْ رَمَضَانَ، وَأُنْزِلَ الْفُرْقَانُ لِأَرْبَعٍ وَعِشْرِينَ خَلَتْ مِنْ رَمَضَانَ "[1]

''رمضان کے مہینہ کی پہلی رات ابراہیم علیہ السلام پر صحائف کا نزول ہوا اور تورات رمضان کے چھ دن گزر جانے کے بعد نازل ہوئی انجیل رمضان کے تیرہ دن گزر جانے کے بعد نازل ہوئی اور قران حکیم رمضان کے چوبیس دن گزر جانے کے بعد نازل ہوا۔''

اور قرآن حکیم میں باری تعالیٰ نے فرمایا ہے:

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ

''بلاشبہ ہم نے اس (قرآن) کو لیلۃ القدر میں نازل کیا۔''

چوبیس دن گزر جانے کے بعد اگر قرآن حکیم لیلۃ القدر میں نازل ہوا ہے تو وہ پچیسویں رات بنتی ہے۔

ستائیسویں رات:

سیدنا زر بن حبیش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قُلْتُ لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَخْبِرْنِي عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ يَا أَبَا الْمُنْذِرِ فَإِنَّ صَاحِبَنَا سُئِلَ عَنْهَا، فَقَالَ: مَنْ يَقُمِ الْحَوْلَ يُصِبْهَا. فَقَالَ: رَحِمَ اللَّهُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمَ أَنَّهَا فِي رَمَضَانَ، (وَلَكِنْ كَرِهَ أَنْ يَتَّكِلُوا. أَوْ أَحَبَّ أَنْ لَا يَتَّكِلُوا. ثُمَّ اتَّفَقَا) وَاللَّهِ إِنَّهَا لَفِي رَمَضَانَ لَيْلَةَ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ لَا يَسْتَثْنِي، قُلْتُ: يَا أَبَا الْمُنْذِرِ، أَنَّى عَلِمْتَ ذَلِكَ؟ قَالَ: بِالْآيَةِ الَّتِي أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

[1] مسند احمد مسند الشامیین رقم ۷۰ ۶۳، وحسنہ الالبانی فی السلسلۃ الصحیحۃ ۴/ ۱۰۴، رقم: ۱۵۷۵

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قُلْتُ لِزِرٍّ: مَا الْآيَةُ ؟ قَالَ: تُصْبِحُ الشَّمْسُ صَبِيحَةَ تِلْكَ اللَّيْلَةِ مِثْلَ الطَّسْتِ لَيْسَ لَهَا شُعَاعٌ حَتَّى تَرْتَفِعَ[1]

''میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہا: ابومنذر! مجھے شب قدر کے بارے میں بتایئے؟ اس لیے کہ ہمارے شیخ یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے جب اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: جو پورا سال قیام کرے اسے پالے گا، ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ ابوعبدالرحمن پر رحم فرمائے، اللہ کی قسم! انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ یہ رات رمضان میں ہے لیکن انہیں یہ ناپسند تھا کہ لوگ اس پر بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں اللہ کی قسم! یہ رات رمضان میں ہے اور ستائیسویں رات ہے، اس سے باہر نہیں، میں نے پوچھا: اے ابومنذر! آپ کو یہ کیوں کر معلوم ہوا؟ انہوں نے جواب دیا: اس علامت سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتائی تھی۔ (عاصم کہتے ہیں میں نے زر سے پوچھا: وہ علامت کیا تھی؟ جواب دیا: اس رات (کے بعد جو صبح ہوتی ہے اس میں) سورج تھال کی طرح نکلتا ہے، جب تک بلندی کو نہ پہنچ جائے، اس میں کرنیں نہیں ہوتیں۔''

ان ساری روایات کو جمع کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ لیلۃ القدر آخری عشرہ کی طاق راتوں میں بدل بدل کر آتی ہے اس لئے پانچوں طاق راتوں میں اللہ تعالیٰ کی خوب عبادت کرنی چاہئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان گرامی ہے:

مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ[2]

---

[1] صحیح سنن ابی داؤد للالبانی، تفریع ابواب شهر رمضان، باب فی لیلۃ القدر، ۱۳۷۸

[2] صحیح بخاری، کتاب الصوم باب من صام رمضان ایمانا، رقم: ۱۹۰۱

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

"جو لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے قیام کرے اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔"

خیر سے محروم آدمی:

جو بندہ غفلت میں رہا اور یہ قدر و منزلت والی رات آئی اور گزر گئی وہ ایک بہت بڑی خیر سے محروم رہا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رمضان کا مہینہ آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إِنَّ هَذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ وَفِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ، مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ، وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا إِلَّا مَحْرُومٌ"[1]

"یہ ایسا مہینہ آیا ہے جس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو اس سے محروم رہا وہ ہر طرح کی خیر (بھلائی) سے محروم رہا، اور اس کی بھلائی سے محروم وہی رہے گا جو (واقعی) محروم ہو۔"

ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ راتوں کا قیام کرنا تو بہت دور کی بات ہے بعض ایسے بدنصیب بھی ہیں جو فجر و عشاء کی نماز بھی با جماعت ادا نہیں کرتے حالانکہ عشاء و فجر کی با جماعت نماز ادا کرنے والا بھی اس رات کے خیر کثیر سے اپنا حصہ پالیتا ہے اس کی دلیل صحیح مسلم کی یہ روایت ہے:

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ قَالَ: دَخَلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ الْمَسْجِدَ بَعْدَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ، فَقَعَدَ وَحْدَهُ، فَقَعَدْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ

[1] صحیح سنن ابن ماجہ للالبانی، کتاب الصیام، باب ما جاء فی فضل شہر رمضان، رقم: ۱۶۴۴

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ[1]

سیدنا عبدالرحمن بن ابی عمرہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مغرب کے بعد مسجد میں آئے اور اکیلے بیٹھ گئے میں ان کے پاس جا بیٹھا، انہوں نے کہا کہ اے میرے بھتیجے! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی گویا اس نے نصف رات قیام کیا اور جس نے (عشاء کے ساتھ) صبح کی نماز بھی با جماعت ادا کی تو گویا اس نے ساری رات کا قیام کیا۔"

لیلۃ القدر کی علامات:

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا تَطْلُعُ يَوْمَئِذٍ لَا شُعَاعَ لَهَا[2]

ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ اس صبح جو سورج طلوع ہوتا ہے اس کی شعاع نہیں ہوتی۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

تَذَاكَرْنَا لَيْلَةَ الْقَدْرِ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَيُّكُمْ يَذْكُرُ حِينَ طَلَعَ الْقَمَرُ، وَهُوَ مِثْلُ شِقِّ جَفْنَةٍ[3]

"ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیلۃ القدر کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کون اسے یاد رکھتا ہے اس رات جب چاند نکلتا ہے تو

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصلاۃ، باب فضل العشاء والصبح فی جماعۃ، رقم: ٦٥٦

[2] صحیح مسلم کتاب الاعتکاف باب لیلۃ القدر لیلۃ سبع وعشرین، رقم: ٧٦٢

[3] صحیح مسلم کتاب الصیام باب فضل لیلۃ القدر والحث علی طلبھا، رقم: ١١٧٠

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایسے ہوتا ہے جیسے بڑے تھال کا کنارہ ہو۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةٌ سَمْحَةٌ طَلْقَةٌ لَا حَارَّةٌ وَلَا بَارِدَةٌ تُصْبِحُ الشَّمْسُ صَبِيْحَتَهَا ضَعِيْفَةً حَمْرَاءَ[1]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لیلۃ القدر کے متعلق فرمایا کہ یہ ایک خوشگوار اور معتدل رات ہوتی ہے جس میں نہ گرمی ہوتی ہے اور نہ سردی، اس کی صبح سورج سرخی مائل اور مدھم سا ہوتا ہے۔"

ایک اور روایت میں ہے:

وَلَا يُرْمٰى فِيْهَا بِنَجْمٍ وَمِنْ عَلَامَةِ يَوْمِهَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ لَا شُعَاعَ لَهَا[2]

"اس رات ستارے نہیں ٹوٹتے اور صبح سورج بغیر شعاع کے طلوع ہوتا ہے۔"

دو نشانیاں اس رات کی قرآن حکیم نے بیان کی ہیں:

(۱) اس رات فرشتے اور جبرائیل امین اُترتے ہیں اور یقینی بات ہے کہ فرشتوں کے اُترنے سے ایک روحانی تسکین کا احساس ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ[3]

"اس رات فرشتے اور روح القدس ہر حکم لے کر نازل ہوتے ہیں۔"

(۲) یہ رات طلوع فجر تک سلامتی والی رات ہے

---

[1] صحیح الجامع الصغیر للالبانی ۲/ ۹۶۲، رقم: ۵۴۷۵

[2] حسن، الجامع الصغیر للالبانی ۲/ ۹۶۱، رقم: ۵۴۷۲

[3] القدر: ۴

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ[1]

''وہ رات طلوع فجر تک سلامتی والی ہے۔''

اس کی وضاحت میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت بھی ملا لیں جو ابھی بیان ہوئی ہے کہ یہ ایک خوشگوار اور معتدل رات ہوتی ہے جس میں نہ گرمی ہوتی ہے اور نہ سردی یقیناً جو رات سلامتی والی ہو اس میں بندوں کو روحانی طمانیت ملتی ہے اور وہ رات نہ گرمی والی ہے اور نہ سردی والی بلکہ سلامتی والی ہے جب موسم میں نہ گرمی ہو اور نہ سردی تو وہ سلامتی والا ہوتا ہے جیسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آگ کو فرمایا تھا جس میں ابراہیم علیہ السلام کو ڈالا گیا۔

يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ[2]

''اے آگ تو ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈک اور سلامتی والی ہو جا۔''

جب آگ نہ اتنی ٹھنڈی ہو کہ نقصان دے اور نہ اتنی گرم کہ تکلیف کا سامان پیدا کرے تو اللہ نے اسے سلامتی والا قرار دیا معلوم ہوا کہ لیلۃ القدر اگر طلوع فجر تک سلامتی والی ہے تو اپنی خوشگواریت میں نہ سرد ہے اور نہ گرم، موسم کے علاوہ بھی اس رات میں ہر اعتبار اور ہر پہلو سے سلامتی پائی جاتی ہے۔

❁❁❁

[1] القدر:۵

[2] الانبیاء:۶۹

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

خطبہ عید الفطر

رمضان کے اسباق

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

واجب الاحترام سامعین حضرات!

رمضان المبارک میں ہم نے نماز، روزہ، مسجد اور ایمانی کاموں سے تعلق جوڑ کے درحقیقت اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلقات کو مضبوط کیا ہے اور رمضان المبارک کا درس اور دنیا وآخرت میں کامیابی کا اصول بھی یہی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق کو جوڑے رکھیں اور اس کی بندگی اور ایمانی کاموں سے اس تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر بنائیں اس لئے کہ جو بندہ اپنا تعلق اللہ سے جوڑ لیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اہل دنیا سے بے نیاز فرمادیتے ہیں۔

سلطان محمود غزنوی کے بارے میں مشہور ہے ایک دن اس نے اپنے دربار میں دنیاوی دولت کے انبار لگوادیے، بیش قیمت چیزیں اور سامان رکھا اور مصاحبین و خدام میں اعلان کردیا جو شخص جس چیز پر ہاتھ رکھے گا وہی چیز اسے دے دی جائے گی کسی نے کچھ اُٹھالیا، کسی نے کچھ، ساری چیزیں ختم ہوگئیں، مگر سلطان کا چہیتا غلام ایاز اپنی جگہ کھڑا رہا، پوچھا ارے تو نے بھی کوئی چیز اٹھالی ہوتی، تو نے کچھ بھی نہیں اُٹھایا، ایاز نے کہا میں نے سب کچھ لے لیا ہے یہ کہا اور اس نے سلطان محمود غزنوی پر اپنا ہاتھ رکھ دیا، کہا جب میں نے چیزیں بانٹنے والے بادشاہ کو لے لیا تو گویا ساری بادشاہت کو لے لیا یہ تو ایک معمولی بادشاہ ہے اللہ رب العالمین بادشاہوں کے بادشاہ ہیں، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَقْبِضُ اللّٰهُ الْأَرْضَ وَيَطْوِي السَّمَاءَ بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ مُلُوكُ الْأَرْضِ؟[1]

''اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) زمین کو اپنی مٹھی میں لے لے گا اور

[1] صحیح۔سنن ابن ماجۃ للالبانی، کتاب الزہد، باب الہم بالدنیا، رقم:۴۱۰۷

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آسمانوں کو اپنے دائیں ہاتھ میں لپیٹ لے گا، پھر فرمائے گا کہ اب میں ہوں بادشاہ، آج زمین کے بادشاہ کہاں گئے؟"

جو ایسے بادشاہ سے اپنا تعلق جوڑ لے وہ اہل دنیا سے بے نیاز ہو جاتا ہے، جو اللہ کی بندگی سے رشتہ جوڑ لے اللہ اس کا سینہ دولت سے بھر دیتے ہیں، وہ اہل دنیا کا محتاج نہیں رہتا یہ ایک حدیث قدسی کا مفہوم ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" يَقُولُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ: يَا ابْنَ آدَمَ , تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي أَمْلَأْ صَدْرَكَ غِنًى , وَأَسُدَّ فَقْرَكَ , وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ , مَلَأْتُ صَدْرَكَ شُغْلًا , وَلَمْ أَسُدَّ فَقْرَكَ [1]

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے ابن آدم! تو میری عبادت کیلئے خود کو فارغ کر دے میں تیرے سینے کو تونگری سے بھر دوں گا اور تیری محتاجگی دور کر دوں گا اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تیرا سینہ مشغولیت سے بھر دوں گا (تجھے بے کار کاموں میں الجھا دوں گا) اور تیری محتاجگی دور نہیں کروں گا۔"

اس حدیث مبارک میں دو چیزیں بیان ہوئی ہیں۔ پہلی چیز یہ کہ اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلقات میں مضبوطی ہو تو اللہ تعالیٰ بندے کی محتاجگی دور کر کے اسے اہل دنیا سے بے نیاز کر دیتے ہیں اور اس کا دل غنی کر دیتے ہیں اور جب دل غنی ہو تو اس میں حرص و ہوس نہیں رہتی اور دوسرا اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کو مضبوط بنانے کا طریقہ بیان ہوا ہے کہ اے ابن آدم! تو خود کو میری عبادت کیلئے فارغ کر دے" یعنی جب عبادت کا وقت ہو مسجد کے میناروں سے اذان کی آواز بلند ہو دنیا کے سب کام چھوڑ کے خود کو میری عبادت کے لئے فارغ کر دے، غفلت، سستی اور نیند کو چھوڑ دے اور جب تو میرے سامنے سجدہ ریز ہو تو تیرا دل دنیاوی خیالات اور دنیاوی خواہشات سے فارغ ہو جس نماز میں دل اللہ کی یاد کے لئے فارغ ہی نہ ہو وہ نماز اللہ

[1] صحیح۔ سنن ابن ماجۃ للالبانی، کتاب الزہد، باب الہم بالدنیا، رقم: ۴۱۰۷

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ تعلق کو کیسے مضبوط کر سکتی ہے؟ ۔

جو میں سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

اقبال فرماتے ہیں ۔

تیرا امام بے حضور، تیری نماز بے سرور
ایسی نماز سے گزر، ایسے امام سے گزر

رمضان المبارک نے ہمیں یہ درس دیا ہے کہ تم نے مہینہ بھر اپنے مرکز سے تعلق جوڑے رکھا، مسجد اور اہل مسجد کی محبت دل میں بسائے رکھی اب یہ تعلق کمزور نہیں پڑنا چاہئے یاد رکھو: اگر یہ تعلق مضبوط رہا تو تم اللہ تعالیٰ کی محبت پانے کے ساتھ ساتھ اہل دنیا بلکہ ملائکہ کے بھی محبوب نظر بن جاؤ گے ۔ یہ امام الانبیاء ﷺ کا فرمان عالی شان ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا أَحَبَّ اللّٰهُ الْعَبْدَ نَادَى جِبْرِيلَ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحْبِبْهُ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ، فَيُنَادِي جِبْرِيلُ فِي أَهْلِ السَّمَاءِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ، ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ[1]

”جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتے ہیں تو جبریل علیہ السلام سے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے۔ تم بھی اس سے محبت رکھو، چنانچہ جبریل علیہ السلام بھی اس سے محبت رکھنے لگتے ہیں۔ پھر جبریل علیہ السلام تمام اہل آسمان کو پکار کر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت رکھتا ہے۔ اس لیے تم سب لوگ اس سے محبت رکھو، چنانچہ تمام آسمان والے اس سے محبت رکھنے لگتے ہیں۔ اس کے بعد زمین والوں

[1] صحیح بخاری۔ کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ، رقم: ۳۲۰۹

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

میں بھی اس کیلئے قبولیت رکھ دی جاتی ہے۔"

توجہ کیجئے! اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ اس بندے کے لئے زمین والوں کے ہاں قبولیت رکھ دی جاتی ہے قبولیت کہا مقبولیت نہیں اس لئے کہ قبولیت کا درجہ مقبولیت سے بلند ہے جو مقبول ہے ضروری نہیں ہے کہ وہ قبول بھی ہو اور جو قبول ہو اسے مقبولیت میں حاجت نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق میں مضبوطی بندے کو انمول بنا دیتی ہے۔

جب تک بکا نہ تھا تو کوئی پوچھتا نہ تھا
تو نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

رمضان المبارک کا دوسرا سبق یہ ہے رمضان کے مہینہ میں ہم مسجد میں اکٹھے ہوئے ہمیں ایک دوسرے سے کوئی مفاد نہیں تھا ہم نے بندوں سے کچھ نہیں لینا تھا صرف اللہ کی خاطر ہم نے روزہ رکھا اللہ کی خاطر ہم مسجد میں جمع ہوئے۔ رمضان کے مہینہ نے ہمیں مسجد میں اکٹھا کر دیا۔ ہم اکٹھے نمازیں پڑھتے رہے اکٹھے قیام اللیل میں شامل ہوتے رہے۔ جمعہ کے خطبات میں شریک ہوتے رہے۔ آج عید کے اجتماع میں بھی سب اکٹھے ہیں۔ رمضان اور عید کے اجتماعات ہمیں یہ درس دیتے ہیں جب ہم اللہ کی خاطر عبادت میں اکٹھے ہو جاتے ہیں تو اللہ کی خاطر آپس میں محبت کرنا بھی سیکھ لیں۔ اللہ اپنے بندوں سے بہت محبت کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے بھی ایک دوسرے سے محبت کریں۔ مخلوق سے محبت کرنا اللہ کی صفت ہے اور جب ہم اللہ کی صفات کے پیچھے چلتے ہیں تو وہ ہم پر مہربان ہو جاتا ہے۔ جیسے وہ ستار العیوب ہے لوگوں کے عیبوں پر پردہ ڈالنے والا ہے جب ہم بھی لوگوں کے عیوب پر پردہ ڈالتے ہیں تو اللہ ہماری پردہ پوشی فرماتا ہے وہ لوگوں کو دینے والا، ان پر خرچ کرنے والا ہے اور جب ہم بھی اس کی مخلوق پر خرچ کرتے ہیں تو وہ ہمارا رزق بڑھا دیتا ہے۔ وہ معاف کرنے والا اور عفوو درگزر کرنے والا ہے جب ہم بھی لوگوں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کو معاف کر دیتے ہیں تو وہ ہمارے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے وہ اپنی مخلوق پر رحم کرنے والا ہے اور جو اس کی مخلوق پر رحم کرے وہ اس پر مہربان ہو جاتا ہے۔ اس طرح وہ اپنے بندوں سے محبت کرنے والا ہے۔ اور وہ چاہتا ہے کہ ہم بھی ایک دوسرے سے محبت کریں اور جب ہم ایک دوسرے سے بے لوث دینی اور ایمانی محبت کرتے ہیں تو وہ ہم سے محبت کرتا ہے اور جس سے عرش عظیم کا رب محبت کرے وہ کبھی بے سہارا نہیں رہتا اور کبھی گر نہیں سکتا۔

پورے قد سے جو کھڑا ہوں تو ہے یہ تیرا کرم
مجھ کو گرنے نہیں دیتا ہے اک سہارا تیرا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی کسی دوسری بستی میں اپنے بھائی سے ملنے کیلئے گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں ایک فرشتے کو بٹھا دیا جو اس کا انتظار کرنے لگا جب وہ شخص اس کے پاس سے گزرا تو فرشتے نے اس سے پوچھا: تم کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا اس بستی میں میرا بھائی رہتا ہے۔ اس سے ملنے جا رہا ہوں۔ فرشتے نے پوچھا: کیا اس نے تم پر کوئی احسان کیا ہے جس کی وجہ سے تم یہ مشقت اُٹھا رہے ہو اور اس احسان کا بدلہ دینا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں صرف اس لئے جا رہا ہوں کہ میں اس سے اللہ کے لئے محبت کرتا ہوں اس پر فرشتے نے کہا:

فَإِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكَ، بِأَنَّ اللهَ قَدْ أَحَبَّكَ كَمَا أَحْبَبْتَهُ فِيهِ"[1]

"میں تیری طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں (اور یہ بتانے آیا ہوں) کہ اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے محبت کرتا ہے جیسے تو اس (آدمی) سے صرف اللہ کیلئے محبت کرتا ہے۔"

آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے کا عمل اللہ کو اس قدر پسند ہے کہ

[1] صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب فی فضل الحب فی اللہ، رقم: ۲۵٦۷

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایسے لوگوں سے اللہ بھی محبت کرنے لگ جاتا ہے اور ایک دوسرے سے محبت کرنے والے اللہ کے محبوب بن جاتے ہیں جو اللہ کے محبوب ہوں وہی تو اللہ والے کہلاتے ہیں سو اللہ والوں کی یہ نشانی ہے کہ وہ ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ دوسروں کے دکھ میں وہ بھی غم زدہ ہیں۔ اگر وہ خوش ہیں تو ان کی خوشی میں یہ بھی خوش ہیں یہی نشانی قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں کی بیان فرمائی ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ[1]

"محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت اور آپس میں رحمدل ہیں، تو انہیں دیکھے گا کہ رکوع اور سجدے کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں ہیں، ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے، ان کی یہی مثال تورات میں ہے اور ان کی مثال انجیل میں ہے۔"

اور اقبال نے اس کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے:

ہو حلقۂ یاراں تو ابریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

سیدنا ابوادریس خولانی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں میں ایک دفعہ دمشق کی جامع مسجد میں گیا تو دیکھا ایک خوبصورت جوان آدمی وہاں موجود ہے جس کے اگلے دانت خوب چمکیلے ہیں۔ اس کے پاس لوگ بیٹھے ہیں جب ان کا کسی مسئلہ میں اختلاف ہو جاتا ہے تو اس کے حل کے لئے اس سے سوال کرتے ہیں میں نے لوگوں سے دریافت کیا:

---

[1] الفتح: ۲۹

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یہ نوجوان کون ہے؟ تو مجھے بتایا گیا یہ صحابی رسول ﷺ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں جب اگلا دن ہوا تو میں صبح جلدی مسجد میں آ گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ مجھ سے بھی پہلے مسجد میں موجود ہیں اور نماز میں مشغول ہیں، میں انتظار میں بیٹھ گیا جب وہ اپنی نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے انہیں سلام کیا اور کہا: اللہ کی قسم! میں آپ سے اللہ کے لئے محبت کرتا ہوں انہوں نے کہا: کیا واقعی؟ میں نے کہا: واقعی اللہ کی قسم انہوں نے میری چادر کا کنارہ پکڑا اور اپنی طرف کھینچتے ہوئے فرمایا خوش ہو جاؤ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: وَجَبَتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّينَ فِيَّ وَالْمُتَجَالِسِينَ فِيَّ وَالْمُتَزَاوِرِينَ فِيَّ وَالْمُتَبَاذِلِينَ فِيَّ.[1]

''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ان لوگوں کے لئے میری محبت واجب ہو گئی جو میرے لئے آپس میں محبت کرتے ہیں میری خاطر ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے ہیں میرے لئے ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور میرے لئے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔''

اور وہ منظر بھی کتنا دل نشین ہوگا جب میدان محشر میں اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے خود کلام فرمائے گا اور انہیں عزت وعظمت سے نوازے گا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت والے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

أَيْنَ الْمُتَحَابُّونَ بِجَلَالِي، الْيَوْمَ أُظِلُّهُمْ فِي ظِلِّي يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّي.[2]

''میری عظمت و جلالت کیلئے آپس میں محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ آج میں ان کو اپنے سائے میں جگہ دوں گا جس دن میرے سائے

---

[1] صحیح۔ مسند احمد تعلیقات شعیب الارنؤوط، حدیث معاذ بن جبل، رم: ۲۲۰۳۰

[2] صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب فی فضل الحب فی اللہ، رقم: ۲۵۶۶

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کے علاوہ کوئی سایہ نہیں۔"

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں موجود ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت والے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِي جَلَالِي لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُوْرٍ يَغْبِطُهُمُ النَّبِيُّوْنَ وَالشُّهَدَاءُ[1]

میری جلالت وعظمت کی خاطر باہم محبت کرنے والے کہاں ہیں۔ان کیلئے نور کے منبر ہیں (جن پر وہ بیٹھیں گے) ان پر انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے۔"

عزیز دوستو! رمضان المبارک کے اجتماعات میں ہم اکٹھے ہوتے رہے قیام اللیل میں ہم باہم مل کے کھڑے ہوتے رہے اللہ کرے ان ایمانی مجالس کی خوشبو ہمارے دلوں کو ملادے اور ہم اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرنا سیکھ لیں۔اگر یہ ایمانی محبت ہمیں نصیب ہوگئی تو اللہ کی رحمتوں سے ہماری جھولیاں لبریز ہوجائیں گی ہم دنیا وآخرت میں اللہ کے محبوب نظر ہوجائیں اور میدان محشر میں عزتوں سے نوازے جائیں گے۔

رمضان المبارک کا تیسرا درس یہ ہے کہ ہم صدقہ وخیرات کو اپنا معمول اور اپنی زندگی کا حصہ بنالیں رمضان المبارک میں ہم رضائے الٰہی کے حصول میں اپنے مال سے کچھ نہ کچھ خرچ کرتے رہے اور روزہ بھی ہمیں مساکین کی مدد کا عملی احساس دلاتا ہے اس لئے کہ جب ہم دوران روزہ کھانا پینا ترک کردیتے ہیں تو بھوک اور پیاس کے عملی احساس سے گزرتے ہیں اور یہ چیز فقراء ومساکین اور بھوکوں کی زندگی کے ادراک کیلئے کافی ہے اور پھر رمضان المبارک کے آخر میں جو عمل کیا جاتا ہے وہ صدقہ فطر کی صورت میں مساکین کی مدد ہے سارا مہینہ بھوک وپیاس کی شدت کا

[1] صحیح۔جامع ترمذی للالبانی، ابواب الزہد، باب ماجاء فی الحب، فی اللہ، رقم: ۲۳۹۰

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احساس دلا کے آخری دستک مساکین کی مدد کیلئے دی جاتی ہے صدقہ فطر رمضان کے شروع میں بھی ہو سکتا تھا اسے آخر میں رکھنے کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ مساکین کی مدد کا درس رمضان کے بعد دیر تک زندہ رہے اور ہماری زندگی کا حصہ اور معمول بن جائے اس لئے کہ مساکین رمضان کے بعد بھی موجود ہوتے ہیں اور بھوک بھی موجود ہوتی ہے۔

راشن بانٹنے والے لوگو!
عید کے بعد بھی بھوک لگتی ہے

نیکی کا عمل ان خودرو جڑی بوٹیوں کی مانند نہیں ہونا چاہئے جو برسات کے موسم میں ہر سو اُگ آتی ہیں اور موسم گزرنے کے بعد ان کا وجود ختم ہو جاتا ہے۔ نیک آدمی تو پھلدار درخت کی مانند ہوتا ہے جو کبھی اپنے پھل اور کبھی اپنے سایہ کے ساتھ لوگوں کی امیدوں کا مرکز بنا رہتا ہے حقیقی نیکی وہی ہے جو مسلسل چلتی رہے۔ اگر چہ وہ تھوڑی ہی کیوں نہ ہو۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا:

أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ؟ قَالَ: أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ.[1]

اعمال میں سے کون سا عمل اللہ کے ہاں محبوب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس پر ہمیشگی ہو اگر چہ وہ تھوڑا ہی ہو۔"

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

يَا عَبْدَ اللّٰهِ لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُومُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ.[2]

[1] صحیح بخاری۔ کتاب الرقاق، باب القصد والمداومة علی العمل، رقم: ۶۴۶۵

[2] صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب ما یکرہ من ترک قیام اللیل لمن کان یقومہ، رقم: ۱۱۵۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''اے عبداللہ فلاں کی مانند نہ ہو جانا وہ رات کو قیام کیا کرتا تھا پھر اس نے قیام اللیل ترک کر دیا''

اللہ کے ہاں پسندیدہ عمل وہ ہے جس پر ہمیشگی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے آدمی کو قابل تعریف نہیں سمجھا جو تھوڑے عرصہ بعد نیکی کو ترک کر دیتا ہے باری تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ نیکی کو ہماری زندگی کا حصہ اور عادت بنا دے۔

❀❀❀

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

خطبہ عید الفطر

عید اور حقوق العباد کا درس

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واجب الاحترام سامعین حضرات!

اس دنیا میں غم اور خوشی کی بنیاد احساس پر کھڑی ہے، احساس کیا ہے؟ کسی چیز کے وجود کو محسوس کرنا...... جب بندہ غم محسوس کرتا ہے تو وہی کیفیت پورے وجود پر چھا جاتی ہے اور جب خوشی محسوس کرتا ہے تو خوشی کا عنصر اس کے وجود پر چھا جاتا ہے دوسرے لفظوں میں انسان کے اندر کا ایک موسم ہوتا اور ایک باہر کا موسم ہوتا ہے، احساس کا تعلق انسان کے اندر سے ہے اگر اندر بہار کا موسم ہے تو باہر خزاں کے موسم میں بھی خوبصورت پت جھڑ کا حُسن دکھائی دیتا ہے اور اگر اندر خزاں ہے تو باہر کھلے بہار کے پھول بھی اداس بکھری ہوئی پنکھڑیاں دکھائی دیتے ہیں۔

عزیزو! حقیقی خوشی اندر کی خوشی ہے اور اندر کی خوشی تب قائم رہتی ہے جب ہم دوسروں کو خوشیاں دیتے ہیں اور دوسروں کو خوشیاں تب دے سکتے ہیں جب ہم ان کے حقوق ادا کرتے ہیں دوسرے لفظوں میں اپنے متعلقین کو ان کے حقوق ادا کرنا انہیں خوشیاں دینا ہے اور ان کے حقوق ادا نہ کرنا ان کی خوشیاں سلب کرنا ہے۔

بہن کو عیدی ضرور لیکن وراثت کا حق سلب:

عید کے موقع پر میں اپنی بیٹی یا بہن کو عید دینے کے لیے تو جاتا ہوں لیکن وراثت میں اس کا حق غصب کر چکا ہوں۔ یاد رکھیے! باپ کے مکان یا جائیداد میں بیٹے کے ساتھ بیٹی کا بھی حصہ ہے اور بیٹی کو اس کے حق سے محروم کرنے والوں کو اس مظلوم بچی کی آہ سے ڈرنا چاہیے صحیح مسلم کی حدیث میں آتا ہے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ جو عشرہ مبشرہ صحابہ سے تعلق رکھتے ہیں ان کے ایک گھر پر اروٰی نامی خاتون نے ناجائز قبضہ کر لیا حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ فرمانے لگے، اے خاتون! میں تیرے ساتھ جھگڑا نہیں کروں گا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرمان آپ کو سنائے دیتا ہوں میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا تھا:

"مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ بِغَيْرِ حَقِّهِ طُوِّقَهُ فِي سَبْعِ أَرَضِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"

''جو شخص بالشت بھر کسی کی زمین پر ناجائز قبضہ کرتا ہے قیامت والے دن اسے سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔''

پھر کہنے لگے:

اللَّهُمَّ إِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَأَعْمِ بَصَرَهَا وَاجْعَلْ قَبْرَهَا فِي دَارِهَا[1]

''اے اللہ اگر یہ جھوٹی ہے اس کی بینائی زائل کر دے اور اس کے گھر میں ہی اس کی قبر بنا دے۔''

راوی کا بیان ہے پھر میں نے اس ارویٰ نامی خاتون کو اس حال میں دیکھا کہ اس کی آنکھوں کی بینائی زائل ہو گئی تھی اور وہ دیواروں کو ٹٹول کر چلتی اور کہا کرتی تھی مجھے سعید کی بددعا لگ گئی ہے اور ایک دن وہ اپنے گھر کے کنویں میں گر کے مرگئی اور اس جگہ اسی کی قبر بنا دی گئی۔ جس کا حق غصب کیا جائے وہ مظلوم ہوتا ہے اور مظلوم کی بددعا کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللهِ حِجَابٌ"[2]

''اور مظلوم کی بددعا سے بچتے رہنا کہ اس کی دعا اور اللہ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں۔''

جس نے اپنے بھائی کے حق پر قبضہ کر لیا وہ ظالم ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے، مطابق جتنی زمین پر اس نے قبضہ کیا سات زمینوں تک اس کا طوق بنا کے قیامت والے دن اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا بخاری کی ایک اور روایت میں

[1] صحیح مسلم، کتاب، المساقاۃ، باب تحریم الظلم وغصب الارض وغیرہا، رقم: ۱۶۱۰
[2] صحیح سنن ابی داؤد للالبانی، کتاب الزکاۃ، باب فی زکاۃ السائمۃ، رقم ۱۵۸۴

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

موجود ہے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" مَنْ أَخَذَ مِنَ الْأَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ خُسِفَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى سَبْعِ أَرَضِينَ "[1]

''جس شخص نے ناحق کسی زمین کا تھوڑا سا حصہ بھی لے لیا، تو قیامت کے دن اسے سات زمینوں تک دھنسایا جائے گا۔''

اگر ہم قیامت کے دن کی رسوائی سے بچنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنی بیٹیوں اپنی بہنوں اور اپنے بھائیوں کے حقوق انہیں ادا کرنے چاہئیں اور حصہ ادا کرتے وقت تعلقات ختم کرنے کی دھمکی نہ دو اور نہ جذباتی دباؤ ڈالو بلکہ بہن یا بیٹی کا حصہ اس کے ہاتھ پر رکھو۔

لیکن آج کس قدر بدنصیبی ہے کہ جو بہن کا حصہ غصب کر کے اس کی جائیداد پر قبضہ کر چکا ہے وہ عید والے دن لوگوں کو دکھانے کے لیے مٹھائی کا ڈبہ اور ہزار کا نوٹ لے کر بہن کے گھر عید دینے کے لیے جا رہا ہے۔

یاد رکھیے:! آدمی وراثت سے محروم صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے اگر وہ اسلام کو چھوڑ کے کافر ہو جاتا ہے

"لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ، وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ "[2]

مسلمان کافر کا وارث نہیں ہو سکتا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اگر وہ اس فرد کو قتل کر دیتا ہے جس کا اس نے وارث بننا ہے تو وہ وراثت سے محروم ہو جاتا ہے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

لَا يَرِثُ الْقَاتِلُ شَيْئًا[3]

اور تیسری صورت یہ ہے کہ اگر وہ غلام ہے تو وارث نہیں بنے گا اس لئے کہ غلام نہ خود کسی کا وارث بنتا ہے اور نہ اس کا کوئی وارث ہوتا ہے بلکہ اس کا اپنا وجود بھی

---

[1] صحیح بخاری، کتاب المظالم والغصب، باب اثم من ظلم شیئا من الارض، رقم: ۲۴۵۳

[2] صحیح بخاری، کتاب الفرائض، باب لا یرث المسلم الکافر ولا الکافر المسلم، رقم: ۶۷۶۴

[3] حسن، سنن ابی داؤد للالبانی، کتاب الدیات، باب دیات الاعضاء، رقم: ۴۵۶۴

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مالک کی ملکیت ہے اور جب یہ صورتیں نہ پائی جاتی ہوں جو میں نے بیان کی ہیں تو کسی بھی وارث کو اس کی وراثت سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ سے ڈریئے اور ہر وارث کو اس کا حق ادا کریں یہ زمین جائیداد دنیا میں ہی رہ جاتی ہے آج جس میدان میں ہم نماز عید پڑھنے کے لیے موجود ہیں ذرا تصور کیجیے زمین کا یہ ٹکڑا کب سے یہاں موجود ہے؟ یقیناً جب سے زمین بنی ہے تب سے یہ ٹکڑا یہاں موجود ہوگا اس کے ہزاروں مالک بدلے ہوں گے جن کو ہم جانتے بھی نہیں ہمارے مرنے کے بعد بھی یہ ٹکڑا یہیں موجود رہے گا اس لئے کہ زمینیں ساتھ نہیں جاتیں اعمال ساتھ جاتے ہیں اور ہمارے لئے الم ناک صورتحال یہ ہے کہ جن چیزوں نے ساتھ نہیں جانا ہم ان کے لیے لڑتے ہیں آپس میں دشمنیاں بنا لیتے ہیں اور جن اعمال نے ساتھ جانا ہے ان کو فراموش کر دیتے ہیں۔

یہاں ایک غلط فہمی کو دور کر لینا چاہیے ہم نے رمضان المبارک کے روزے رکھے، راتوں کا قیام کیا، قرآن پاک کی تلاوتیں کیں اور ہم نے درس و وعظ کے اندر یہ سنا کہ رمضان کے روزے رکھنے سے سابقہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں رمضان کی راتوں کا قیام گزشتہ گناہوں کو معاف کر دیتا ہے حج اور عمرہ سے بندہ ایسے گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی اس کی ماں نے اسے جنم دیا ہو یاد رکھیے! ان تمام گناہوں سے مراد وہ گناہ ہیں جو حقوق اللہ سے متعلق ہیں اس لئے کہ عبادت سے وہی گناہ معاف ہوتے ہیں جو عبادت اور حقوق اللہ میں کمی و کوتاہی سے متعلق ہوں جن کا تعلق حقوق العباد سے ہو وہ معاف نہیں ہوتے روزے رکھنے سے بہن کا حق معاف نہیں ہوگا اگر کسی پر ظلم کیا ہے تو راتوں کے قیام سے وہ ظلم معاف نہیں ہوگا یہ تب معاف ہوگا جب مظلوم کے پاس جا کے اس کا حق ادا کیا جائے اور اس سے، معافی مانگی جائے۔

شہادت بھی حقوق العباد کو معاف نہیں کر سکتی:

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری مجلس میں کھڑے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

أَنَّ الجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَالإِيمَانَ بِاللهِ أَفْضَلُ الأَعْمَالِ

''اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور اللہ پر ایمان لانا سب سے افضل عمل ہے۔''

یہ سن کر ایک آدمی کھڑا ہوا، اس نے کہا:

يَا رَسُولَ اللهِ، أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللهِ، يُكَفِّرُ عَنِّي خَطَايَايَ؟

''اللہ کے رسول! آپ کا کیا خیال ہے اگر میں اللہ کی راہ میں شہید ہو جاؤں، تو کیا میرے گناہ معاف کر دیے جائیں گے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:

" نَعَمْ، إِنْ قُتِلْتَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ "

''ہاں اگر تم اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے اس حال میں کہ تم صبر کرنے والے، ثواب کی امید رکھنے والے ہو، آگے بڑھنے والے ہو، پیچھے مڑنے والے نہ ہو۔''

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے ذرا دوبارہ بتاؤ تم نے کیا کہا تھا......؟ اس نے کہا

أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللهِ، أَيُكَفِّرُ عَنِّي خَطَايَايَ؟

''آپ کا کیا خیال ہے اگر میں اللہ کی راہ میں شہید ہو جاؤں تو کیا میرے گناہ معاف کر دیے جائیں گے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:

" نَعَمْ، وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ، إِلَّا الدَّيْنَ، فَإِنَّ جِبْرِيلَ قَالَ لِي ذَلِكَ "[1]

'''ہاں اگر تم صبر کرنے والے، ثواب کی امید رکھنے والے ہو اور آگے بڑھنے والے ہو پیچھے مڑنے والے نہ ہو، سوائے قرض کے، یہ مجھے جبرائیل نے (ابھی) بتایا ہے۔''

[1] صحیح۔ سنن الترمذی للالبانی، ابواب الجہاد، باب ما جاء فیمن یستشہد وعلیہ دین، رقم: ۱۷۱۲

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

شہادت کتنی عظیم عبادت ہے کہ جس میں بندہ اپنی جان اللہ کی راہ میں قربان کر دیتا ہے اور اگر شہادت جیسی عظیم عبادت قرض کو معاف نہیں کر سکتی تو باقی عبادات بھی حقوق العباد کو معاف نہیں کر سکتیں۔

عزیز دوستو بھائیو! آج ہم عید کے میدان میں جمع ہیں ہم نے سخت گرمی میں رمضان کے روزے رکھے، رکوع وسجود میں اللہ کے حضور جھکتے رہے، اپنے گناہوں کی معافی کے لیے ٹوٹے پھوٹے اعمال کرتے رہے اور ہمیں اللہ کے گھر سے قوی امید ہے وہ عرش کا مالک اور سخی داتا ہے وہ ہمارے گناہ معاف کر دے گا لیکن اس میدان سے اس عزم وارادہ کے ساتھ اُٹھنا ہے کہ حقوق العباد میں ہونے والی کوتاہیوں کو یہاں سے جا کر دور کرنا ہے اگر آج ہم نے لوگوں کے حقوق ادا نہ کئے تو رب کی عدالت میں، میدان محشر میں ادا کرنے ہوں گے اور وہاں مظلوم، یہ روزے، یہ راتوں کے قیام اور تہجدیں زکوتیں لے جائیں گے

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا:

"أَتَدْرُونَ مَا الْمُفْلِسُ؟

"کیا تم لوگوں کو معلوم ہے کہ مفلس کسے کہتے ہیں؟"

ہم نے کہا:

الْمُفْلِسُ فِينَا يَارَسُولَ اللّٰهِ مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ

"اللہ کے رسول! ہمارے یہاں مفلس اسے کہتے ہیں جس کے پاس درہم ودینار اور ضروری سامان زندگی نہ ہو۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آؤ میں تمہیں قیامت کے مفلس کے بارے میں بتاتا ہوں فرمایا:

الْمُفْلِسُ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاتِهِ وَصِيَامِهِ وَزَكَاتِهِ وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا وَقَذَفَ هَذَا وَأَكَلَ مَالَ هَذَا وَسَفَكَ دَمَ هَذَا وَضَرَبَ هَذَا، فَيَقْعُدُ فَيَقْتَصُّ هَذَا مِنْ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حَسَنَاتِهِ وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضَى مَا عَلَيْهِ مِنَ الْخَطَايَا أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ"[1]

''میری امت میں مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن روزہ، نماز اور زکاۃ کے ساتھ اس حال میں آئے گا کہ اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پہ تہمت باندھی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا، اور کسی کو مارا ہوگا، پھر اسے سب کے سامنے بٹھایا جائے گا اور بدلے میں اس کی نیکیاں مظلوموں کو دے دی جائیں گی، پھر اگر اس کے مظالم کا بدلہ پورا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو مظلوموں کے گناہ لے کر اس پر رکھ دیے جائیں گے اور اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔''

غور کیجئے! آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق اس آدمی کے پاس روزے بھی ہیں، نمازیں اور زکوتیں بھی ہیں، لیکن ان ساری عبادات کے باوجود حقوق العباد معاف نہیں ہوئے حقوق العباد میں کوتاہی کے پیش نظر یہ نمازیں پڑھنے والا، زکوتیں ادا کرنے والا آدمی جہنم کی آگ میں پھینک دیا گیا حقوق العباد کی ادائیگی کے بغیر نمازیں، روزے، حج اور زکوتیں زنگ آلودہ عبادات ہیں۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ بروز محشر اپنی عبادات کا نفع اور ثمر حاصل کریں تو ہمیں لوگوں کے حقوق ادا کرنے ہوں گے۔

عید کا دن خوشیوں کا دن ہے اور حقیقی خوشی تب نصیب ہوتی ہے جب ہم دوسروں کو خوشیاں دیتے ہیں۔ ایک حدیث بیان کر کے اپنی بات کو ختم کر رہا ہوں اس حدیث میں آپ ﷺ نے ایک سوچ اور دعوت فکر دی ہے اور میرا اس حدیث کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ امام کائنات ﷺ اس حدیث میں ہمیں جو فکر دینا چاہ رہے ہیں اس فکر اور سوچ کو لے کر آج گھروں کی طرف جائیں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

[1] صحیح۔ سنن ترمذی للالبانی، ابواب صفۃ القیامۃ، باب ما جاء فی شان الحساب والقصاص، رقم: ۲۴۱۸

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ، وَيَوْمَ الْخَمِيسِ، فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا

''ہر سوموار اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور ہر اس بندے کو معاف کر دیا جاتا ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔''

إِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ

''مگر اس آدمی کو معاف نہیں کیا جاتا جس کے دل میں اپنے بھائی کے خلاف کینہ ہے۔''

اور کہا جاتا ہے:

أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا، أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا، أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا[1]

''دیکھو ان کو (ان کا انتظار کرو) یہاں تک کہ یہ آپس میں مصالحت کر لیں ان کو رہنے دو یہاں تک کہ یہ آپس میں مل جائیں۔''

عزیز دوستو! روزے رکھ کے ہم نے اللہ کے حضور اپنے گناہوں کی معافی کیلئے بہت محنت کی ہے اس حدیث میں آپ ﷺ فرما رہے ہیں اگر اپنے بھائی کے ساتھ تعلقات درست نہیں ہیں اس کے خلاف دل میں بغض ہے تو فرشتوں کو حکم دے دیا جاتا ہے ان کی معافی روک لو...... بھلا گناہوں کی معافی کیسے نہیں چاہیے عزم کر کے اُٹھئے...... یہاں سے جا کے سب ناراض رشتہ داروں اور اپنے بھائیوں سے دلوں کو صاف کرنا ہے اللہ تعالیٰ اپنی رضا کیلئے ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

---

[1] صحیح مسلم۔ کتاب البر والصلۃ، باب النہی عن الشحناء والتہاجر، رقم: ۲۵۶۵

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

خطبہ عید الفطر

رمضان اور مساکین سے محبت کا درس

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واجب الاحترام سامعین حضرات! میں اپنی گفتگو کا آغاز صحیح مسلم کی ایک حدیث سے کرنا چاہتا ہوں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مخاطب کرتے ہوئے پوچھا:

مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا؟ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا. قَالَ: فَمَنْ تَبِعَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً؟ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا. قَالَ: فَمَنْ أَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِينًا قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا. قَالَ: فَمَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيضًا قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا اجْتَمَعْنَ فِي امْرِئٍ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ [1]

"تم میں سے کون شخص آج روزہ دار ہے؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج جنازہ کے ساتھ کون گیا ہے؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گیا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج کس نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون آج مریض کی عیادت کو گیا تھا؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گیا تھا۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سب کام ایک شخص میں جب جمع ہوتے ہیں تو وہ ضرور جنت میں جاتا ہے۔"

یعنی جس بھی بندے میں یہ اعمال جمع ہو جائیں وہ روزہ رکھنے والا ہو اپنے مسلمان بھائی کا جنازہ پڑھنے والا ہو، مسکین کو کھانا کھلانے والا ہو اور بیمار کی تیمارداری کرنے والا ہو اس نے اپنے اندر جنتیوں والے اوصاف کو جمع کر لیا۔

حضرات توجہ فرمایئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکین کو کھانا کھلانا جنت میں لے جانے والا عمل قرار دیا ہے رمضان کے بہت سارے اسباق میں سے ایک سبق یہ بھی

[1] صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ، رقم: ۱۰۲۸

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ ہم بھوک پیاس کی شدت سے مسکین کی زندگی کا ادراک کر سکیں اور رمضان المبارک کے آخر میں صدقۂ فطر نے بھی ہمیں یہی سبق دیا ہے کہ ہم نے مساکین کو اپنی خوشیوں میں شامل کرنا ہے۔

رمضان المبارک کا یہ سبق ہم نے سارا سال اپنی زندگی کے ساتھ لے کر چلنا ہے۔

یاد رکھئے! خوشی کبھی دوسرے کی خوشی چھین لینے سے نہیں ملتی، عزت کبھی دوسرے کی توہین کرنے سے نہیں ملتی بلکہ خوشی ہمیشہ دوسرے کو خوشی دینے سے ملتی ہے عزت ہمیشہ دوسرے کو عزت دینے سے ملتی ہے۔ مقام ومرتبہ ہمیشہ دوسرے کو مقام دینے سے ملتا ہے۔

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزہ تو جب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی

اگر آپ رمضان گزر جانے کے بعد بھی روزوں کا ثواب لینا چاہتے ہیں اور راتوں کے قیام کی فضیلت پانا چاہتے ہیں تو مساکین کا ہاتھ تھام لیجیے صحیح بخاری کی روایت ہے پیغمبر کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَوْ كَالَّذِي يَصُومُ النَّهَارَ وَيَقُومُ اللَّيْلَ"[1]

''بیواؤں اور مسکینوں کے لیے کوشش کرنے والا اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے یا اس شخص کی طرح ہے جو دن میں روزہ رکھتا ہے اور رات کو عبادت کرتا ہے۔''

مساکین سے نفرت کرنے والو! میرے اور تمہارے پیغمبر محمد عربی ﷺ مساکین سے محبت کرتے تھے اور یہ دعا مانگا کرتے تھے:

" اللَّهُمَّ أَحْيِنِي مِسْكِينًا وَأَمِتْنِي مِسْكِينًا وَاحْشُرْنِي فِي زُمْرَةِ الْمَسَاكِينِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ "

''اے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھنا اور مسکینی کی حالت میں

[1] صحیح بخاری، کتاب الادب، باب الساعی علی الارملۃ، رقم ٦٠٠٦

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وفات دینا اور قیامت کے روز مسکینوں کے گروہ میں اٹھانا۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ یہ دعا کس لئے مانگتے ہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا عائشہ:

"إِنَّهُمْ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهِمْ بِأَرْبَعِينَ خَرِيفًا.

''مساکین جنت میں اغنیاء سے چالیس سال پہلے داخل ہوں گے۔''

پھر آپ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

يَا عَائِشَةُ لَا تَرُدِّي الْمِسْكِينَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ يَا عَائِشَةُ أَحِبِّي الْمَسَاكِينَ وَقَرِّبِيهِمْ فَإِنَّ اللّٰهَ يُقَرِّبُكِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"[1]

''اے عائشہ کسی بھی مسکین کو دروازے سے واپس نہ کرنا اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی سہی، عائشہ! مسکینوں سے محبت کرو اور ان سے قربت اختیار کرو، بیشک اللہ تعالیٰ تمہیں روز قیامت اپنے قریب کرے گا۔''

رمضان نے ہمیں دوسرا سبق تقویٰ کا دیا کہ ہم روزہ رکھ کے تنہائیوں میں بھی اللہ سے ڈرتے رہے جب ہمیں کوئی نہیں دیکھتا تھا ہم نے تب بھی روزے کی حفاظت کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھتا ہے نہ چھپ کے پانی پیا، نہ گناہ کیا روزے کی حفاظت میں اس کی نافرمانی سے بچتے رہے اپنی تنہائیوں کو اللہ کے ڈر سے آباد کر لینا ہی تقویٰ ہے یہ دوسرا سبق ہے کہ خلوت وجلوت میں اللہ کا خوف سارا سال ہمارے ساتھ چلتا رہے اگر ہم یہ سبق بھول گئے ہم اپنا بہت ایمانی نقصان کریں گے سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دفعہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لَأَعْلَمَنَّ أَقْوَامًا مِنْ أُمَّتِي يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحَسَنَاتٍ أَمْثَالِ جِبَالِ تِهَامَةَ بِيضًا. فَيَجْعَلُهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ هَبَاءً مَنْثُورًا"

''میں اپنی امت میں سے ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جو قیامت کے دن تہامہ پہاڑوں کے برابر نیکیاں لے کر آئیں گے، اللہ تعالیٰ ان کو فضا میں

---

[1] صحیح سنن ترمذی للالبانی، کتاب الزہد، باب ما جاء أن فقراء المہاجرین یدخلون الجنۃ قبل أغنیائہم، رقم: ۲۳۵۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اڑتے ہوئے ذرے کی طرح بنا دے گا۔"

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے گھبراہٹ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں اُن لوگوں کے بارے میں بتا دیجئے کہیں ہم لاعلمی اُن جیسے کام کر کے ان میں شامل نہ ہو جائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"أَمَا إِنَّهُمْ إِخْوَانُكُمْ وَمِنْ جِلْدَتِكُمْ، وَيَأْخُذُونَ مِنَ اللَّيْلِ كَمَا تَأْخُذُونَ، وَلَكِنَّهُمْ أَقْوَامٌ إِذَا خَلَوْا بِمَحَارِمِ اللّٰهِ انْتَهَكُوهَا"[1]

"جان لو کہ وہ تمہارے بھائیوں میں سے ہی ہیں، اور تمہاری قوم میں سے ہیں، وہ بھی راتوں کو اسی طرح عبادت کریں گے، جیسے تم عبادت کرتے ہو، لیکن وہ ایسے لوگ ہیں کہ جب تنہائی میں ہوں گے تو حرام کاموں کا ارتکاب کریں گے۔"

کس قدر بدنصیب ہوں گے وہ لوگ جن کی پہاڑوں جیسی نیکیاں گرد و غبار بنا کے ہوا میں اُڑا دی جائیں گی ان کی محنت و کوشش ان کے لئے صفر ہو جائے گی بالکل ایسے ہی جیسے کسی کی دوکان کو آگ لگ جائے اور برسوں کا سرمایہ اور نقدی سب جل کر راکھ ہو جائے ایسا آدمی کس قدر دل گرفتہ ہوگا۔

حضرات! روزوں کا بنیادی مقصد دلوں میں تقویٰ پیدا کرنا ہے اور تقویٰ کی بنیاد اللہ کا ڈر ہے اگر دل میں اللہ کا حقیقی ڈر اور خوف پیدا ہو جائے تب بندہ تنہائی میں بھی گناہ کرتے ہوئے لرزتا ہے روزے نے ہمیں تنہائی میں اللہ سے ڈرنا سکھایا ہمیں مساکین کی زندگی سے آشنا کیا اور انہی دو اسباق کو ہم نے اپنی زندگی کا حصہ بنانا ہے خلوت و جلوت میں اللہ کا ڈر شامل حال رہے اور مساکین کا درد ہم اپنے دل میں محسوس کریں انشاء اللہ اس سے حقوق اللہ بھی ادا ہو جائیں گے اور حقوق العباد بھی۔

وما علینا إلا البلاغ المبین

[1] صحیح۔ سنن ابن ماجہ للالبانی، کتاب الزھد، باب ذکر الذنوب، رقم: ۴۲۴۵

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خطبہ عید الفطر

رمضان سے محبت الٰہی کا حصول

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محبت حقیقی دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک ہے اللہ سے محبت اور دوسری ہے اللہ کی خاطر اس کے بندوں سے محبت۔ اللہ تعالیٰ سے محبت یہ ہے کہ بندہ اپنی پسند و ناپسند کو اللہ کی پسند و ناپسند میں فنا کر دے۔ اسے وہی چیز پسند ہو جو اللہ کو پسند ہے اور وہی چیز ناپسند ہو جو اللہ کو ناپسند ہے جس پر اللہ راضی ہو اس پر وہ راضی ہو خواہ اسے وہ چیز اچھی لگے یا نہ لگے اور وہ تمام نیک اعمال اللہ کی خاطر اور اس کی محبت میں بجالائے۔

إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ [1]

''بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کے لئے ہے جو سب جہانوں کا مالک ہے۔''

جسے اللہ کی محبت حاصل ہو جائے وہ دنیا کے سہارے چھوڑ دیتا ہے اور یہ کلمہ اس کی زبان کی زینت بن جاتا ہے۔

حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ [2]

''ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔''

سیدنا موسیٰ علیہ السلام جب بنی اسرائیل کو اپنے ساتھ لے کر رات کی تاریکی میں نکلے تو فرعونیوں کو علم ہو گیا انہوں نے بنی اسرائیل کا پیچھا کیا بالآخر موسیٰ علیہ السلام اپنے پیروکاروں کے ساتھ ایسے مقام پر پہنچ گئے جہاں آگے سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے اور پیچھے فرعون کی فوجیں ہیں نہ واپس پلٹنے کا راستہ ہے نہ آگے بڑھنے کا بنی اسرائیل گھبرائے:

فَلَمَّا تَرَاءَى الْجَمْعَانِ قَالَ أَصْحَابُ مُوسَىٰ إِنَّا لَمُدْرَكُونَ [3]

---

[1] الانعام:۱۶۲

[2] آل عمران:۱۷۳

[3] الشعراء:۶۱

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

''پس جب دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھ لیا، تو موسیٰ کے ساتھیوں نے کہا، ہم تو یقیناً پکڑ لیے گئے۔''

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ [1]

''ہرگز نہیں۔ یقین مانو، میرا رب میرے ساتھ ہے جو ضرور مجھے راہ دکھائے گا۔''

جب اللہ سے محبت ہو تو بندے میں جرأت و بہادری ہوتی ہے اور اللہ اپنے بندے کے لئے ضرور مدد کے راستے پیدا فرما دیتا ہے ارشاد ہوا:

فَأَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى أَنِ اضْرِب بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ فَانفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ. وَأَزْلَفْنَا ثَمَّ الْآخَرِينَ. وَأَنجَيْنَا مُوسَى وَمَن مَّعَهُ أَجْمَعِينَ [2]

''ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ دریا پر اپنی لاٹھی مارو، پس اسی وقت دریا پھٹ گیا اور ہر ایک حصہ پانی کا مثل بڑے پہاڑ کے ہو گیا اور ہم نے اسی جگہ دوسروں کو نزدیک کھڑا کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام اور اس کے تمام ساتھیوں کو نجات دے دی۔''

اللہ تعالیٰ کی محبت سے دنیا اور آخرت میں بندے کو جو فوائد حاصل ہوتے ہیں ان کا شمار ممکن نہیں صرف چند فائدے آپ کے سامنے بیان کروں گا۔

❁ پہلا فائدہ یہ ہے کہ جس سے اللہ تعالیٰ محبت کرے دنیا تو کیا ملائکہ بھی اس سے محبت رکھتے ہیں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[1] الشعراء: ۶۲

[2] الشعراء: ۶۳ تا ۶۵

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

إِذَا أَحَبَّ اللّٰهُ الْعَبْدَ نَادَى جِبْرِيلَ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحْبِبْهُ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ. فَيُنَادِي جِبْرِيلُ فِي أَهْلِ السَّمَاءِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ. ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ[1]

''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے۔ تم بھی اس سے محبت رکھو، چنانچہ جبرائیل علیہ السلام بھی اس سے محبت رکھنے لگتے ہیں۔ پھر جبرائیل علیہ السلام تمام اہل آسمان میں پکار لگا دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت رکھتا ہے۔ اس لیے تم سب لوگ اس سے محبت رکھو، چنانچہ تمام آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ اس کے بعد زمین والوں میں بھی اس کے لئے قبولیت رکھ دی جاتی ہے۔''

معلوم ہوا جسے اللہ کی محبت حاصل ہو جائے اس سے ملائکہ کے سردار جبرئیل امین اور آسمان کے سب فرشتے محبت کرتے ہیں اور زمین والوں کے دلوں میں بھی اس کے لئے محبت رکھ دی جاتی ہے۔

❁ اللہ کی محبت کا دوسرا بڑا فائدہ یہ ہے کہ جو بندہ اللہ کی محبت میں اس کی بندگی سے رشتہ جوڑ لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو دولت مند بنا دیتے ہیں اسے لوگوں کی محتاجگی سے نکال کے لوگوں سے بے نیاز کر دیتے ہیں۔ سنن ابن ماجہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی حدیث قدسی میں ہے:

يَقُولُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ: يَا ابْنَ آدَمَ, تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي أَمْلَأْ صَدْرَكَ غِنًى, وَأَسُدَّ فَقْرَكَ, وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ, مَلَأْتُ صَدْرَكَ شُغْلًا, وَلَمْ أَسُدَّ فَقْرَكَ[2]

[1] صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ، رقم: ۳۲۰۹

[2] صحیح۔ سنن ابن ماجہ للالبانی، کتاب الزہد، باب الہم بالدنیا، رقم: ۴۱۰۷

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ابن آدم! تو میری عبادت کے لیے یک سو ہو جا میں تیرا سینہ بے نیازی سے بھر دوں گا، اور تیری محتاجی دور کر دوں گا، اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تیرا دل مشغولیتوں سے بھر دوں گا، اور تیری محتاجی دور نہ کروں گا۔''

❀ اللہ کی محبت کا تیسرا بڑا فائدہ یہ ہے کہ جو اللہ کی محبت میں اللہ کا غلام بن جائے دنیا اس کی غلام بن جاتی ہے۔ مشکوۃ کی روایت میں موجود ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ روم کے علاقہ میں اپنے لشکر سے بچھڑ کے راستہ بھول گئے دور تک جنگل کا سناٹا تھا اچانک ایک شیر اُن کے سامنے آ کھڑا ہوا سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ کو موت سامنے کھڑی نظر آ رہی تھی۔ مگر جو اللہ کا غلام ہو اللہ سے محبت کرنے والا ہو وہ موت سے نہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ نے شیر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

يَا أَبَا الْحَارِثِ أَنَا مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِنْ أَمْرِي كَيْتَ وَكَيْتَ[1]

''اے ابو حارث! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں میرا معاملہ ایسا ہے (کہ میں راستہ) بھول گیا ہوں۔''

یہ سننا تھا کہ شیر اپنی دم ہلاتا ہوا آیا اور سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک خادم کی طرح کھڑا ہو گیا۔ سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ لشکر کی تلاش میں چل پڑے، راستے میں شیر اگر کہیں سے کوئی آواز سنتا تو ایک محافظ کی طرح اس طرف بھاگ کر جاتا سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ جب اپنے لشکر میں پہنچ گئے تو شیر واپس چلا گیا۔

حقیقی بات یہ ہے کہ جس دل میں اللہ کی محبت داخل ہو جائے وہ دنیا اور اہل دنیا سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول

[1] صحیح۔ مشکوۃ المصابیح للالبانی، کتاب الفضائل، باب الکرامات، رقم: ۵۹۴۹

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللَّهُ، وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللَّهُ، وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللَّهُ[1]

''جو شخص سوال کرنے سے بچتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے سوال کرنے سے محفوظ ہی رکھتا ہے۔ اور جو شخص بے نیازی برتتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بے نیاز بنا دیتا ہے اور جو شخص صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے صبر و استقلال عطا کر دیتا ہے۔''

اللہ کی خاطر سوال سے بچنا، اللہ کی خاطر لوگوں سے بے نیازی اختیاری کرنا اور اللہ تعالیٰ کی خاطر صبر کرنا یہ سب اللہ تعالیٰ سے محبت کے راستے ہیں جو کوئی ان راستوں پر چلتا ہے اللہ تعالیٰ کی محبت کو پالیتا ہے۔

محبت الٰہی کے راستے:

آپ سوچ رہے ہوں گے جب اللہ کی محبت کے لاتعداد فوائد ہیں تو ہم اللہ کی محبت کو کیسے حاصل کر سکتے ہیں قرآن حکیم اور احادیث مبارکہ میں اس جانب راہنمائی موجود ہے پس محبت الٰہی کے چند راستے ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) اتباع رسول ﷺ:

اللہ کی محبت کو پانے کا پہلا راستہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع وفرمانبرداری ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ[2]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب الاستعفاف عن المسألۃ، رقم:۱۴۶۹

[2] آل عمران:۳۱

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''کہہ دیجئے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔''

محبت الٰہی، اتباع رسول ﷺ میں پوشیدہ ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ میری محبت تمہیں میرے رسول کی اطاعت کرنے سے حاصل ہوگی۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی رسول کی اطاعت کے بغیر اللہ کی محبت پالے پس جس نے اتباع رسول ﷺ سے انحراف کیا وہ محبت الٰہی کو نہیں پا سکتا۔

(۲) اللہ کے بندوں سے محبت:

محبت الٰہی کو پانے کا دوسرا راستہ اس کے بندوں سے محبت کرنے کا ہے اللہ کی مخلوق سے محبت کرنے والا اللہ کی محبت کو پالیتا ہے۔ آج عید کا دن ہے یقیناً ہم گھروں میں اچھا کھانا بنائیں گے اگر اللہ کی محبت پانا چاہتے ہیں تو ڈھونڈ ڈھونڈ کر اس کے مسکین بندوں تک خوشیاں پہنچائیں۔ غربت و افلاس کے مارے ان مسکین گھروں میں تمہیں اللہ کی محبت ملے گی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت والے دن پوچھیں گے:

يَا ابْنَ آدَمَ، مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِي قَالَ يَا رَبِّ: كَيْفَ أَعُودُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟ قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ؟ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ عُدْتَهُ لَوَجَدْتَنِي عِنْدَهُ؟ يَا ابْنَ آدَمَ، اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِي، قَالَ يَا رَبِّ: وَكَيْفَ أُطْعِمُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟ قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّهُ اسْتَطْعَمَكَ عَبْدِي فُلَانٌ؟ فَلَمْ تُطْعِمْهُ. أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ أَطْعَمْتَهُ لَوَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي؟ يَا ابْنَ آدَمَ. اسْتَسْقَيْتُكَ فَلَمْ تَسْقِنِي، قَالَ يَا رَبِّ: كَيْفَ أَسْقِيكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟ قَالَ: اسْتَسْقَاكَ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

عَبْدِي فُلَانٌ، فَلَمْ تَسْقِهِ. أَمَا إِنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهُ وَجَدْتَ ذَٰلِكَ عِنْدِي؟" [1]

''اے آدم کے بیٹے! میں بیمار ہوا تو نے میری خبر نہ لی؟'' وہ کہے گا: اے پروردگار! میں تیری کیونکر خبر لیتا تُو تو مالک ہے سارے جہاں کا۔ پروردگار فرمائے گا: "تجھے معلوم نہیں میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تھا تو نے اس کی خبر نہ لی۔ اگر تو اس کی خبر لیتا، تو مجھے اس کے نزدیک پاتا۔ اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے کھانا مانگا، تو نے مجھے کھانا نہ دیا؟'' وہ کہے گا: اے رب! میں تجھے کیسے کھلاتا، تو تو مالک ہے سارے جہاں کا۔ پروردگار فرمائے گا: "کیا تو نہیں جانتا میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تو نے اس کو نہ کھلایا اگر تو اس کو کھلاتا تو اس کا ثواب میرے پاس پاتا۔ اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے پانی مانگا، تو نے مجھے پانی نہ پلایا۔" بندہ بولے گا: میں تجھے کیونکر پلاتا تو تو مالک ہے سارے جہان کا۔ پروردگار فرمائے گا: ''میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تو نے اس کو نہیں پلایا اگر پلاتا تو اس کا بدلہ میرے پاس پاتا۔''

''اللہ تعالیٰ کے بندوں کو کھلانے پلانے سے ان سے محبت کرنے سے اللہ کی محبت ملتی ہے ایک حدیث میں ہے:

وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ [2]

جو لوگ اللہ کے بندوں سے محبت کرتے ہیں وہ قیامت والے دن نور کے منبروں پر ہوں گے۔ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب فضل عیادۃ المریض، رقم ۲۵۶۹

[2] صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن، رقم: ۲۶۹۹

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: الْمُتَحَابُّونَ فِي جَلَالِي لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُورٍ يَغْبِطُهُمُ النَّبِيُّونَ وَالشُّهَدَاءُ "[1]

''اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: میری عظمت و بزرگی کے لیے آپس میں محبت کرنے والوں کے لیے قیامت کے دن نور (روشنی) کے ایسے منبر ہوں گے جن پر انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے۔''

سیدنا ابوادریس خولانی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں میں ایک دفعہ دمشق کی جامع مسجد میں داخل ہوا تو وہاں ایک نوجوان تھا جس کے دانت بڑے چمکدار تھے لوگ جب کسی چیز میں اختلاف کرتے تو مسئلہ اس کی طرف لے جاتے اور اس کی رائے کو قبول کر لیتے میں نے اس کے بارے میں پوچھا تو بتایا گیا کہ وہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں جب اگلا دن ہوا تو میں جلدی مسجد میں پہنچ گیا۔ میں نے انہیں نماز پڑھتے ہوئے پایا میں نے انتظار کیا جب انہوں نے نماز مکمل کر لی تو اُن کے پاس آیا اور دعا و سلام کے بعد کہا:

وَاللهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ لِلّٰهِ فَقَالَ: آللهُ؟ قُلْتُ: آللهُ فَأَخَذَ بِحَبْوَةِ رِدَائِي فَجَذَبَنِي إِلَيْهِ وَقَالَ: أَبْشِرْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلم يقول:(قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: وَجَبَتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّينَ فِيَّ وَالْمُتَجَالِسِينَ فِيَّ وَالْمُتَزَاوِرِينَ فِيَّ)[2]

''اللہ کی قسم! میں اللہ کی خاطر آپ سے محبت کرتا ہوں انہوں نے پوچھا کیا اللہ کی خاطر؟ میں نے کہا جی ہاں! اللہ کی خاطر۔ انہوں نے میری چادر کا کنارہ پکڑا اور مجھے اپنی طرف کھینچا اور کہا خوش ہو جاؤ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتے

[1] صحیح۔ سنن ترمذی للالبانی، ابواب الزہد، باب ماجاء فی الحب فی اللہ، رقم: ۲۳۹۰

[2] صحیح۔ التعلیقات الحسان علی صحیح ابن حبان للالبانی، کتاب البر والاحسان، باب العفو، رقم: ۵۷۴

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہیں میری خاطر آپس میں محبت کرنے والوں پر میری محبت واجب ہوگئی اور میری خاطر ایک دوسرے سے مل بیٹھنے والوں کے لئے اور میری خاطر ایک دوسرے سے ملاقات کرنے والوں کے لئے بھی۔"

دنیا سے رغبتی:

محبت الٰہی کے حصول میں تیسرا راستہ ہے دنیا کی محبت کم کردینا سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا اور عرض کرنے لگا:

يَارَسُولَ اللهِ, دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ إِذَا أَنَا عَمِلْتُهُ أَحَبَّنِي اللَّهُ, وَأَحَبَّنِي النَّاسُ, فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " ازْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللَّهُ, وَازْهَدْ فِيمَا فِي أَيْدِي النَّاسِ يُحِبُّوكَ "[1]

"اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جسے میں کروں تو اللہ تعالیٰ بھی مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دنیا سے بے رغبتی رکھو، اللہ تمہیں محبوب رکھے گا، اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے بے نیاز ہوجاؤ، تو لوگ تم سے محبت کریں گے۔"

دنیا سے بے رغبتی کرنے اور دنیا کی محبت کم کرنے سے اللہ کی محبت بڑھتی ہے۔ لیکن جب دنیا کی محبت بڑھتی ہے تو اللہ کی محبت کم ہوجاتی ہے اور دل کو وہن کی بیماری لاحق ہوجاتی ہے وہن کی بیماری کیا ہے؟ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يُوشِكُ الْأُمَمُ أَنْ تَدَاعَى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْأَكَلَةُ إِلَى

---

[1] صحیح۔ سنن ابن ماجہ للالبانی، کتاب الزہد، باب الزہد فی الدنیا، رقم: ۴۱۰۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قَصْعَتِهَا. فَقَالَ قَائِلٌ: وَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: بَلْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيرٌ وَلَكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ وَلَيَنْزَعَنَّ اللّٰهُ مِنْ صُدُورِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَلَيَقْذِفَنَّ اللّٰهُ فِي قُلُوبِكُمُ الْوَهْنَ. فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا الْوَهْنُ؟ قَالَ: حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ[1]

''قریب ہے کہ دیگر قومیں تم پر ایسے ہی ٹوٹ پڑیں جیسے کھانے والے پیالوں پر ٹوٹ پڑتے ہیں'' تو ایک کہنے والے نے کہا: کیا ہم اس وقت تعداد میں کم ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ تم اس وقت تعداد میں زیادہ ہوگے، لیکن تم سیلاب کی جھاگ کے مانند ہو جاؤ گے، اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کے سینوں سے تمہارا خوف نکال دے گا، اور تمہارے دلوں میں ''وہن'' ڈال دے گا'' تو ایک کہنے والے نے کہا: اللہ کے رسول! ''وہن'' کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ دنیا کی محبت اور موت کا ڈر ہے۔''

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی حقیقی اور خالص محبت عطا فرمائے۔ (آمین)

❀❀❀

[1] صحیح سنن ابی داود للالبانی، کتاب الملاحم، باب فی تداعی الملاحم علی الاسلام، رقم: ۴۲۹۷

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

خطبہ عید الفطر

رمضان سے خوف الٰہی کا حصول

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رمضان المبارک کا مہینہ رحمتوں اور برکتوں کی بارش برساتا ہوا رخصت ہو گیا، عید کی حقیقی خوشی بالخصوص ان لوگوں کیلئے ہے جنہوں نے مہینہ بھر روزے رکھے اور اللہ کے احکام کی پابندی کرتے ہوئے اپنے اندر تقویٰ کی صفت کو پیدا کر لیا روزے کا حقیقی مقصد بھی یہی تھا "لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ، تم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہو جائے اور تقویٰ تب پیدا ہوتا ہے جب دل میں اللہ کا ڈر پیدا ہو جائے اور جس بندے نے دل میں اللہ کا ڈر پیدا کر لیا وہ حقیقی معنوں میں کامیاب ہو گیا انسانی جسم میں مرکزی حیثیت دل کو ہی حاصل ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

أَلاَ وَإِنَّ فِي الجَسَدِ مُضْغَةً: إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الجَسَدُ كُلُّهُ، أَلاَ وَهِيَ القَلْبُ[1]

"سن لو بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو گیا سارا بدن درست ہو گیا اور جب وہ بگڑ گیا تو سارا بدن بگڑ گیا۔ سن لو وہ ٹکڑا آدمی کا دل ہے۔"

اور دل درست راستے پر تب چلتا ہے جب اس میں اللہ کا ڈر اور خوف موجود ہو سیدنا وہیب بن ورد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خوف الٰہی کی مثال اس شخص جیسی ہے جو اپنے گھر میں موجود ہو جب تک وہ اپنے گھر میں رہتا ہے اس کا گھر آباد رہتا ہے اور جب وہ اپنے گھر سے الگ ہو جاتا ہے اسے چھوڑ دیتا ہے تو گھر ویران ہو جاتا ہے اسی طرح خوف الٰہی جب تک دل میں رہتا ہے دل آباد رہتا ہے نیکی اور تقویٰ کی جانب گامزن رہتا ہے اور جب دل سے اللہ کا ڈر نکل جائے دل خراب ہو جاتا ہے۔ شیطان

[1] صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب فضل من استبرا لدینہ، رقم: ۵۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس پر اپنا تسلط جمالیتا ہے[1]

مہینہ بھر کے روزوں نے ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ ہم متقی بن جائیں ہمارے دل میں اللہ تعالیٰ کا ڈر پیدا ہو جائے اگر ہم نے اس کیفیت کو برقرار رکھ لیا تو دل کی دنیا آباد ہو جائے گی اور کامیابی ہی کامیابی ہے پورے قرآن میں صرف ایک آدمی کے لئے اللہ نے دو جنتوں کا وعدہ کیا ہے اور یہ وہ آدمی ہے جس نے دل میں اللہ کا ڈر پیدا کر لیا:

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ.

''اور اس شخص کے لیے جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا دو جنتیں ہیں۔''

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

وَهُوَ يَقُصُّ عَلَى الْمِنْبَرِ: {وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ} [الرحمن: 46]. فَقُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ يَارَسُولَ اللهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الثَّانِيَةَ: {وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ}. فَقُلْتُ فِي الثَّانِيَةِ: وَإِنْ زَنَى، وَإِنْ سَرَقَ؟ يَارَسُولَ اللهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الثَّالِثَةَ: {وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ} فَقُلْتُ الثَّالِثَةَ: وَإِنْ زَنَى، وَإِنْ سَرَقَ؟ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: "نَعَمْ، وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ أَبِي الدَّرْدَاءِ"[2]

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر یہ آیت پڑھ رہے تھے وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ اور جو آدمی اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! اگر چہ وہ زنا کرے اور چوری بھی......؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری دفعہ فرمایا: اور جو آدمی اپنے

[1] التخویف من النار، لابن الحنبلی ص: ۴۵

[2] صحیح مسند احمد تعلیق، شعیب الارنؤوط ۱۴/ ۱۱-۳، رقم: ۸۶۸۳

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔ میں نے پھر عرض کیا: اگر چہ وہ زنا کرے اور چوری بھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری دفعہ فرمایا: اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔ میں نے بھی تیسری دفعہ کہا: اگر چہ وہ زنا کرے اور چوری بھی......؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! اگر چہ ابو درداء کی ناک خاک آلود ہو جائے۔"

اس لئے کہ حقیقی معنوں میں اللہ سے ڈرنے والا چوری اور زنا کے قریب جاتا ہی نہیں ہے۔ بندہ نفسانی خواہشات کے پیچھے چلتا ہوا گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔ انسان کے دو بڑے دشمن ہیں ایک شیطان اور دوسرا اس کا نفس اور نفس شیطان سے بھی بڑا دشمن ہے۔ اس لئے کہ شیطان کو بھی اس کے نفس نے گمراہ کیا تھا سو اس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا نفس کو نافرمانی اور گناہ مرغوب ہے۔ اس کا مقابلہ صرف اللہ سے ڈرنے والا دل ہی کر سکتا ہے اور جو بندہ اللہ کے ڈر سے کوئی چیز چھوڑتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بہتر اسے عطا فرما دیتے ہیں۔ سیدنا ابو قتادہ اور ابو دہماء رضی اللہ عنہما کثرت سے بیت اللہ کا سفر کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ وہ ایک دیہاتی آدمی کے پاس آئے اور کہا: کیا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنی ہے؟ اس بدو نے کہا:

أَخَذَ بِيَدِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلَ يُعَلِّمُنِي مِمَّا عَلَّمَهُ اللهُ وَقَالَ: " إِنَّكَ لَنْ تَدَعَ شَيْئًا اتِّقَاءَ اللهِ إِلَّا أَعْطَاكَ اللهُ خَيْرًا مِنْهُ[1]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے بعض وہ چیزیں سکھائیں جن کا علم اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو جس چیز کو بھی اللہ تعالیٰ کے ڈر کی وجہ سے چھوڑے گا اللہ تعالیٰ تجھے اس

[1] صحیح۔ مسند احمد تعلیق شعیب الارنؤوط، حدیث الاعرابی ۳۴/ ۳۴۲، رقم: ۲۰۷۳۹

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے بہتر عطا کرے گا۔"

اس کی مثال یوں سمجھ لیں کاروبار میں اضافہ ہر آدمی کو مرغوب ہے اور وہ نماز کے وقت بھی کمائی کرنا چاہتا ہے۔ یہ اس کے نفس کی خواہش ہے اگر اللہ کے ڈر سے وہ اس خواہش کو چھوڑ کے نماز کے لئے مسجد کی جانب لپکے گا اللہ تعالیٰ اسے اس کا بہتر بدل عطا فرمائیں گے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" خَيْرُ مَعَايِشِ النَّاسِ لَهُمْ , رَجُلٌ مُمْسِكٌ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ , وَيَطِيرُ عَلَى مَتْنِهِ , كُلَّمَا سَمِعَ هَيْعَةً أَوْ فَزْعَةً طَارَ عَلَيْهِ إِلَيْهَا , يَبْتَغِي الْمَوْتَ أَوِ الْقَتْلَ , مَظَانَّهُ , وَرَجُلٌ فِي غُنَيْمَةٍ , فِي رَأْسِ شَعَفَةٍ مِنْ هَذِهِ الشِّعَافِ , أَوْ بَطْنِ وَادٍ مِنْ هَذِهِ الْأَوْدِيَةِ , يُقِيمُ الصَّلَاةَ , وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ , وَيَعْبُدُ رَبَّهُ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْيَقِينُ , لَيْسَ مِنَ النَّاسِ إِلَّا فِي خَيْرٍ "[1]

"لوگوں میں سب سے اچھی زندگی والا وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے اس کی پشت پر اُڑ رہا ہو، اور جہاں دشمن کی آواز سنے یا مقابلے کا وقت آئے تو فوراً مقابلہ کے لیے اس جانب رخ کرتا ہو، اور موت یا قتل کی جگہیں تلاش کرتا پھرتا ہو اور پھر وہ آدمی ہے جو اپنی بکریوں کو لے کر تنہا کسی پہاڑ کی چوٹی پر رہتا ہو، یا کسی وادی میں جا بسے، نماز قائم کرتا ہو، زکاۃ دیتا ہو، اور اپنے رب کی عبادت کرتا ہو حتیٰ کہ اس حالت میں اسے موت آجائے کہ وہ لوگوں کا خیر خواہ ہو۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کو بہتر قرار دیا ہے جو بکریوں کے ریوڑ میں ہے۔ اپنے کاروبار میں مصروف ہے لیکن اللہ کا ڈر اس قدر ہے کہ جیسے ہی نماز کا وقت ہوتا ہے وہ نماز ادا کرتا ہے۔ حالانکہ بکریوں کو سنبھالنا ایک مشکل امر ہے لیکن وہ کاروبار سے نظر

[1] صحیح۔ سنن ابن ماجہ للالبانی، کتاب الفتن، باب العزلۃ، رقم: ۳۹۷۷

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہٹا کے نماز ادا کرتا ہے۔ سال گزرنے پر زکوٰۃ ادا کرتا ہے۔ یہ صفات اللہ تعالیٰ کے ڈر سے ہی پیدا ہوتی ہیں۔ ایک مسلمان سے اللہ تعالیٰ کا ایسا ہی ڈر مطلوب ہے مہینہ بھر روزے رکھنے سے اتنا اثر تو ضرور ہونا چاہئے کہ ہم حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھیں اگر ہم نے اتنا ڈر پیدا کر لیا تو نجات کے راستے پر چل پڑیں گے۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت نعمان بن قوقل رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللهِ، أَرَأَيْتَ إِنْ حَلَّلْتُ الْحَلَالَ، وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ، وَصَلَّيْتُ الْمَكْتُوبَاتِ وَلَمْ أَزِدْ عَلَى ذَلِكَ أَأَدْخُلُ الْجَنَّةَ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "نَعَمْ"[1]

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کا کیا خیال ہے اگر میں حلال کو حلال سمجھوں اور حرام کو حرام سمجھوں اور فرضی نمازیں ادا کروں اور اس کے علاوہ کچھ نہ کروں تو کیا جنت میں داخل ہو جاؤں گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں۔

اللہ کے ڈر میں دو چیزیں:

رمضان المبارک کا مہینہ تو گزر گیا اب سال بھر کے لئے ہم دو چیزوں کو زادِ راہ بنا لیں تو اللہ کا ڈر اور خوف ہمارے دل کی زینت بنا رہے گا۔ پہلی چیز ہے قرآن پاک کا ترجمہ سیکھنے کی کوشش کریں خواہ روزانہ ایک آیت کا ترجمہ ہی سہی سیدنا عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي الصُّفَّةِ، فَقَالَ: "أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنْ يَغْدُوَ إِلَى بُطْحَانَ، أَوْ الْعَقِيقِ فَيَأْخُذَ نَاقَتَيْنِ كَوْمَاوَيْنِ زَهْرَاوَيْنِ بِغَيْرِ إِثْمٍ بِاللهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَلَا قَطْعِ رَحِمٍ؟" قَالُوا: كُلُّنَا يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: "فَلَأَنْ يَغْدُوَ أَحَدُكُمْ

---

[1] صحیح۔ مسند احمد تعلیق شعیب الارنؤوط وقال اسنادہ قوی علی شرط مسلم، ۲۲/ ۲۸۸، رقم: ۱۴۳۹۴

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

كُلَّ يَوْمٍ إِلَى الْمَسْجِدِ فَيَتَعَلَّمَ آيَتَيْنِ مِنْ كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ خَيْرٌ لَهُ مِنْ نَاقَتَيْنِ، وَإِنْ ثَلَاثٌ فَثَلَاثٌ مِثْلُ أَعْدَادِهِنَّ مِنَ الْإِبِلِ"[1]

''ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے ہم صفہ (چبوترے) پر تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کون یہ پسند کرتا ہے کہ صبح کو بطحان یا عقیق جائے، پھر بڑی کوہان والے موٹے تازے دو اونٹ بغیر کوئی گناہ یا قطع رحمی کیے لے آئے؟''، صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: اللہ کے رسول! ہم میں سے سب کی یہ خواہش ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو تم میں سے کوئی اگر روزانہ صبح کو مسجد جائے اور قرآن مجید کی دو آیتیں سیکھے تو یہ اس کے لیے ان دو اونٹنیوں سے بہتر ہے اور اسی طرح سے تین آیات سیکھے تو تین اونٹنیوں سے بہتر ہے''۔

''ترجمہ معلوم ہو تو قرآن سن کے دل نرم ہو جاتا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" اقْرَأْ عَلَيَّ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَأَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ، قَالَ: نَعَمْ. فَقَرَأْتُ سُورَةَ النِّسَاءِ حَتَّى أَتَيْتُ إِلَى هَذِهِ الْآيَةِ: فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا سورة النساء آية 41. قَالَ: حَسْبُكَ الْآنَ، فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ فَإِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ"۔

''مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ کو پڑھ کر سناؤں، آپ پر تو قرآن مجید نازل کیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہاں سناؤ۔ چنانچہ میں نے سورۃ نساء پڑھی جب میں آیت

[1] صحیح۔ سنن ابی داؤد للالبانی، ابواب الوتر، باب فی ثواب قرآن القرآن، رقم: ۱۴۵۶

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى
هَؤُلَاءِ شَهِيدًا پر پہنچا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب بس کرو۔
میں نے آپ کی طرف دیکھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو
جاری تھے[1]

سیدنا عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي وَلِجَوْفِهِ أَزِيزٌ كَأَزِيزِ الْمِرْجَلِ يَعْنِي: يَبْكِي[2]

''میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اس وقت آپ نماز پڑھ رہے تھے، اور آپ کے پیٹ سے ایسی آواز آرہی تھی جیسے ہانڈی ابل رہی ہو یعنی آپ رو رہے تھے۔''

دل میں اللہ تعالیٰ کا ڈر اور خوف ہو تو کبھی آنکھیں برستی ہیں اور کبھی دوران نماز قرآنی آیات پر دل لرزتا ہے۔ سیدنا قرظہ بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

بَعَثَنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى الْكُوفَةِ. وَشَيَّعَنَا فَمَشَى مَعَنَا إِلَى مَوْضِعٍ يُقَالُ لَهُ صِرَارٌ. فَقَالَ: "أَتَدْرُونَ لِمَ مَشَيْتُ مَعَكُمْ؟" قَالَ: قُلْنَا: لِحَقِّ صُحْبَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَلِحَقِّ الْأَنْصَارِ. قَالَ: لَكِنِّي مَشَيْتُ مَعَكُمْ لِحَدِيثٍ أَرَدْتُ أَنْ أُحَدِّثَكُمْ بِهِ. فَأَرَدْتُ أَنْ تَحْفَظُوهُ لِمَمْشَايَ مَعَكُمْ. إِنَّكُمْ تَقْدَمُونَ عَلَى قَوْمٍ لِلْقُرْآنِ فِي صُدُورِهِمْ هَزِيزٌ كَهَزِيزِ الْمِرْجَلِ. فَإِذَا رَأَوْكُمْ مَدُّوا إِلَيْكُمْ أَعْنَاقَهُمْ. وَقَالُوا: أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ فَأَقِلُّوا الرِّوَايَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَأَنَا

[1] صحیح۔ سنن ابی داود، للالبانی، ابواب الوتر، باب فی ثواب قراءۃ القرآن، رقم: ۱۴۵۶

[2]

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

شَرِيكُكُمْ "[1]

"ہمیں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کوفہ بھیجا، اور ہمیں رخصت کرنے کے لیے آپ ہمارے ساتھ مقام صرار تک چل کر آئے اور کہنے لگے: کیا تم جانتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کیوں چل کر آیا ہوں؟ قرظہ کہتے ہیں کہ ہم نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے حق اور انصار کے حق کی ادائیگی کی خاطر آئے ہیں، کہا: نہیں، بلکہ میں تمہارے ساتھ ایک بات بیان کرنے کے لیے آیا ہوں، میں نے چاہا کہ میرے ساتھ آنے کی وجہ سے تم اسے یاد رکھو گے: "تم ایسے لوگوں کے پاس جا رہے ہو جن کے سینوں میں قرآن ہانڈی کی طرح جوش مارتا ہوگا، جب وہ تم کو دیکھیں گے تو (مارے شوق کے) اپنی گردنیں تمہاری طرف لمبی کریں گے اور کہیں گے: یہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، تم ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں کم بیان کرنا، جاؤ میں بھی تمہارا شریک ہوں۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل تلاوت قرآن سے لرزتے تھے۔ رونے اور گریہ زاری سے سینے ہنڈیا کی مانند جوش مارتے تھے...... کیوں؟ وہ اللہ تعالیٰ سے حقیقی معنوں میں ڈرنے والے تھے اور قرآن کا مفہوم سمجھتے تھے۔ میں نے نماز میں جن سورتوں کی تلاوت کی ہے۔ بہت کم افراد کو ان کا ترجمہ آتا ہوگا حالانکہ آپ نماز جمعہ اور نماز عید میں سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ کی تلاوت فرماتے تھے یعنی لوگوں کے ہجوم اور اجتماع میں ان سورتوں کی تلاوت فرماتے کچھ تو ان سورتوں میں حکمت ضرور ہے۔ جو ان کی اجتماعات میں تلاوت کی جاتی ہے۔ اس کا ادراک تبھی ہوسکتا ہے جب قرآن کا ترجمہ سیکھا جائے۔

دل میں ڈر اور خوف پیدا کرنے والی دوسری چیز ہے موت کی یاد گیری، موت کو یاد رکھنا آج ۲۰۲۰ء چل رہا ہے۔ آج سے سو سال قبل ۱۹۲۰ء میں ہمارا وجود نہیں تھا

---

[1] صحیح۔ سنن ابن ماجۃ للالبانی، کتاب افتتاح الکتاب فی الایمان، باب التوقی فی الحدیث......، رقم: ۲۸

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دنیا کا نظام اور زندگی اس طرح رواں دواں تھی آج سے سو سال بعد ۲۱۲۰ء میں ہم میں کوئی نہیں ہوگا لوگ ہمیں بھول چکے ہوں گے اور زندگی اسی طرح چل رہی ہوگی۔ چھوڑیئے ناراضگیاں اور انا پرستیاں، اللہ کا ڈر دلوں میں پیدا کریں ہر آدمی کے پاس زندگی کا مختصر سرمایہ ہے جیسے ہی وقت پورا ہو گیا سب یہاں چھوڑ کے چل پڑنا ہے ۔

جب مرگ پھرا کر چابک کو یہ بیل بدن کا ہانکے گا
کوئی ناج سمیٹے گا تیرا کوئی گون سیئے اور ٹانکے گا
ہو ڈھیر اکیلا جنگل میں تو خاک لحد کی پھانکے گا
اس جنگل میں پھر آہ نظیر اک بھنگا آن نہ جھانکے گا
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارا

عید کے حوالہ سے دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ عید امیر اور غریب دونوں کے لئے ہے۔ امیر اپنی ساری خواہشات پوری کر لیتا ہے عمدہ کپڑے اور اچھا کھانا اس کی دسترس میں ہوتا ہے اور غریب اپنی خواہشات ایسے پوری نہیں کر سکتا اسے بددل نہیں ہونا چاہئے۔ اگر اس کی خواہشات پوری نہ ہوئیں اور دنیا کے سفر کو اس نے صبر و ضبط سے طے کر لیا تو قیامت کے روز وہ کامیاب لوگوں کی صف میں کھڑا ہوگا۔ قیامت والے دن دولت مند وہی ہوگا جس کے پاس نیکیوں کی دولت موجود ہوگی۔ پرہیزگار غریب آدمی اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ ہے۔ سیدنا سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَرَّ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَا تَقُولُونَ فِي هَذَا؛ قَالُوا: حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ يُنْكَحَ، وَإِنْ شَفَعَ أَنْ يُشَفَّعَ، وَإِنْ قَالَ أَنْ يُسْتَمَعَ. قَالَ: ثُمَّ سَكَتَ، فَمَرَّ رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ: مَا تَقُولُونَ فِي هَذَا؛ قَالُوا: حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ لَا يُنْكَحَ، وَإِنْ شَفَعَ أَنْ لَا يُشَفَّعَ، وَإِنْ قَالَ أَنْ لَا يُسْتَمَعَ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " هَذَا خَيْرٌ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مِنْ مِلْءِ الْأَرْضِ مِثْلَ هَذَا "[1]

''ایک صاحب (جو مالدار تھے) رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے گزرے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے پاس موجود صحابہ سے پوچھا کہ یہ کیسا شخص ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ یہ اس لائق ہے کہ اگر یہ نکاح کا پیغام بھیجے تو اس سے نکاح کیا جائے، اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کی جائے، اگر کوئی بات کہے تو غور سے سنی جائے۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ اس پر چپ ہو رہے۔ پھر ایک دوسرے صاحب گزرے، جو مسلمانوں کے غریب اور محتاج لوگوں میں شمار کئے جاتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اس کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ یہ اس قابل ہے کہ اگر کسی کے یہاں نکاح کا پیغام بھیجے تو اس سے نکاح نہ کیا جائے اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ کی جائے، اگر کوئی بات کہے تو اس کی بات نہ سنی جائے۔ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ یہ شخص اکیلا پہلے شخص کی طرح دنیا بھی بھری ہو تو بھی ان سے بہتر ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا آخَرَ حِينَ طَلَعَتِ الشَّمْسُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " سَيَأْتِي أُنَاسٌ مِنْ أُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ نُورُهُمْ كَضَوْءِ الشَّمْسِ ". قُلْنَا: مَنْ أُولَئِكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَقَالَ: " فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ، وَالَّذِينَ تُتَّقَى بِهِمُ الْمَكَارِهُ، يَمُوتُ أَحَدُهُمْ وَحَاجَتُهُ فِي صَدْرِهِ، يُحْشَرُونَ مِنْ أَقْطَارِ الْأَرْضِ "[2]

---

[1] صحیح بخاری۔ کتاب النکاح، باب الاکفاء فی الدین، رقم: ۵۰۹۱

[2] حسن مسند احمد تعلیق شعیب الارنؤوط، ۱۱/ ۲۳۰، رقم: ۶۶۵۰

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''ایک دن کی بات ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے۔ سورج طلوع ہو رہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت والے دن میری امت سے ایسے لوگ آئیں گے کہ ان کا نور سورج کی روشنی کی مانند ہوگا۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ کون لوگ ہوں گے ایک روایت میں ہے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! ان سے مراد ہم لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں اور تم لوگوں میں بھی بڑی خیر ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: یہ فقراء مہاجرین ہیں جن کے ذریعہ ناپسندیدہ چیزوں سے بچا جاتا ہے اور ان میں جب کوئی فوت ہوتا ہے تو اس کی ضرورت اس کے سینے میں ہوتی ہے۔ ان لوگوں کو زمین کے مختلف خطوں سے جمع کیا جائے گا۔''

ایک حدیث میں موجود ہے آپ ﷺ نے غرباء کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

أَبْشِرُوا يَا مَعْشَرَ الصَّعَالِيكِ، تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْأَغْنِيَاءِ بِنِصْفِ يَوْمٍ، وَذَٰلِكَ خَمْسُ مِائَةِ عَامٍ "[1]

''اے غرباء کی جماعت خوش ہو جاؤ تم مالدار لوگوں سے نصف دن یعنی پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔''

❀❀❀

[1] حسن۔ مسند احمد تعلیق شعیب الارنؤوط، ۱۸۰/ ۷، ۱۴۳، رقم: ۱۱۶۰۴

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

مقالات رمضان المبارک

طیبہ قرآن محل

مکہ سنٹر گلی نمبر 5 بنشی محلہ امین پور بازار فیصل آباد

041-2629292,041-2624007,0333-6574758

Designed by: Graphic View